

ہوا یا نادر سلمان انکو اپنا شمار و شمار کر گیا وہ انشاء اللہ تعالیٰ عارج مقامات
 وصول و عرفان اور فائز درجات قرب و احسان ہو گا اور جو شخص اتصاف سے
 ساتھ ان اوصاف کے حرمان نصیب ہو گا وہ عارج احسان اور منازل عالیا
 جنان سے ایک مرحلہ بعید پر رہ گیا اور قرب بارگاہ رحمن رحیم سے دور جا پڑ گیا
 اور عقبتہ کٹو و دنیا سے کبھی رہائی نہ پائیگا ہر مقالہ اس کتاب سعادت نصاب
 برکت انتساب کا ایک سلالہ ہے نفس قدس کا اور ہر کلمہ ان مقالات کا ایک
 علامہ ہے فوائد قرب دانش و ہدی کا اس زمان آخر میں کہ ہمدوش ساعت
 کبریٰ اور ہم آغوش قیامت عظمیٰ سے علم اس فن مبارک کا دل سی کفر اہل عالم
 کے مرفوع ہو گیا ہے ہر خند یہ بات ظاہر ہے کہ بوجہ کثرت جہل و جاہلیت
 اور قلت علم و قابلیت کے ایسے وقت میں اس علم میں کچھ تالیف کرنا خواہت
 عرب عربا دین ہو یا زبان مجسم میں بے سود ہے کہ مسلمانی در کتاب مسلمانان
 در گور لکن محض و دامن کے خیال سے ایک یہ کہ جو وقت اس کام میں بسر ہو گا
 وہ انشاء اللہ تعالیٰ داخل عبادت ہو گا و سہ کہ شاید بطور خرق عادت
 کے اللہ تعالیٰ کسی بندہ کو توفیق سلوک کی اس سبیل احسان پر بخشنے یہ سالیہ
 آرد و لکھا گیا علماء آخرت و عرفاء عجبیٰ نے ارشاد صراط مستقیم و ارادت
 طریق توہم اور تبلیغ حق و صدق و تعریف ولایت و معرفت رب مطلق میں تحریر
 و تقریر اکیس وقت اور کسی مکان میں کوتاہی نہیں کی اور بیان میں مقاصد صوری

و معنوی کتاب و سنت کے سیطرے کی تقصیر روانہ نہیں رکھی اور اللہ تعالیٰ نے
 زمانہ گذشتہ میں ان کی تالیف سے نفع عظیم ہی بخشا لیکن اس زمانہ ساعت نشا
 میں سارے انوار ولایت کے بہ سبب کثرت ظلمات ضلالت کے مضحمل ہو گئے
 ہیں بلکہ ایک عمر دراز سے اسلام و ایمان کا فقط نام رہ گیا ہے اور احسان تو خود
 عیناً و کیمیا ہو گیا ہے آلا ماشاء اللہ تعالیٰ معذک مجھے لکھنے میں اس رسالہ
 کے اولاً و بالذات اپنا نفع مقصود ہے اور ثانیاً و بالاتباع فائدہ ابنار اسلام کا اللہ
 تعالیٰ سے امید ہے کہ مجھے توفیق عمل کی رفیق کرے اور برکات سے اس
 کلام سعادت آغاز یرکت انجام کے محروم نہ کرے اس ترجمہ میں التزام اخذ جملہ
 الفاظ مقالات فتوح الغیب کا کیا گیا ہے اور مطالب عام فہم خاص
 پسند کو بھی شرح فارسی شیخ عبدالحق دہلوی قدس سرہ سے منتخب لیا ہے اور
 دونوں کو بغرض تسہیل فہم ناظر و ساع منفرج کر دیا ہے اگر کوئی شخص اپنی
 جان کا نامح دوستار وہی خواہ ہو کر اس کتاب پر عامل و سالک ہو گا تو یہ عمل
 و سلوک واسطے اسکے ایک سعادت عظمیٰ و نعمت کبریٰ و عاقبت حسنی ہے اور
 ایسے لوگ جو نرے طالب آخرت یا قرب حضرت حق ہوں اور دنیا و نلو اپنے
 پسندے میں پہانس نہ سکے اور البلیس اونکے دلون پر چیرہ دست نہ موت
 ہوئی کہ زیر زمین جاسکے اب تو جو کوئی مدعی علم یا عمل یا کمال ہے وہ غالباً
 اس پردہ میں طالب حکومت و جاہ و مال ہے پس بس چندین مشکل زیر اکمل

ع اینہم از پی آن است کہ زیرِ خواہد اسلام ایک حکایت حال ماضی ہو گیا ہو
اور ایمان کتم عدم میں جا چپا ہے پیر احسان جو ہر زمان میں کیاب و عزیز الوجود
تھا اور نشان لنا معلوم و کان املا للہ قدام قدوسا بالجملة سبب اشراط
ساعت و دلیل قرب قیام قیامت ہیں اس روزگار پر آزار میں اگر کوئی اپنا ایمان دست
بردر نہر نہان دینا سے بچالے اور کلمہ طیبہ توحید اخلاص کے اعتقاد پر سفر آخرت کر جائے
تو سمجھو کہ فرد زمانہ اور نوع بشر میں کیسا دیکھنا ہے رب انت ولی فی الدنیا والآخرۃ
توفی صلا الحقیقی بالصالحین آراء کتاب سنت سے قلت اہل جنت کی اور کثرت
اہل نار کی ثابت ہے اور یہ قلت و کثرت واسطے عقلمند کے ایک تازیانہ و عبرت
لکن کون اسپر کان رکھتا ہے اور کس کو غرض ہے کہ عاقبت بخیر ہو آہو سارا دار
مدار حصول سعید و زوال کا سواد پر آئیں رہے دین و ایمان رہے یا جائے جطر ح بنے
وینا ہاتھ آئے آدم ابو البشر علیہ السلام کی عہد سعادت ہمد سے اس زمانہ تک
جو زمانہ گذر ا غالباً وہ زمانہ جاہلیت کا تھا پہر جس زمانہ میں کوئی رسول آیا تو آپس
قوم ایمان نہ لائی و اگر لائی تو بمقدار عدد انا مل یا حرکات عوامل و لہذا اکثر اہم
معذب ہو کر ہلاک ہو گئے رہی یہ امت اسلام سوا میں بھی بہتر فرقے بن گئے
اور سب ناری نہیں مگر ایک فرقہ اہل سنت و جماعت آب انکی آپس میں ہی
پوٹ ہے اور بجز متبعین سنت کے کوئی فرقہ طریقہ انصاف پر سالک معلوم
نہیں ہوتا پس یہ سب دلائل ہیں قلت اہل نجات و اصحاب جنت اور کثرت

اہل نار و اصحاب جہنم پر و لہذا شیخ اجل ابن عربی صاحب فتوحات مکیہ نے
تعداد اہل جنت کی ضبط کی ہے کہ سب اصحاب بہشت اتنے ہونگے اور گنتی
اہل نار کی نہیں بتائی بلکہ انکو جیساب و بشمار نہیں کر تعداد انکی علم الہی پر چوڑی
ہے اب بعد اس معرفت احوال عقبی کے بھی اگر بندہ اپنے رب سے
خائف اور اپنے حال و مال پر مہربان ہو اور عمر عزیز کو تحصیل شقاوت ہی میں صرف
کر دے تو یہ محض بے بختی اور تقدیر الہی ہے اور اگر جہد کرے کہ زمرہ سعداء میں
داخل ہو تو امید ہے کہ رحمت عامہ الہی سے ناامید نہ رہے واللہین جاہل
فینا لہدینہم سبلنا اب مجھے اللہ پاک سے یہ امید ہے کہ وہ اس ترجمہ
کو خالص اپنی ذات کریم کے لئے قبول فرمائے اور مجھ کو دنیا و آخرت میں ^{فست}
دے اور احوال برزخ و مشر و نشر و عذاب نار سے محفوظ رکھے اللہم آمین
قول اول ہر ایماندار کو ہر حال میں تین امور ضرور ہوتے ہیں کہ اول بے غیر
کام نہیں چلا سکتا ایک اللہ تعالیٰ کا حکم جو وہ بجالائے دوم اللہ تعالیٰ
کی نئی جس سے وہ پرہیز کرے تیسرے اللہ تعالیٰ کے قضا و قدر جس کے ساتھ
وہ راضی ہو سو اقل حالت مومن یہ ہے کہ وہ کسی حالت میں بھی ایک امر سے
بمجموعہ ان امور کے خالی نہیں ہوتا ہے اب اسکو یہ چاہیے کہ یہ تینوں کام
اپنے دل کو لازم کرے اور ہمیشہ اپنے جمی کو حکایت ان ہر سے امر کی کرتا ہے
اور سائر احوال میں جو ان امور میں مستعمل رکھے اللہ تعالیٰ کا امر دے

طرح پر ہوتا ہے ایک تشریحی اس جگہ وظیفہ عبودیت کا یہ ہے کہ اس امر کو
 بجا لائے دوم ارادی اس جگہ وظیفہ یہ ہے کہ اس کو تسلیم کرے امتثال امر و
 اجتناب نہی کا اشارہ اسطرح ہے اور رضا بالقضا اشارہ ہے طرث امتثالی
 کے اور یہی تمام مذاہب اسلام وطرق سلوک کا حاصل ہے عبارت حضرت
 شیخ کی اس جگہ یہ ہے لا بد لکل مومن فی سائر احوالہ من ثلثۃ اشیاء امر
 یہ مسئلہ دیکھی محبتہ و قد یرضی بہ یعنی امتثال مامور کا و اجتناب مخطور سے
 و رضا بقدر اہل اصول ہے جملہ ظاہر و باطن کا اور کوئی شخص اس سے
 فارغ نہیں ہو سکتا ہے قول دوم بندہ کو چاہیے کہ اتباع سنت کرے اور
 دین میں جو بات پہلے سے نہیں آوے نہ کھائے اس کو بدعت کہتے ہیں اللہ تعالیٰ
 کی توحید کے شرک سے بچے شیخ عبدالحقؒ نے مفتاح الفتح شرح فتوح الغیب
 میں کہا ہے بداند کہ ہر چیز در عالم واقع شود ہمہ بقدرت و ارادت اوست و نیست
 قادر و متصرف و حقیقت مگر او تعالیٰ انتہی یہی اعتقاد ہے تمام اہلسنت کا توحید
 ربوبیت کے سارے مشرک عربیہ غیرہ بھی قائل تھے مگر توحید الوہیت میں شرک
 کرتے تھے اور غیر اللہ کو متصرف جانتے اللہ نے قرآن پاک میں توحید کی دونوں
 انواع کو خوب ثابت کیا ہے اور شرک کو باقتسامہار و فرمایا اور کہا لیفعل اللہ
 ما یشاء و یحکم ما یرید غرض کہ بندہ کو لازم ہے کہ حق کی تنزیہ کرے ہر نقصت
 سے اور حق پر تہمت نہ کرے اور دین اسلام پر یقین لائے اؤمین خشک کرے

اور اللہ کی بلا پر صبر کرے ناشکیبائی نہ کرے اور ثابت قدم رہے گریز نہ کرے
 اور اللہ سے مانگے جائے تک کر بیٹھ نہ رہے و قوم کا اختلاف ہے اس میں
 کہ سوال طلب حاج ہے یا سکوت و ادب مفتاح میں کہا ہے مختار آنست کہ
 ہرچند ام کلیہ نیست تا وقت چہ اقتضا کند و گفتہ اند کہ علم وقت ہم در وقت حاصل
 گرداننتی اور جب اللہ سے مانگے تو اثر اجابت کا منتظر رہے اور جلدی نہ کرے
 اور نا امید بھی نہ ہو کہ وعدہ اجابت کا سچا ہے یا نکلان ہو کہ اسیدم مدعا
 حاصل ہوگا انشاء اللہ تعالیٰ ۵

مدام یاد تو در جان آگہ ست مرا	ہمیشہ دیدہ امید درہ مست مرا
-------------------------------	-----------------------------

اور برادر سلمان کا بھائی اور دوست ہو دشمن نہ بنے اور طاعت حق پر مجتمع ہو جائے
 نہو اور آپس میں محبت رکھے نہ عداوت نہ بغض اور گناہوں سے پاک رہے
 آلودہ معاصی نہو اور اللہ کی طاعت سے آراستہ بنے اور دروازہ حق سے
 نہ پہلے یعنی صاحبِ ام حضور و التجاہو اور اگر کوئی اثر قبول طاعت کا پیدا نہ ہو
 تو ملول نہو اور اقبال علی اللہ سے پشت نہ پھرے اگرچہ طعن سے اللہ تعالیٰ
 کے کوئی محنت و بلا کیوں نہ آئے ۵

بہر جو رہے کہ آن مہ سیکند از جام حق	کہ دلدار مرا شاید کہ مقصود امتحان
-------------------------------------	-----------------------------------

اور توبہ میں دیر نہ کرے اور ساعات روز و شب میں عذر کرنے سے طرغ خالق
 کے طول نہ ہو شاید اللہ کی اوپر مہربانی ہو اور یہ نیکبخت ہو جائے اور آتش

دورخ سے دو رجا پڑے اور باغ بہشت میں نعمت پائے کما قال تعالیٰ
فہم فی سرۃ صدقہ یحبون مفتاح میں کہا ہے سر بہشتیہ اور بزرگ بہشتیہ اور
بہشت و مقصود حقیقی در آمدن آن دیدار مولیٰ ست تعالیٰ و تقدس ۵

رفت بہ بوسے سزائے توحقی بحین	ور نہ کے بوئی نسیم سحری بود غرض
۵ امید بوسے تو از نو بہار بود مرا	اگر نہ با گل گلشن چہ کار بود مرا

میں کہتا ہوں دیدار مولیٰ اویسیو میسر ہو گا جو دینا سے ہمراہ اسلام درست ایمان
صحیح و احسان کامل کے سفر کر کے داخل بہشت ہو گا قمن نہ خرج عن النار
و ادخل الجنة فقد فاز و ما الحیاء الدنیا الامتاع الغرر اور جو کوئی بہشت
میں گیا اوسکے لئے دیدار کا ہونا معلوم کلا انہم عن ربہم یومئذ لمحجوبون
مومن کو لازم ہے کہ اللہ کی طرف توصل کرے اور نعیم عقبی و ازالہ ابکار کے
ساتھ دار السلام میں مشغول ہو شیغل عظام نعیم جنات سے ہے جس طرح کہ دنیا میں
بھی غرائب لذات سے ہے عقل کو تہ اندیشوں کی حقیقت کمالیت سے اس
شغل کے محبوب ہے یہ لوگ مباشرت و جماع کو نقصان تصور کرتے ہیں اور
لہو و لعب جانتے ہیں سو یہ نقصان انکی فہم کا اور عوجاج انکی طبیعت پر بہشت
کا ہے ورنہ ساری افراد بشر کو اس قوت پر مباحات و مفاخرت ہے اور انبیاء
و رسل اس کام میں تہ خصوصاً فعل سید انبیاء ایک سند روشن و محبت
حسن ہے اور نظر بحقیقت جامعیت فعل و انفعال و تاثر و تاثیر کے علت غائیم

ظہور عالم ہے جتنی کہ اس کام میں ہے اور کسی کام میں نہیں ہے اور خود نعم و لذات جنت
جنت کے یہی بحالی و مظاہر صفات و کمالات معنویہ و عقلیہ ترین تئیں اس نعمت کا لذات دنیا پر نہیں ہو
سے مگر حق میں عرفا اہل ذوق و وجدان کی تہر حال یہ چاہیے کہ مومن اس حال پر
ابد اخلد رہے اور عمدہ گھوڑوں پر سوار ہو اور حورین و انواع طیبہ و پاکیزہ کان
سر و گو سے خوشحال ہو مفتاح میں ترجمہ حورین کا ان الفاظ سے کیا ہے زمان
سخت سفید سیاہ چشم گرد و قدہ دراز مژگان سفید روئے سیمین بدن کشادہ چشم انتہی
اور ہلہ انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کی علیین میں عالی درجہ رفیع المنزلہ ہوں
یہ کلام حضرت شیخ^{رحمہ} کا اسمقام میں ایک پر تو ہے نورانیت مرتبہ ادرتہ جوامع
الکلمہ کا کہ عامۃ کلام حضرت ختمی پناہ ہے صلکم ہر کلمہ ان کلمات میں سے ایک قاعدہ
کلیدیہ دستور العمل ہے واسطے سالکان راہ قرب وصول کے اور حقیقت میں حیث لایت
ظہل نبوت سے توجو کچھ شخص میں پیدا ہے وہ سایہ میں بھی ہو وید اہو گا

ایک لفظ خوش تو موج دریا کی کمال	عالم جزو ہفت ہفتہ مالا مال
ایک لفظ تو باہر اسے در	اوتیت جوامع الکلم ہشتال

قول سوم بندہ جب کسی بلا میں مبتلا ہوتا تو پہلے اپنی نفس میں اپنے نفس کی رہائی کیلئے
حرکت کرتا ہے اگر رہائی نہیں ہوتی ہے تو غیر سے مدد چاہتا ہو یعنی سلاطین و ارباب صاحب
و اجارہ دینا و اصحاب مال و ان اہل بارہی دفع امراض و ادواء میں اگر اس سے بھی خلاصی حاصل
نہیں ہوتی ہے تو طرف اپنے رب غرض کے رجوع کرتا ہے اور دعا و تضرع و تضرع و تضرع کرتا ہے پس
جب تک وہ اپنے نفس میں نصرت پاتا ہے تب تک طرف خلق کے راجع نہیں ہوتا اور

جب تک پاس خلق کے نصرت یاب ہوتا ہے تو طرف خالق کے جوع نہیں کرتا
 جب جب پاس خالق کے چارہ کار نہیں پاتا یعنی اللہ تعالیٰ اسکی مدد نہیں کرتا ہے
 بسبب تاخیر جوع کے طرف خالق کے اور یہ سزا ہے اسکی تاخیر کی یا کسی اور صلیت
 تاکہ وہ اسباب و علایق دینا سے منقطع ہو جائے تو پہر وہ بندہ سانسے اپنے رب کے
 کر پڑتا ہے اور ہمیشہ سوال و دعا و تضرع و ثناء و انتقامین ہمراہ خوف ورجا رہتا ہو
 یعنی اس کے قہر سے ڈرتا ہے اور اس کے لطف کا امیدار ہوتا ہے ہر خالق اسکو دعا کا جز
 کرتا یا عاجز پاتا اور اسکی دعا قبول نہیں فرماتا یہاں تک کہ سب اسباب سے منقطع ہو جائے تاہم
 قضا و قدر خالق کی نافذ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنا فعل کرتا ہے اور دم بندہ اپنے
 سارے اسباب و حرکات سے فانی ہو کر فقط روح رہ جاتا اور اوصاف بشریت کے جاتے رہتے
 ہیں اور ہوا و ہوش آرزو و خواہش دور ہو جاتی ہے اور صفات محائیت ملکیت کی
 پیدا ہو جاتی ہیں اور ارواح و ملائکہ سے ملاقات اتصال حاصل ہوتا ہے پہر وہ سوا سے فعل
 حق عزوجل کے کچھ نہیں دیکھتا اور بالضرورت مومن و موجد ہو جاتا یعنی اس کو بطریق ہدایت
 و وجدان کے بے اختیار فکر و نظر کے پاتا اور یقین کر لیتا کہ کوئی فاعل حقیقت میں نہیں ہے مگر اللہ
 عزوجل و نہ کوئی محرک ممکن ہے مگر اللہ اور نہ کوئی خیر و شر و منف و نفع و عطا و منع و فتح و غلبہ و
 موت و حیات عزوجل و عطا و فقر مگر اللہ کے ہاتھ میں ہے پس دم و بندہ مقام قدر و قضا
 میں مثل طفل شیر خوار کے ہاتھ میں دیکھ کر آتش ہو کہ ہاتھ میں غلبہ و آتش کر کے چوکان
 سوار میں ہو جاتا اسکی قلبیے تغیر و تبدیل و تکوین ہوتی ہے اور اسکو حرکت نہیں ہوتی

نہ اپنے حق میں اور نہ غیر کے حق میں بلکہ وہ فعل مولیٰ میں اپنے نفس سے غائب ہو جاتا ہے۔ سبب
 اپنے مولیٰ اور فعل مولیٰ کے غیر کو نہیں دیکھتا۔ یہ توحید افعالی ہے کلام
 میں اکثر سلف و مشائخ اہل تمکین کی بجز اس توحید کے اور طرف اشارہ نہیں
 ہے اور حیب یہ حالت غالب آجاتی ہے تو نظر شہود میں سوا حق کے کوئی موجود
 نہیں رہتا۔

کہ بچشمان دل بسین جزدوست	ہر چہ بینی بد آنکہ منظر اوست
--------------------------	------------------------------

انتہی اور غیر حق سے نہ سنتا ہے نہ سمجھتا ہے اگر کسی چیز کو دیکھتا ہے تو اس
 جہت سے کہ کار خداوند ہے اور اگر کچھ سنتا اور جانتا ہے تو کلام حق کو سنتا
 اور اوسیکے معلوم کو جانتا ہے اور اوسیکی نعمت سے مستعم اور اوسیکے قرب سے متعاد
 اور اوسیکی تقریب سے متنزہ و متصرف اور اوسیکے وعدہ پر طیب ساکن اور اوسیکے
 ساتھ مطیع اور اوسیکی حدیث سے انس گیر ہوتا ہے اور غیر حق سے وحشت
 و نفرت کرتا ہے اور ذکر حق کی طرف ملتی دساکن ہو جاتا ہے اور اللہ عزوجل پر
 مستعد و عاشق اور اوسپر متوکل رہتا ہے اور اوسیکی نور معرفت سے ہدایت پاتا ہے
 اور پیرا ہن و انا پنتا ہے یعنی جب نور معرفت کا چمکا تو اب ساری عادات و
 عبادات اوسکی امر و اذن حق سے ہوتی ہیں اور وہ اسرار قدرت حق پر مطلع
 ہو جاتا ہے اور اللہ عزوجل سے سنتا اور یاد رکھتا ہے اور اس حالت پر اللہ
 کا حامد و ثنا گو ہوتا ہے اور شکر و دعا کرتا ہے یعنی آخر کار انتہی طرف بندگی کے

ہو جاتا ہے اور یہ دعا و شکر سب فرید نعمت و دوام عافیت و حسن عاقبت کا ہونا ہے
 قول چہارم بندہ جب خلق سے مر جاتا ہے یعنی منع و عطا دو م و مدح و نیک
 و بد رسائز احوال مخلوق سے فانی ہو جاتا ہے تو اوس سے یہ بات کہی جاتی ہے
 کہ اللہ تعالیٰ تجھ کو رحمت کرے اور تیری خواہش نفس کو مارے پھر جب وہ
 خواہش نفس سے مر جاتا ہے تب کہتے ہیں کہ اللہ تجھ کو رحمت کرے اور خواہش
 و آرزو سے تجھ کو مارے پھر جب وہ ارادہ و آرزو سے مر جاتا ہے تو اوس سے
 کہتے ہیں اللہ تجھ کو رحمت کرے اور زندہ رکھے

ہم تجھے کس ہوس کی فک تجھ کریں | دل ہی نہیں رہا ہے کہ کچھ آرزو کریں
 پھر جب وہ ارادہ و آرزو سے ہی مر جاتا ہے تو ایسی حیات پاتا ہے جس کے بعد
 موت نہیں ہے اور ایسی غنا پاتا ہے جس کے بعد فقر نہیں ہے اور ایسی عطا پاتا
 ہے جس کے بعد منع نہیں ہے اور ایسی راحت پاتا ہے جس کے بعد شقا و نہیں ہے
 اور ایسی نعمت پاتا ہے جس کے بعد محنت نہیں ہے اور ایسا علم پاتا ہے جس کے بعد جہل
 نہیں ہے اور ایسا امن پاتا ہے جس کے بعد خوف نہیں ہے اور ایسی سعاد
 پاتا ہے جس کے بعد بے بختی نہیں ہے اور ایسی عزت پاتا ہے جس کے بعد ذلت
 نہیں ہے اور ایسا قرب پاتا ہے جس کے بعد دوری نہیں ہے اور ایسی عظمت
 پاتا ہے جس کے بعد حقارت نہیں ہے اور ایسی طہارت پاتا ہے جس کے بعد آلودگی
 چرک کی نہیں ہے تب اوس بندہ مین امانی اور اقوال صادقہ محقق ہو جاتا ہے

ہیں اور وہ بندہ کبریتِ احمر بنجاتا ہے نہیں لگتا کہ وہ دیکھا جائے اور اس کے جوڑ کا کوئی
 عزیز نہیں ہوتا کہ اور نہ اس کی یگانگی میں کوئی شریک ہو سکتا ہی بلکہ کیٹا ہے جینس ہو جاتا
 ہے وہ فرد الفرد اور وتر التور اور غیب الغیب سر السر ہے اس دم وہ ہر رسولِ نبی و صدیق کا
 وارث ہو جاتا، اور ولایت کا خاتم بن جاتا، اُس کے پاس بدال آتے ہیں اور اس کے سبب اندوہ
 دور ہوتے ہیں اور پانی برستا، اور کھیتی اگتی ہے اور خاص عام اہل سرحدات اسلام و
 راعی و رعایا اور ائمہ و امت اور سائر برائیاں سے آفات مبلایا و مروتی ہیں وہ بلاد و عباد کا
 ہو جاتا ہے اس کے پاس پائون دوڑ کر آتے ہیں اور ہاتھ بزل و عطا و خدمت کرتے ہیں
 یعنی اذن خالق اشیا سے سائر احوال میں درزبانین ساتھ اس کو ذکر طیب و حمد و ثنائی
 محال میں گویا ہو جاتی ہیں ایسا شخص بہترین ساکنان صحرا و آبادی ہوتا ہے ذلک فضل
 اللہ یؤتیه من یشاء واللہ ذو الفضل العظیم و مفتاح میں کہا ہے کہ حقیقت ہی
 رضی اللہ عنہ این ہمہ احوال مقامات و بدایات و نہایات خود فرمودہ است و اولیاء امت
 را در ہر وقت و زمان نیز مے باشد انتہی ۵

گفتہ آید در حدیث دیگران

خوشتر آن باشد کہ سر دلبران

قولِ نجم بندہ جب دینا کو مع آرائشِ باطلین و مکرو فریبِ ام و ضعیفہ موم قاتلہ مومنا
 باوجود زمی مس ظاہر و مخفی و دشتی باطن و سرعتِ اہلاک و قتلِ شیعہ گانِ آشفگان
 دینا کی جو آفتنا سے دینا اور تفسیر و حوادثِ نقص و عہد دینا کا غافل ہیں ہاتھ میں اہل
 دنیا کے دیکھ تو اس شخص کی طرح ہو جائے جس نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ پھیری

پریشیا ہوا پاخانہ پھرتا ہے اور اسکا اندام نہانی کھلا ہوا ہے اور سکی بے پھیل رہی ہے پس
 ایسے حال میں شیخ نص ضرور اپنی آنکھ اور سکی شرگاہ سے بند کر لگا اور سکی بدبو ناک پر ہاتھ
 رکھ لگا اسطرح جب نیا اور شائع دنیا کو دیکھے تو آرائش نیا آنکھ بند کر لی اور ہاتھ ناک پر رکھا تاکہ
 اسکی شہوات لذات کی بدبو نہ سونگھی اور اسکی آفات نجات پا جاں لاکھ اسکا نصیب نیا
 بقدر مقدر رہے ضرور اسکو پہنچ جائیگا اور وہ اسکو گوارا ہوگا اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی مصطفیٰ
 صلعم سے فرمایا وَلَا تَقْلُدْ عَيْنَاكَ إِلَى مَا مَتَعْنَاهُ أَرْجَاهُمْ زَهْرَةُ الْحَيَاةِ الدِّنْيَا
 فید و مہر ق سربلک خیار و البقی ۵

اے آنکھ! اسی خوش مذاقی داری	از عشق بتاں دل فراقی داری
رو دیدہ دل جز حسن فانی بر بند	گر بیل شہوہ و وجہ بانی داری

قول ششم من کو چاہیے کہ خلق سے بحکم خدا فانی ہو اور ہوئے نفس سے بامرضاکہ
 علی اللہ فتوکلوان کہتم معینین اور ارادہ سے بغفل خدا آسم وہ اس لائق ہوگا کہ ظرف علم
 خدا نبی یعنی اسکو علم کدنی حاصل ہو علامت فنا کی خلق اللہ سے یہ کہ خلق سے شق طع
 ہو جائے اور پاس خلق کے آمد و شد نہ کرے اور جو چیز لوگوں کے ہاتھ میں ہے اس سے
 نا امید ہو جائے یعنی اگر وہ شے اس کے مقدر میں ہے تو خواہی سخا ہی اسکو ملیگی ۵

انچہ نصیب بہم میسر	اگر ستانی بستم میسر
--------------------	---------------------

اور اگر مقدر میں نہیں ہے تو بہر اس امید واری سے کچھ فائدہ نہیں اور علالت
 فنا کی ہوا سے نفس سے ترک مکتب ہے کہ طلب کسب میں مبالغہ و تکلف نہ کرے
 اور ترک تعلیم تسبیح ہے جلب نفع و دفع ضرر میں تو آب پر چاہیے کہ اپنی سود و

زیان کے لئے اپنے نفس کی تدبیر سے جنبش و فکر نہ کرے اور نہ اپنی دانش و تدبیر پر واسطے کار و بار نفس اپنے کے مستعمل ہو اور نہ کسی امر مخالفت طبع و نفس کو اپنی جان سے دور کرے اور نہ اپنی جان کی نصرت کرے یعنی اپنی تدبیر و اختیار و حوصل و قوت سے بلکہ ان سب کو اللہ تعالیٰ کے سپرد کرے کہ وہ ارین مین اسکے سب امور کا تدبیر ہے ۵

کار خود را بخند باز گزار | اکت نمی بینم ازین بستر کار

کیونکہ بطرح اللہ تعالیٰ لئے اولاً سارے کام اسکے اپنے ذمہ لئے ہیں اسی طرح آخر اٹھی وہ اسکا متولی ہوگا جب یہ اندر رحم کے غائب تھا طوفان اللہ ہی کے سپرد تھا اسی طرح جب مہد میں شیر خوار تھا کہ نہ عقل تھی اور نہ فکر و تدبیر اور نہ اختیار و قوت و قدرت پرورش کی تب ہی اوسنے اسباب آلات تن و جان کے میاں فرمائے تھے اب کیا وہ اسکا بند و بست نہ رکھے گا حاشا و کلام ۵

فراموشست نکرد ایزد در اجل | کہ بودے نطفہ مدفون و مدہوش
روانت داد و عمتل و طبع و ادراک | جمال و حسن و اسے وفقت و ہوش
وہ انگشت مرتب کرد بر کف | دو باز ویت مرتب ساخت بر دوش
کنون بنداری اسے ناچیز قیمت | کہ خواہد کردنت سر و کوفہ نموش

اور علامت فنا کی ارادہ سے بفعل خدا یہ ہے کہ یہ کہی کوئی ارادہ ہی نہ کرے اور نہ اسکو کوئی غرض ہو اور نہ اسکے لئے کوئی حاجت و مطلب باقی رہے

کیونکہ اللہ کے ارادہ کے ہوتے ہوئے پہ کوئی ارادہ نہیں ہوتا ہے بلکہ
 اللہ کا فعل اسکے حق میں بے اسکی طلب کے جاری ہوتا ہے اور یہ خود اللہ ہی کا
 ارادہ و فعل ہو جاتا ہے جو ارج ساکن آوردل مطمئن اور سینہ کشادہ اور چہرہ روشن
 اور باطن آباد ہوتا ہے اور اشیاء سے بوجہ خالق اشیاء بے نیاز رہتا ہے قدرت
 کا ہاتھ اسکو لوٹا پھیرتا ہے اور زبان ازل اسکو کھارتی ہے اور مالک الملک اور
 رب ملل اسکو تسلیم کرتا ہے اور جامہ انوار پہناتا ہے اور علمائے سلف کے
 منازل میں اوتارتا ہے پس شخص بیہوشہ منکسر رہتا ہے کوئی شہوت و ارادت اندر
 اسکے نہیں ہوتی جیسے برتن رخنہ دار میں کوئی پتی چیز تھم نہیں سکتی اور نہ کوئی
 کہ درت و تیرگی جو اس آب روان میں تھی باقی رہتی ہے غرضکہ اخلاق بشرت
 سے دور ہو جاتا ہے پہر باطن اسکا سوائے ارادہ الہی کے کسی شے کو قبول
 نہیں کرتا اسدم طر اس کے اضافت تکوین و خرق عادت کے ہوتی ہے اور یہ حال
 ظاہر عقل و حکم میں اوس شخص سے دیکھا جاتا ہے اور نفس الامر میں وہ اللہ کا
 فعل و ارادہ پر سچ نظر علم و یقین باطن میں ہوتا ہے اور وقت شخص زمرہ میں
 شکتہ دلون کے داخل ہوتا ہے یعنی اون لوگوں کی گروہ میں جنکا ارادہ بشرت
 ٹوٹ گیا ہے اور شہوات طبعیہ اوسکے درمہو گئے ہیں اور نئے سرے اوسکو
 ارادہ ربانیہ و خواہشماے روزمرہ ملے ہیں کل یوم ہوفشان حدیث
 شریف میں آیا ہے حبیبی من دنیا کذلک لطیف النساء و جعلت قوۃ عینی و الصلوة

اسکی اضافت طرف آنحضرت کے ہوئی بعد اسکے کہ حضرت اس محبت سے بالکل خارج اور دور ہو گئے تھے یہ تحقیق ہے کلام مقدم مشارک الیہ کی اس حدیث کے لئے حیثیت علم و روایت الفاظ سے ایک تحقیق ہے جو اہل حدیث نے کی ہے اور شیخ شراح نے شرح صراط المستقیم میں لکھی ہے قال اللہ تعالیٰ انا عند المنکسرۃ قلوبہم من اجلی سوا اللہ پاس بندہ کے جب ہی ہوتا ہے کہ جب بندہ کی ہوائے نفس و ارادۃ شکستہ ہو جاتی ہے اور جب شکستہ ہو گئی تو اب کوئی چیز اوسمیں ثابت نہیں رہتی اور وہ سوا اللہ کے کسی شے کے لایق نہیں رہتا تب اللہ اسکو نئے سرے پیدا کرتا ہے بطرح موسیٰ علیہ السلام سے کہ اتما و اصطفیتک لنفسی ۵

دلبران آئینہ سازند از برا خورشید خاص	تاما شاہ جمال خود در آنجا سیکند
--------------------------------------	---------------------------------

پھر اللہ اوسمیں اپنا ارادہ رکھ دیتا ہے تب اسکا بھی وہی ارادہ ہو جاتا ہے سو جب یہ ارادہ اوس میں پاتا جاتا ہے جو اللہ اس کے اندر پیدا کر دیا ہے تو اللہ اوس ارادہ کو توڑ ڈالتا ہے بسبب اسکے وجود کے فی السجلۃ تب ہمیشہ شکستہ دل رہتا ہے اور اللہ ہمیشہ اوسمیں تجدید ارادہ کی فرما کر اوس ارادہ کو سبب اسکے وجود کے اوسمیں زائل کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ کتاب اپنی مدت کو پہنچ جائے اور قارہاتہ آئے و مفتاح میں کہا ہے قال اللہ تعالیٰ فمن کان یرجو لقاء ربہ فلیجعل عیالہ حلالاً ولا یشرب کعبادۃ سرابہ احداً

عمل صالح اشارت ست باین چنین فنا کہ شائبہ از وجود و مزجی از بود و نایا بود نماند
و بیچ احد سے بیچ چیز سے در وجود حق و شہود دوسے شریک نباشد اصلاح کارخانہ جو
سالک در نیجاست و بحصول آن ہمہ مساوست انتہی ہی معنی ہین اس قول کے
انا عند المنکسرۃ قلوبہم من اجلی واللہ اعلم ۵

تا و تو ز پندار تو ہستی باقی ست	میدان بقیین کہ بست چہتی باقی ست
گفتی بت پندار شکستم رستم	این بت کہ تو پندار شکستی باقی ست

حدیث قدسی میں رفا آیا ہے کہ لا یزال عبدی المؤمن یتقرب الی بالنوافل
حتی احبہ فاذا احببتہ کنت سمعہ الذی یسمع بہ و بصرہ الذی یراہ بہ
و یدہ الذی یطیش بہا و رجلہ الذی یمشی بہا و دوسر الفاظ یون ہے
فہی یسمع و یراہ و یطیش و یمشی سو یہ حال نہیں ہوتا ہے مگر حالت فنا میں
نہ غیر فنا میں و مفتاح میں کہا ہے کہ یہ اشارت ہے شیخ رضی اللہ عنہ کی طرف مقام
فنا سے مطلق کے کہ جامع مراتب فنا ہے اور نام اس مقام کا قرب نوافل ہے
اور تخصیص کے ساتھ فنا سے صفات کی ہے رہا ثابت کرنا مقام دیگر کا فوق اس کے
جس کو قرب فرائض کہتے ہیں اور ایک دوسرے مقام جامع ہر دو مرتبہ کا سوا اصطلاح
جدیدہ طرف سے بعض صوفیہ کے ہیں یہ تو ہم کو ناہ چاہیے کہ جو کچھ اس جگہ کہا ہے
یہی مرتبہ نہایت کمال کا ہے انتہی بالجملہ جب بندہ خلق سے فانی ہو جاتا ہے اور
خلق خیر و شر ہے اور اسی طرح یہ بندہ ہی خیر و شر ہے توجیب ایسا ہو گا کہ خیر خلق

کی امید نہ کیگا اور نہ اونکے شر سے ڈرے گا تو نظر شہود میں نہ آئے گی رہ جائیگا جس طرح کہ وجود خلق سے پہلے تھا اللہ کی قدر میں خیر و شر دونوں ہیں اب وہ اس بندہ کو شر قدر سے اسن دے گا اور بخیر و قدر میں غرقاب کر دے گا پھر بخیر کے اور کچھ نظر میں نہ آئے گا کیونکہ سبب حق و خالق کے کہ ایک ذرہ بے حکم کے نہیں ہے سب حسن و خیر ہی ہے الخیر کلہ بیدایک والشر لیس الیک اور اضافت قبح و شر کی طرف بندہ کے ہے کہ فعل بندہ کا متعلق نہی ہوا ہے اور حقیقت شر کی کرنا شر کا نہ پیدا کرنا شر کا ۵

کفر ہم نسبت بحق حاکمیت

چون بما نسبت کنی کفر آفست

آیت بندہ ہر خیر کا ظن و محل اور ہر نعمت و سرور و جوہر و نور و ضیاء و امن و سکون کا چشمہ ہو جائیگا پس یہی فنا تمام آرزوے طالبان و سالکان و مطلوب و منتہا عارفان محبوب ہے اور ایک حد و بازگشت ہے جسکی طرف سیراویا کی منتہی ہوتی ہے و تمام سلوک کہ عبارت سیر لے اللہ سی ہے یہی فنا ہے اور دروازہ ولایت کا جسکے اندر اگر شر و لایت میں پہنچنے میں یہی فنا ہے یہ معنی ہیں انتہا کے اور منتہی وہ ہے جو اس مقام تک پہنچ گیا ہے سو نومن اسجگہ تک پہنچ کر آستہ بزیور کمال ہو جاتا ہے اسکے بعد مقام تقا و سیر فی اللہ کا ہے اسجگہ تجلیات صفات حق سے تربیت پاک مرتبہ تکمیل کو پہنچ جاتا ہے اسکے بعد سیر من اللہ ہے کہ واسطے تکمیل ناقصین کے اوس مقام سے پیچھے اوترتا ہے بعد اسکے ہر ایک دوسری

سیرالی اللہ ہے اور انقطاع مطلق تمام خلق سے باختیار رفیق اعلیٰ اسکے
 بعد سلسلہ ارشاد و تکمیل کی سیر منقطع ہو جاتی ہے انتہی الغرض فنا و ہتقات
 ہے جسکو اگلے اولیاء و ابدال نے مانگا تھا ہمدانا الصراط المستقیم
 صراط الذین انعمت علیہم غیر المغضوب علیہم ولا الضالین وہ طلب یہ تھی کہ اپنے
 ارادہ سے فانی ہو کر مبدل بارادہ حق عزوجل ہو جاوین اور مرتے دم تک
 وہی چاہیں جو اللہ چاہے لہذا انکا نام ابدال تھیں پس ان سادات کی ذنوب
 یہی ہیں کہ یہ اپنے ارادہ کو ارادہ حق کے ساتھ شریک کرین یعنی برویہ سہو و سیان
 و غلبہ حال و دہشت اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کے مدارک انکا ساتھ یاد و حی جن بیداری
 کی کرتا ہے کما قال تعالیٰ ان الذین اتقوا اذا امسہم طائفۃ من الشیطان
 تذکروا فاذا هم مبصرن تب یہ اوس غفلت و فراموشی سے ہر کر اپنے رب کے طلب
 امرزش کرتے ہیں یعنی اشراک سے ارادہ حق میں اگرچہ یہ مشرک اون سے
 براہ فراموشی و غلبہ حال کے ہو جاتا ہے کیونکہ ارادہ سے کوئی معصوم نہیں
 ہے مگر ملا لگہ کہ وہ ارادہ سے اور ابنا و ہوا سے نفس سے معصوم ہوتے ہیں
 باقی خلق جن و انس جو کہ کلف ہیں وہ اس ہوئی و ارادہ سے معصوم نہیں
 ہیں ہاں اتنی بات ہے کہ اولیاء ہوئی سے اور ابدال ارادہ سے محفوظ ہوتی ہیں
 نہ معصوم یعنی انکے حق میں یہ بات جائز ہے کہ وہ بعض احوال میں طرف ہو
 و ارادہ کے مائل ہوں ہر اللہ اپنی رحمت سے انکو پالے اور ہوشیار و بیدار کر دے

اور وہ آپس پر مصرون و فرق درمیان عصمت و حفظ کے یہ ہے کہ عصمت میں مطلقاً خطا و معصیت کو راہ نہیں ملتی ہے اور حفظ یہ ہے کہ اگر راہ ملتی ہے تو وہ معصیت نہیں تھی نہین جلد دور ہو جاتی ہے اور توبہ و استغفار سے اللہ تعالیٰ براہ رحمت اس معصیت کو بخور دیتا ہے یہی معنی ہیں اس قول کے جو بعض اکابر نے کہا ہے کہ عصمت معصیت کے پہلے ہے اور حفظ اس سے پیچھے ہے اور انبیاء معصوم ہیں اور اولیاء محفوظ و اللہ اعلم **قول ہفتم** بندہ ایماندار کو چاہیے کہ اپنے ہوائے نفس سے خارج و مکیو ہو اور اپنے ملک و ملک سے بیگانہ و کنارہ گیر ہو جائے اور آپ کو اللہ کے حوالہ کر دے اور در دل پر دربان ہو جائے اور پاس بان وقت کا ہو

بعد ازین گوش برآواز در دل بٹہم

نتیجائی نشہ از گردش آرا مارا

اور اللہ کا حکم داخل کرنے میں اس شخص کے جسکے احوال کا وہ حکم دے بجائے اور اللہ کی نہی سے باز رکھنے میں اس شخص کی جسکے باز رکھنے کا وہ حکم دے باز رہے جس طرح بادشاہ کوئی دربان مقرر کرتا ہے کہ جسکو حکم دیتا ہے کہ وہ اندر آئے او سکودر بان آئے دیتا ہے اور جسکو فرماتا ہے کہ نہ آئے او سکودر اندر آئے نہیں دیتا پس جب ہوی دل سے باہر نکل گئی یعنی ایمان و توبہ و انابت تو اب پہر او سکودل میں داخل نہ کرے مفتاح میں کہا ہے چہ آمدن و معصیت بعد از توبہ سخت تر و زیان کنندہ ترست چنانکہ کفہ اند اللہ نکستہ اشد من الموضع انتہی سو نکاحان ہوئی کا دل سے اس طرح ہوتا ہے کہ دل کی مخالفت کرے اور دلی

پیر وی کرنا سب احوال میں چوڑوے اور داخل کرنا ہوئی کدل میں یوں ہوتا
 کہ اس کا متابع و موافق بنے پس اب سوا ارادہ حق کے خود کوئی ارادہ نہ کرے
 اسکے سوا جو کچھ ہو گا وہ آرزو و ہوائے نفس اور یہ دلدلی حتمی ہے اسی میں
 اس کی موت و ہلاکت ہے ظاہر و باطن میں اور وہ نظر حمت و شمیم عنایت حق سے
 گرجا تا ہے اور شہود و معرفت حق سے مجبور رہتا ہے لہذا لازم ہے کہ ہمیشہ
 اللہ کے امر و نہی کا حفظ رکھے اور مدام اس کے مقدمہ کو تسلیم کرے یعنی حال
 مسلمانی کا یہی تین چیزیں ہیں حفظ امر و انتہاء بہ نہی و تسلیم قدر و تقضا اور کسی شے
 کو خلق خدا میں سے خدا کا شریک نہ کرے کیونکہ اسکے سارے ارادے و ہوائے
 نفس و شہوات مخلوق خدا میں تو اب یہ نکلونی ارادہ کرے اور نہ ہوائے نفس
 اور نہ خواہش تاکہ کہیں مشرک نہ ہو جائے دعا و سوال کرنا حضرت ربوبیت کے
 داخل ارادت و شہوت نہیں ہے بلکہ عبودیت ہے کہ بقصد بجا آوری حکم خدا
 کے بجالاتا ہے جیسے نماز پڑھنا وقت مقرر پر یا دعا مانگنا وقت نزول بلا و خوف
 کے لکن نماز فرض ہے اور دعا سنت ۵

دوست دارم غرضتیں رائے برای خوشتر	بلکہ ہرگز دلبر دوستیہ ارورا
----------------------------------	-----------------------------

قال تعالى فمن كان يرجو لقاء ربه فليعمل عملا صالحا ولا يشرك بعبادة ربه احدا
 یعنی جس کو امید ہو اپنے رب سے ملنے کی وہ اچھا کام کرے رب کی عبادت و طاعت
 میں کسی کو شریک نہ کرے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں لیس الشریک عبادۃ

عبادۃ الاصنام فحسب بل هو متابعك لهواك وان تختار مع ربك عز وجل
 شيئا سواه من الدنیا وما فیہا والاخرۃ وما فیہا فما سواه عز وجل غیوۃ فاذا رکت الی
 غیرہ فقل الشک بہ عز وجل غیوۃ یعنی شرک کچھ ہی نقطہ بت پرستی نہیں ہے بلکہ
 خواہش نفس کا پیرو ہونا اور اللہ عز وجل کے ہوتے ہوئے کسی شے کو سوا او
 دینا و عبتی و ما فیہا سے اختیار کرنا یہ سب شرک ہے کیونکہ جو کچھ سوا اللہ کے ہے
 وہ غیر اللہ ہے سو جب غیر کی طرف میل ہوا تو گویا اس غیر کو اللہ کا شرک ٹھہرایا

غیر حق پرست و ملت را پرورد	ستد را ہ تو ہماں خواہد بود
غیر حق یک ذرہ کان مقصودست	تیغ لابرش کہ آن معبودست

میں کہتا ہوں اصل کفر اختیار کرنا شرک کا ہی خواہ جلی ہو یا خفی شرک جلی کو تو اکثر
 عام و خاص جان ہی لیتے ہیں لکن شرک خفی سے پچنا بہت مشکل ہے اور یہ ایک
 نوع جامع شرک خفی کی ہے جو کہ اس عبارت میں فرمائی ہے ورنہ حدیث میں
 آیا ہے کہ شرک کے ستر درہن اور اصل ایمان کی توحید الوہیت و ربوبیت ہے
 یہ وہی توحید خلیل جلیل علیہ السلام کی ہے کہ جب آگ میں ڈالے گئے اور
 جب سیریل علیہ السلام نے کہا کچھ مدد درکار ہے فرمایا اما الیک فلا و اما اللہ
 فعلمہ بحال یعنی عنسوالی است اسلام میں دو ہی گروہ عارف توحید و شرک ہیں
 پس بس ایک اہل حدیث دوم آئمہ صوفیہ باقی لوگ خواہ عالم کلامین یا فقیہ یا
 اور کچھ غالباً گرفتار دام شرک و ضحلال توحید ہیں صد ہا مور شرک خفی کو یہ لوگ

عین اسلام سمجھے ہیں بوجہ نقد علم و قلت بصیرت کے انکو کچھ امتیاز درسیان حق و باطل کے بسبب اتحاد صورت حاصل نہوا

حسن سبب بخاطر سبب مراد اسیر و ام ہم نگر زمین بود گرفتار شد مر

بالجملہ بندہ کو چاہیئے کہ شرک سپر بہیز کرے اور ساکن بغیر حق نہواور خائف و ترسا
رہے اور انین نہواور اپنے حال کی کاوش کرتا ہے بغیر و غافل نہ بنے کہ کہیں غمیر
حق کے ساتھ مطمئن نہونیٹھے اور اپنے نفس کی طرف کسی حال و مقام کی نسبت
نکرے اور نہ مدعی ان امور کا ہو بلکہ اگر ادسکو کوئی حال عطا ہواور وہ کسی مقام
میں قائم کیا جائے تو کسی شخص کو اس حال کی خبر نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ ہر دن
ایک شان میں ہے تغیر و تبدیل سے آور در میان آدمی اور اوسکے دل کے
حائل ہوتا ہے جب یہ اس حال کی خبر کر دے گا تو کیا دور ہے کہ وہ اس حال کو
زائل و مغیر کر دے جسکی نسبت اسکو ثبات و بقا کا خیال ہے پر سانسے اوس
شخص کے جسکو خبر دی ہے پشیمان ہو بلکہ ادسکو اپنے ہی اندر رکھے غیر تک جائے
ندے پر اگر ثبات و بقا کو جان لے کہ یہ اللہ کی بخشش و مہربانی ہے تو اللہ سے
سوال تو نین شکر و زیارت کا کرے اور اگر اور طرح ہو یعنی وہ حال و مقام
زائل و فانی ہو جائے تو اس میں زیادت علم و معرفت و نور تقیظ و تادیب سے حال
تعالیٰ ما ننسخ من آیت او ننسها نأت بخیر منها اولھا لم تعلم ان اللہ
علیٰ کلشی قدیر

ناماسیدی برابر باب طریقت گفت

اگر دوسے بستہ شد ایدل و گرے بکشاند

اللہ تعالیٰ اپنی قدرت میں عاجز نہیں ہے اور نہ اپنی تقدیر و تدبیر میں متہم ہے اور نہ اس کے وعس میں کچھ شک ہے اس جگہ بندہ مقتدی رسولخدا صلی اللہ علیہ وسلم کہ آپ پر آیات و سورات رے اور ان پر عمل کیا گیا اور وہ محارِب میں پڑے گئے اور مصاحف میں لکھے گئے ہر مرفوع و مبدل ہو گئے اور بجائے اس کے دوسری وحی آئی اور آیات و سورت دیگر نازل ہوئے یہ تو ظاہر شرع میں ہوا رہی تفسیر و تبدیل باطن میں اور اوس علم میں جو متعلق باطن ہے اور اوس حال میں جو درمیان آنحضرت اور اللہ عزوجل کی ہے سو حضرت فرمایا ہے اِنَّ لِيْ غَمًا عَلٰی قَلْبِيْ فَاَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ فِيْ كُلِّ يَوْمٍ سَبْعِيْنَ مَرَّةً یعنی میرے دل پر ایک پردہ سا پڑ جاتا ہے ہر دن ستر بار استغفار کرتا ہوں دوسری روایت میں سو بار استغفار کرنا آیا ہے حضرت ایک حالت طُرف دوسری حالت کی نقل کئے جاتے تھے اور وہ حالت مبدل ہو جاتی تھی اور منازل قرب و میا دین غیب میں آپ کو لیجاتے تھے اور خلعت ہائے انوار بدل دئے جاتے تھے یعنی تجلیات و مکاشفات قلب شریف کو چپا لیتی تھی جس طرح لباس بدن کو چپا لیتا ہے ولہذا بعض مضمون نے کہا ہے ہٰذَا عَيْنُ الْاَنْفَارِ لَا عَيْنُ الْاَغْنِيَا سَمَا اور حقیقت میں انوار صفات کہ پردہ ذات ہیں آپ کے دل پر مکشوف ہوتے تھے پس پہلی حالت وقت ظہور حالت دیگر کے بمنزلہ تاریکی و نقصان کے نمایان ہوتی تھی اور وہ حالت اولیٰ بمنزلہ تقصیر

وستی کی نگاہداشت حدود میں ہوتی تھی حاصل یہ ہے کہ حضرت داماتنی میں
تھے اور تجلیات انوار متوالی آپ پر گزرتی تھی بعض بالائے بعض بہر تجلی فوق
پر و قون سے زیر تجلی تحت کے استغفار کرتے تھے ۵

مرکمال محبت ہر کمال جمال	ومی مباد کہ نقصان پذیر دین کمال
--------------------------	---------------------------------

اسی جگہ سے کہا ہے کہ حسنات الابرار سئيات المقرین رسالہ مجمع البحرین میں
اس مقام پر کلام کیا ہے اوکو دیکھنا چاہیے یا کچھ حضرت کو استغفار تلقین کیجاتی تھی
کیونکہ یہ استغفار احسن احوال عیسٰی طرح اظہار توبہ کا اگرچہ ظاہر میں کوئی گناہ
نہ بندہ کے لئے ہر حال میں بہتر ہے کیونکہ توبہ میں اقرار اپنے گناہ و تقصیر کا ہوتا
اور یہ توبہ و استغفار دو صفت ہیں بندہ کے سائر احوال میں اور لایق حال عبودیت
کے ہیں خواہ گناہ ہو یا نہ کیونکہ بندہ مقابلہ میں کمال غزت الوہیت و عظمت ربوبیت
حق کے بے ثابہ تقصیر کے نہیں ہوتا ہے ماعبدالناک حق عبادتک
اسکی دلیل ہے ۵

ویدم کہ خاطر شریں من آزار میکند	اگر دم از دوقبول گناہ بنودہ را
---------------------------------	--------------------------------

جس طرح کہ مغفرت ذنوب لائق مرتبہ ربوبیت و عنایت سے تشریفاً اگرچہ کوئی گناہ دریا
میں نہ ولیغفر لک اللہ ما تقدّم من ذنبک وما تاخر اسی باب کے ہیں
یہ توبہ و استغفار وارث ابوبشر آدم صغی اللہ ہیں جبکہ انکی صفات حال کو ظلمت
نسیان عہد و میثاق و ارادہ مخلوق دار السلام و مجاورت حبیب رحمن نشان و دخول

ملائکہ کرام تحیت و سلام عارض ہوئے تو اس جگہ ہوائی نفس مشاک ارادہ آدم
 ساتھ ارادہ حق کے پائی گئی یعنی اللہ کا یہ ارادہ تھا کہ آدم بہشت میں زمین زمین میں
 جا کرین تاکہ تو ابد و تناسل ہو اسکے سوا اور بہت مصالح بیشمار تھے تب نفس آدم
 شکستہ ہوا اور وہ حالت جاتی رہی جو کہ تیرگی سی اسحالت کی تھی اور وہ ولایت
 او کی دور ہو گئی اور وہ منزلت جو انکو بارگاہ عالیجاہ رب العزت میں تھی منہبط
 ہو گئی اور وہ انوار جو انکو حاصل تھے تاریک ہو گئے اور وہ صفائی و وقت جو میسر
 ہوتا مگر ہو گیا یہ سب آفت بسبب اس ارادہ آدم کی تھی جو انکے نفس سے منبت
 ہوا اتنا نہ مجر و ظہور خطا و معصیت سے ہر چند یہ ارادہ جنت و مجاورت رب العزت کا اپنی
 حد ذات میں محمود تھا لکن جب اکل شجرہ سے منع فرما دیا تھا اور یہ ارادہ خلو جنت کا
 اوی پر مرتب تھا تو مذموم و قبیح نہیں اگر بعد اسکے تقدیر الہی دیکے صفا پر جاری ہو چکی
 تھی او انکو توفیق توبہ و استغفار کی اس خطا سے بخشی اور دوبارہ تاج کراست توبہ
 و اجتہاد و استغفار کا انکے سر پر رکھا راہ ہوا کی ہدایت کی تاکہ وہ یہ بات جان لیں
 کہ ہلاک آدمی کا معصیت میں نہیں ہے بلکہ ترک توبہ میں ہے چنانچہ صاحب
 فتوح فرماتے ہیں کہ پھر آدم کو تنہیہ و تذکیر ہوئی اور انکو ساتھ اعتراف و توبہ
 و نسیان کے شناسا کیا گیا اور قصور و نقصان کی تلقین کی گئی تب دم علیہ السلام
 نے کہا بے باطلنا انفسنا وان لم تغفلنا و تو حمانا لکن من الخاسرین اور انکو
 انوار ہدایت و علوم و معارف توبہ اور وہ مصالح جو توبہ میں ہدفون تھے اور پہلے سے

غائب تھے حاصل ہوئے اور ظہور ان علوم و معارف کا ہوا مگر یہ سبب اسی توبہ و
استغفار کے یہاں سے معلوم ہوا کہ توبہ کرنا بندہ کا بے توفیق خداوند کے نہیں
ہوتا ہے مگر اقبال تعالیٰ نے تاب اللہ علیہم لیتوبوا بالجمہ جب آدم نے توبہ کی
تب وہ ارادہ اور کمال یعنی خلوص و خیریت کا بوسویشہ شیطان مبدل یہ ارادہ حق ہو گیا
اور پہلی حالت ظلمت و کدورت کی دوسری حالت صفا و نورانیت بدل گئی اور آدم
کو ولایت کبریٰ اور سکون و نیاں پر عبقری میں ملا دینا واسطے آدم و ذریت آدم کی منزل
ٹھہری یعنی ایک مدت معین تک اور عبقری اجائے پناہ و بازگشت و غلہ ہوا یعنی
بجست ترک ارادہ خود و عدم مشارکت بلکہ حق سعادت و ابرین ہاتھ آئی ہے

و نیستی گفت تا ہست شد

بلندی کسے یافت کو پست شد

اب بندہ مومن کو محمد مصطفیٰ عنصر احباب و اخلاص کی اقتدار ناچا سیے بابت
اعتراف مقصود و استغفار کے سائر احوال میں اور اپنی ذلت و خواری و محتاجی
و نیاز مندی کا معترف ہوئے

راستی یہ خواجگی باندگی

بندگی بنو و حبز افگندگی

قول ہشتم بندہ مومن جب ایک حالت پر ہو تو بجز اوس حالت کے اور کوئی حالت
اختیار نہ کرے نہ اعلیٰ نہ ادنیٰ یعنی اگر حالت پست کو اختیار کر گیا تو یہ پست ہمتی ہوگی
اور اگر حالت بلند کی آرزو کر گیا تو یہ شہوت خفی ہے پس جب درپہلے بادشاہ کے
ہو تو جانا اندر گھر کے اختیار نہ کرے یہاں تک کہ اسکو جبراً اندر لیجا یئیں نہ اختیاراً

مراد جب سے امر سخت منکر تکرر ہے یعنی جب تک زیر دستی و درستی سے مکر حکم نکرین
 جب تک کہ اندر بجائے دوسرے نسخہ میں اس جگہ بجائے لفظ منکر کے لفظ تنکر آیا
 ہے یہ اظہر واضح و انسب ہے یہ عدم اختیار براہ تواضع و انکسار و تادب و ترک
 اختیار و تقابہ نہ براہ انکار و امثال امور و تنکبار اور یہ بات ظاہر ہے اور بھر داذن
 و دخول پر قیامت نکرے مثلاً دروازہ کو لدین اور کوئی مانع در بیان میں نہو لیکن
 یہ نہ کہیں کہ اندر آ کیونکہ جائز ہے کہ یہ اذن طرف سے بادشاہ کے مکر و فریب ہو
 کہ دیکھیں کون خواہش دخول کی شہوت نفس کی راہ سے کرتا ہے اور کون براہ
 ادب دخول کو موافق امر پر کہتا ہے بلکہ اتنا صبر کرے کہ دخول پر مجبور کیا جائے
 تب گھر میں زیر دستی جائے جبر محض و فعل بادشاہ سے کہ اسدم بادشاہ او کو
 او کو اس فعل پر عذاب و عقاب سرزنش نکرے گویا عقوقت جب سے تعرض کرتی ہے
 کہ شوم متخیر ہوتا ہے اور حرص و قلت صبر و سوء ادب و ترک رضا بحالت موجودہ
 جس جگہ او کو ٹھہرا دیا ہے دانگیر ہوئی ہے پر جب یہ بات ہاتھ آئے اور
 اس طرح پر اندر گھر کے جائے تو سرنگون اور چشم بستہ با ادب محافظت و خدمت
 مامور رہا ہو اور طالب ترقی کا طرف زروہ علیا و مرتبہ بالا کی نہو اللہ تعالیٰ نے اپنے
 نبی مصطفیٰ صلعم کو فرمایا ہے ولا تمدن عینیک الی ما متعنا باذوا جمانہم زہرۃ
 الحیاۃ الدنیا لئلا یفتنہم فیسو و رزق سہل و خیر و البقیۃ
 یہ اللہ نے اپنے پیغمبر کو ادب سکھایا ہے دربارہ حفظ حال و رضا بالعطایا یعنی جو

خیر و نبوت و قناعت و صبر و ولایت دین و غزو اعدائے مہمنے تجھ کو دی ہے وہ اور
چیز سے بتر کر جو تیرے غیر کو دی ہے پس ساری خیر اسپین ہے کہ بندہ حفظ حال کرے
اور اس حال پر راضی ہے اور ماسوا کی طرف ملتفت نہ ہو ۵

باش راضی نعمتی کہ تراست	منگر سوئے نعمت و گران
ہم سجا لیکہ ہست خوش میباش	ہاں مشو جانب دگر نگران
۵ جمعی تماشائے خط و قال خوش اند	جمعی تہمائے زر و مال خوش اند
بیدل ہمہ را بحال بد می بینم	خوشحال کسانیکہ بہر حال خوش اند

بات یہ کہ وہ حالت دیگر جسکی طرف یہ ملتفت ہوتا ہے تین حال سے خالی رہے
ہے یا اسکا حصہ ہے یا اسکے غیر کا حصہ ہے یا کسی کا حصہ نہیں ہے بلکہ اللہ
نے اسکو واسطے آزمائش کے ایجاد کیا ہے سو اگر اسکا حصہ ہے تو خواہی بخوبی
اسکو پہنچے گا نہ ظاہر کرنا سو ادب و حرص طلب کا کب لائق ہے بلکہ یہ بات
تفنیہ عقل و علم میں ناپسند ہے کیونکہ بیفائدہ تحصیل حاصل ہے ماعلم شوق ترقی
بمقتضائے امر و نہی سو اس باب سے خارج ہے بلکہ بطریق وجوب یا استحباب
لازم دستحسن ہوتا ہے اور اگر غیر کا حصہ ہے تو ہر اوکی پیچھے محنت و تعب اٹھانا کیسا
کہ وہ ہرگز اسکے ہاتھ نہ آئیگا اور اگر کسی کا حصہ نہیں ہے بلکہ فتنہ و آزمائش ہے
تو ہر کون عاقل طلب فتنہ کو اپنی جان کے لئے مستحسن و پسند کرے گا اور اسکو
اپنے نفس کی طرف کھینکا حالانکہ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ ساری خیر و سلامتی

حفظ حال میں ہے پس جبکہ سرسپردہ سے بالا خانہ پر گیا پیرام خانہ پر تو اب
 جس طرح پہنے ذکر کیا ہے حفظ سرنگونی و ادب رکھے بلکہ دو چند اس سے کیونکہ
 اب وہ بادشاہ سے زیادہ تر قریب اور خط سے نزدیک تر ہو گیا ہے کہ اگر
 ذرا سی بھی بے ادبی ہوگی تو ہلاک ہو جائیگا یا مرنے والے خط سے بزرگی و بلندی
 قدر ہے کہ ایسی حالت میں زیادہ تر شاداب ہونا چاہیے تاکہ قابل خدمت
 و نوازش ٹھیکے

حافظا علم و ادب و زر کہ در مجلس شاہ	ہر کرا نیست ادب بق خدمت نبوی
-------------------------------------	------------------------------

آب یہ چاہیے کہ بندہ آرزو و نقل کی طرف اعلیٰ یا ادنیٰ کی اس حالت راہ سے نہ کرے
 اور نہ اور سنگا ثبات و بقا اور تغیر و صفت چاہے حالانکہ اسکو اس حالت موجودہ
 میں البتہ کچھ اختیار نہیں ہے قطعاً کیونکہ ایسی آرزو و نعمت حال کی ناپاسی ہے
 اور ناپاسی اپنے صاحب کو دنیا و آخرت میں خوار کرتی ہے اب اسی ہدایت پر
 عمل کرے یہاں تک کہ ایسی حالت کی طرف ترقی پائے کہ وہ حالت اسکے لئے
 ایک مقام ہو جائے جس میں وہ ٹھیکے اور اسجگہ سے دور نہ ہو اور جان لگے کہ یہ
 حالت ایک موہبت ہے طرف سے اللہ عز و جل کے یہ جانشا علامات و آیات سے
 ظاہر ہوتا ہے اب اس مقام کو پکڑے ہے اور اسجگہ سے دور نہ ہو پس احوال
 واسطے اولیا رکے ہیں اور مقامات واسطے ابدال کے قول نہم اولیا و ابدال
 کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایسے افعال کا کشف ہوتا ہے جس سے کہ عقلمین

مغلوب اور عادات و رسوم خرق ہو جاتے ہیں اور یہ افعال و طرح پرہیز
جلال و جمال یعنی تہ و لطف و سوجلال و عظمت مورث خوف متعلق و وجہ
مخرج و غلبہ عظیم کے دلپر ہوتے ہیں یعنی ایسا بیم ہوتا ہے جو نئے آرام کر دیتا
ہے اور ایسا ترس ہوتا ہے جو جگہ سے اوکھٹا دیتا ہے اور اتنا اس قلق و
خوف کے جوارح و اعضا پر ظاہر ہوتے ہیں جب طرح حضرت سے مروی ہے کہ آپ
کے سینہ مبارک سے نماز میں ایک آواز جوش و یک کیسی سنی جاتی تھی شدت خوف
سے کیونکہ آپ اللہ تعالیٰ کے جلال کو دیکھتے تھے اور اللہ کی عظمت آپ پر
منکشف ہوتی تھی اسی طرح کا حال ابراہیم خلیل الرحمن و عمر فاروق علیہما السلام
بھی منقول ہے رہا مشاہدہ جمال کا سودہ بسبب تجلی حق کے واسطے دلوں کے
ساتھ انوار و سرور الطاف و کلام لذیذ و حدیث اینس اور بشارت مواہب بزرگ
و منازل بلند و قرب حق کے ہوتا ہے جسکی طرف انجام اسکا ہونیوالا ہے اور قلم ساتھ
اونکی اقسام کے سابق دہور میں خشک ہو چکی ہے یہ اللہ کا فضل و رحمت اثبات
ہے واسطے انکے دنیا میں بلوغ اجل تک مراد اجل سے وقت متقدہ ہی
کہ اس وقت کے آنے سے پہلے حصول مطلوب و وصول بمنزل مقصود میسر
نہیں ہو سکتا ہے ۵

و سحاب الخلیفہ امیر	فاذا جاء الایمان تجی
تا دوزخ نہایت ہر کار کہ بہت	۵ سوئے نکند یاری ہر کار کہ بہت

یہ بات اسلئے ہے تاکہ انکی محبت شدت شوق قرب حق میں حد سے نہ بڑھ جائے

بلا تے ہیں تو مبارک تمہیں پر ا تو فین ۵ زیادہ حد سے نہ بڑھ جا حوصلہ دل کا

پہر اس افراط کی وجہ سے سر اڑانکی منقطع ہو جاوین اور یہ مرجائیں یا قیام بالعبودیت سے
سست پڑ جائیں تاکہ انکو یقین آئے کہ عبارت ہے موت پس حق تعالیٰ تجلی
صفات سے انکے ساتھ براہ لطف و رحمت بطور مداوات ترتیب قلب مدارات کرتا
تاکہ شدت تجلیات قمریہ سے یہ تلاشی نہون اور تجلیات لطیفہ نہوشال رہیں
انہ حکیم علیم لطیف بھرور و رحیم و لہذا مروی ہے کہ آنحضرت بلال سے
کہتے تھے ارحنا یا بلال یعنی بالا قامة تاکہ ہم نماز میں واسطے مشاہدہ جمال ہر کے
داخل ہوں و لہذا فرمایا ہے وجعلت قوۃ عینی فی الصلوۃ مراد راحت سے خلاص
ہونا ہے قید کثرت سے اور وجود مناجات حق و شہود حضرت مہبود کا قول دہم
داوۃ بعد و اشتغال حکم میں متحقق و منظور نہیں ہے مگر خدا یا نفس بندہ آور بندہ مخاطب ہے
او نفس او کا مخالف و دشمن و مضروب حق ہے اور ساری اشیاء تابع خدا ہیں او
نفس بھی حقیقۃ اللہ کا ہے براہ خلق و ملک اور نفس او عا و ثنی و شہوت و لذت
رکتا ہے بملا بست شہوت تسوجب بندہ موافق حق کے ہوتا ہے مخالفت و عداوت
نفس میں تو اللہ کی طرف سے اپنے نفس کا خصم بنجاتا ہے اللہ تعالیٰ نے داؤد
علیہ السلام سے کہا تھا اے داؤد میں تیرا ایک چارہ کار لازم ہوں سو تو اپنے چارہ
کار کو لازم بلکہ عبودیت یہ کہ تو میرے لئے اپنے نفس کا خصم بنجا کہ اسدم موالات

تیری واسطے اللہ کی اور عبودیت تیری واسطے حق عزوجل کی ثابت ہوگی پاک و
 حلال ہو کر تین رزق تین طرح پر ہے ایک مضمون کہ حرمت عامہ حق او کی ضامن ہے
 واسطے ہر ذی حیات کے دوم موعود یہ واسطے اہل تقویٰ کے رکھ چوڑا ہے اور وعدہ
 کیا ہے کہ بے بیخ و بے گمان پہنچے گا سوم مقسوم کہ موعود و مضمون دونوں اویس قدر
 پہنچیں گے کہ قسمت میں ہیں زیادہ اس سے نہیں مل سکتا ۵

چون قسمت تو یکے ست و وہ می طلبی	آئندہ بتو کے دہشت خود قاضی باش
---------------------------------	--------------------------------

لکن جب بندہ تقویٰ اختیار کرتا ہے اور موافق امر الہی کے ہو جاتا ہے اور مخالفت
 نفس کرتا ہے تو از راق مقسومہ گوارا و پاک حلال ہو کر پہنچتے ہیں اور یہ بندہ عزیز
 و مکرم ہو جاتا ہے اور ساری اشیاء او کی خدمت تعظیم و تفضیم بجالاتی ہیں ۵

چون از گوشتی ہم چسبید از گوشت	چون از گوشتی ہم چسبید از گوشت
-------------------------------	-------------------------------

یہ اسلئے کہ ساری اشیاء اپنے رب کے تابع اور موافق فعل حق کے ہیں کیونکہ حق ان
 سب اشیاء کا خالق و مبدی ہے اور یہ سب اشیاء مقرر عبودیت ہیں قال تسالی و
 ان من شی الا یسبح بحمہ و لکن لا تفقہون تسبیحہم یعنی جملہ اشیاء اللہ کی ذکر و
 عابد ہیں اور فرمایا ہے فقال لها و لا ارض ایتا طوعا و کرہا قالتا اتینا
 طایعین پس جب بندہ موافقت امر حق و مخالفت نفس کی کرتا ہے تو ساری چیزیں
 او کی تعظیم و تکریم و خدمت بجالاتی ہیں کیونکہ بندے سب کے سب اوی جانب ہوتی ہیں
 جس جانب کہ ان کا مولیٰ و رب ہوتا ہے ۵

تو ہم گردن از حکم داد و پیچ | گم گردن نہ پیچ ز حکم تو هیچ

پس ساری عبادت اور پوری بندگی مخالفت میں نفس وہو اسے کہ ہر قال تھا
 فلا تتبع الهوی فیضلاً عن سبیل اللہ اور حدیث قدسی میں آیا ہے اھجر
 ہواک فانہ لا متنازع نیاز عنی فی ملک غیر الہوی یعنی خواہش نفس سے بڑھ کر
 کوئی سرکشی کر نہو الا ساتھ خدا کے نہیں ہے گویا معنی تضمن ہے دعو خدا کی جو چنانچہ
 بعض حق تعالیٰ کے صدور اس دعویٰ کا صریحاً ہی ہوا تھا فرعون نے کہا تھا انا
 ربکم الاعلیٰ ومن اللہ غیک **حکایت** مشہور ابو یزید بسطامی رحمہ اللہ ہوتا تھا
 کہ جب اونہوں نے رب العزت کو خواب میں دیکھا تو کہا اے رب رستہ تیری طر
 کیونکر ہے فرمایا انک فیضلاً و تعالیٰ یعنی بگزار نفس خود را و بیا ۵

یعلم اللہ و قدیم راہ ست و گیراہ نیست | آن کیے نفس خود نہ آن در در کوئی دست

ابو یزید کہتے ہیں تب میں اپنے نفس سے باہر آیا جس طرح کہ سانپ اپنی کھچلی سے
 باہر آتا ہے پس ساری خیر و خوبی اس میں ہے کہ سب امور میں نفس کا دشمن ہو اور
 تمام احوال میں اس کا عدو بنا رہے اگر حالت تقویٰ میں ہے تو مخالفت نفس کی
 اس طرح پر کرے کہ حرام و مشبہ و منکر و اعماد خلق اور انکی خوں و رجا و طمع حطام
 دینا سے باہر آئے انکی داؤد و ہش کی امید نہ رکھے ہدیہ ہو یا زکوۃ یا صدقہ یا کفالت
 یا نذر ف ہدیہ وہ ہے جو تو نکر کہہ دیتے ہیں بطور تقاض و اعزاز و اکرام کے
 صدقہ وہ ہے جو فقیر کو دیتے ہیں بطور رحم و تملط کے کفالت وہ ہے جو جزا

یمین و صوم و غیر ہما ین دیتے ہیں نذر وہ ہے جسکو اپنی جان پر لازم کر لیں جس
 طاعت یا مباح سے انتہی پس اپنے قصد و توجہ کو سائر وجوہ و اسباب سے قطع کرے
 بیان تک کہ اگر کوئی شخص اسکا قریب و خویش صاحب مال ہو تو اسکا مرنا بچا ہے
 کہ اس کے مال کا دارث بنے یعنی اگرچہ ملک بارت بے اختیار حاصل ہوتی ہے
 لکن چاہنا اور اسکی آرزو کرنا اختیار میں ہے پس خلق سے یکوشش تمام باہر
 اتے اور خلق کو مثل ایک دروازہ کے سمجھے جسکو کھولتے بند کرتے ہیں یعنی وہ
 خود نہ کھلتا ہے اور نہ بند ہوتا ہے بلکہ بہت و کشادہ اسکا دوسرے کے ہاتھ میں ہوتا
 ہے اور خلق کو ایک درخت کی طرح جانے کہ کبھی اس میں سیوہ ملتا ہے اور کبھی نہیں
 سیوہ ہوتا، یعنی کار و بار خلق کا ایک نسق اور ایک حال پر نہیں آتا اور خود بخود نہیں پس خلق
 پر اعتماد و وثوق کرنا یعنی چہ سارا احوال خلق کا فعل فاعل و تدبیر پر سے ہوتا ہے
 وہ اللہ ہے ید الہی الامر من السماء الی الارض تاکہ یہ شخص موجود رب ہو و معہذا
 کہ خالق جملہ اشیاء خدا ہے کسب خلق کو فراموش بھی نہ کرے تاکہ مذہب جبر سے رہائی
 پائے و جبر کہتے ہیں کہ بندہ کو اپنے کام کلج میں کچھ اختیار نہیں ہے بلکہ
 اسکی حرکت جما دیکسی حرکت آوریہ کفر محض ہے انتہی اور یہ اعتقاد کرے کہ افعال
 تمام اور پیدا نہیں ہوتے ہیں قدرت عباد سے بے قدرت حق کے یہ اسلئے کہ
 کہیں عباد خلق و ناسی خدا نہ جائے یعنی اگر بندوں کو قادر مطلق و مستقل جانے گا
 تو گویا انکو معبود اعتقاد کرتا ہے کیونکہ خلق مطلق سوا معبود و رب حق کے کوئی نہیں

اور یہ نہ کہہ کہ فعل انکا محض انکی قدرت سے ہو بدون قدرت خدا کے کہ کافر ہو جائے
 اور قدری ٹھیس ہے قدرت یہ کہتے ہیں بندہ اپنے افعال کا خالق ہے جس قدر حرکت
 و سکنت اس سے صادر ہوتی ہیں وہ سب انکی قدرت سے واقع ہوتے ہیں نہ
 قدرت حق سے اور اسناد افعال عباد کی طرف حق کی محبت اقتدار و تسبب کہ ہے
 سو یہ قول انکا بدعت اور نہایت شنیع اور اشراک باللہ ہے خالقیت میں اور
 منجز بکفر ہوتا ہے بعض علمائے کہا ہے کہ قدریہ ثنویہ سے ہی بدتر ہیں کہ وہ تو
 خالق عالم فقط و بتاتے ہیں اور یہ ہمیشہ شکر کا ثابت کرتی ہیں و لکن یوں کہے
 کہ یہ افعال عباد و خلق خدا و کسب عبد ہیں و یہ مذہب اہل سنت و جماعت کا
 وسط ہے در میان جبر و قدر کے اسی کی طرف امام ناطق حق جعفر صادق علیہ السلام
 نے اشارہ کیا ہے کہ لا جبر ولا قدر و لکن امر بین امرین تحقیق اس کلام
 کی یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اشیاء کو پیدا کرنا و طرح پر ہے ایک اسباب سے جو کہ
 بے اسباب پہلی طرز کو اسباب عادی کہتے ہیں جیسے آگ گرم کرنے کو بنائی ہے
 اور کھانا شکم سیری کو اور پانی سیراب کرنے کو اور عادات الہی یوں جاری ہے
 کہ سببات کو بے اسباب کے پیدا نہیں کرتا باوجود اسکے وہ قادر ہے کہ بے
 اسکے ہی چاہے تو پیدا کرے اور اگر چاہے تو باوجود اسباب کے بھی پیدا کرے
 اسکو شریعت علوت کہتے ہیں اس طرح بندوں کے مقصد و ارادہ کو سبب پیدا کرنے
 حرکات و سکنت کا کیا ہے آیات و احادیث اسی پر دلیل ہیں اور قضیہ امر

نہی کی بنیاد جو دہر پر اسی کسبِ مداخلت عباد کے افعال میں ہے ولہذا آثارِ اسطے
 بیان مواضع جزا و ثوابِ عقاب کے آئے ہیں کریمہ واللہ خلقکم و ما تعملون مثبت
 ہر دو جانب سے، پس دونوں جانب کو نگاہ رکھے اور دونوں پر ایمان لائے
 محققین نے کہا ہے کہ یہ وہ راز ہے کہ اس غائبہ تکلیف میں کسی پر نمایاں نہیں
 ہوا اسکا انکشاف دار آخرت میں بعد دخول بہشت کے ہوگا ۵

آن مہ چونقاب ارنخ خود بکشاید	وزیرِ وہ بام خانہ بیسرن آید
ہسر کہ بتاریکی شب پنهان بؤ	در پر تور وئے وے عیان بنماید

بندہ کو چاہیے کہ حق میں بندہ نکلے اللہ کے امر کو بجالائے اور اپنے حصہ کو ان
 سے حکم خدا جدا کر لے یعنی حق میں اپنے اور خلق کے تابع امر و نہی الہی ہے
 اور اس حد سے تجاوز نہ کرے کیونکہ اللہ کا حکم قائم ہے وہ اس پر اور اوپر سب پر
 حکم تشریف دارادے جاری کرتا ہے یہ اور وہ سب مقہور و محکوم اس کے فرمان
 کے ہیں تو اب اسکو بچائیے کہ خود حاکم بنے اسکا ہونا ہمراہ اس کے قدر ہے یعنی
 اصناف کرنا افعال کا بروجہ استقلالِ طرہ عباد کی اور دیکھنا نفع و ضرر و خیر و
 شر کا طرہ سے بندوں کے تسلیم اثبات خلق و قدر ہے براسطے عباد کی اپنا
 قدر ظلمت ہے یعنی شرک ہے اور توحید سے دور جا پڑنا ہے تو اب ظلمت میں چراغ
 لیکر جانا چاہیے اور وہ چراغ حکم کتاب اللہ و سنت رسول اللہ ہے ان دونوں
 سے ہرگز خارج ہونا چاہیے اگر کوئی حظہ خلو کرے یا کوئی المام پایا جائے تو

اذینکو قرآن و حدیث پر عرض کرے و مفتاح میں اسجگہ فرمایا ہے مقابلہ کن بر
 کتاب خدا و سنت رسول مے وہی کن کن آنرا کہ موافق کتاب سنت است و رد
 کن آنرا کہ مخالف است اعتبار و اعتماد کن بران خاطر و الہام اگرچہ از جانب
 حق نماید اگر در واقع نیست خود خیر و اگر هست شاید کہ ابتلاء و امتحان باشد
 ابو سلیمان دارانی گفت گا ہے نکتہ از مواجید این راہ در درون من آید و حسن و
 جمالے کہ دارد خود را بر من جلوہ دہد قبول نکنم و بجانب کونکرم و گویم تا دو گواہ عدل
 برستی و درستی تو گواہی نہ دہند قبول نکنم ان دو گواہ کدام است کتاب خدا صلی علی
 و سنت رسول مے صلعم اتقی میں کہتا ہوں تمام ائمہ صوفیہ قدس اللہ اسرارہم
 کا کابر اعن کا بر و خلف عن سلف سے اتباع کتاب سنت اور رد تقلید مروج پر
 اجماع و اتفاق ہے اسبطر سارے علماء دیندار و مجتہدین ابراہار و اہل حدیث
 اخبار کا اگر یکے احوال نقل کئے جائیں تو بلا سببالغہ ایک دفتر گران وزن ہو جاوے
 کتب و رسائل رد تقلید میں غالباً روایات و مقالات اسکے مندرج ہیں فقط
 ضرورتاً اضافت کی طرف سے علماء دیندار کے باقی ہے اور ہدایت و رشد بلا توفیق
 حق کے کیسے حاصل نہیں ہو سکتا ہے انتہی صاحب فتوح فرماتے ہیں کہ بعد عرض
 کے کتاب و سنت پر اگر دشمن تحیرم خطرہ یا الہام کی پائے شلایہ الہام ہو کہ زنا کرنا
 یا سود کھانا چاہیے یا اہل فسق و فجور سے آمیزش کرنا یا سوا اسکے اور گناہوں کا الہام
 ہو تو ایسے الہام کو اپنے دل سے دور کرے اور چھوڑ دے اور قبول نہ کرے

اور اوپر عامل نہواور یقیناً جان لے کہ یہ امام طرف سے شیطان رحیم کے ہے
 اور اگر کتاب وسنت میں اباحت اوس خطرہ دالمام کی پائے جیسے شہوات بیا
 مثل اکل وشرب ولبس و نکاح کے تو اسکو ہی چھوڑ دے اور قبول نہ کرے اور جان
 لے کہ یہ امام طرف سے نفس اور شہوات نفس کے ہے اور اسکو حکم ہوا ہے
 کہ وہ نفس کی مخالفت کرے اور نفس کا دشمن ہو اور اگر کتاب وسنت میں اوسکی
 تحریم و اباحت کچھ نہ پائے بلکہ ایسا امر ہو کہ اسکا حکم نہیں جانتا ہے مثلاً اوس
 یہ کہا جائے کہ تو فلان فلان جگہ جا اور فلان مرد صالح سے ملاقات کر اور اسکا کوئی
 کام اوس جگہ میں نہواور نہ اس صالح سے اسلئے کہ یہ شخص اوس شخص سے بے نیاز ہے اللہ
 نے خود اسکو علم و معرفت دی ہے تو پھر اس کام میں توقف کرے جلدی نہ کرے
 اور اپنے دل میں کہے کہ آیا یہ امام طرف سے حق کے ہے کہ میں اسپر عمل
 کروں بلکہ انتظار اختیار و فعل حق عزوجل کا کرے اسطرح پر کہ وہ امام بار بار
 اور اسکو حکم دیا جائے کہ اوسکی طرف شتابی کر یا کوئی ایسی علامت ہو جو اہل علم باللہ
 عزوجل کو ظاہر ہوتی ہے اور عقلاً داد لیا و اسکو سمجھتے ہیں اور ابدال موبدین اسکو
 پالیتے ہیں اور وجہ شتابی نہ کرنے کی یہی ہے کہ اسکو انجام اوس کام کا معلوم نہیں ہے
 کہ آیا اوسمیں حق کی رضا ہے یا سخط ہے اور کیا معلوم کہ اوس کام میں کوئی فتنہ
 و ہلاک و استحقاق و مکر ہو طرف سے اللہ کے پس صبر کرے یہاں تک کہ خود اللہ
 فاعل اوس فعل کا اسکے حق میں ہو جائے پھر جب وہ فعل حق اسکے فعل و

اختیار کی آمیزش سے خالی ہو اور یہ او طرف جائے اور او میں کوئی آزمائش
 اسکی ہو تو یہ شخص ملہم اوس فتنہ میں محمول محفوظ رہیگا کیونکہ اللہ اوسکو اپنے فعل پر
 عقاب نہ کرے گا اسکی طرف جو عقوبت آتی ہے وہ اسلئے آتی ہے کہ یہ اوس شے میں
 داخل ہوتا ہے ف یہ بیان اجتناب کرنیکا حرام و شبہ و مباح سے حق میں
 اوس شخص کے ہے جو مقام تقویٰ میں ہے اور ظاہر اعمال و احکام و مناجات پر
 اقتصار کرتا ہے اگرچہ او میں کسیقدر حظوظ نفس ہی ہوں باقی رہا حال ارباب لائیت
 کا جو حظوظ نفس سے بچتے ہیں اور قدر ضرورت پر اکتفا کرتے ہیں سو وہ اس مقام سے
 بالاتر ہے چنانچہ فرماتے ہیں کہ اگر یہ بندہ حالت حقیقت میں ہو جو کہ حالت ولایت
 تو اپنے ہوائے نفس کی مخالفت کرے اور امر ظاہر و باطن کی پوری پیروی بجا
 لاوے اور یہ اتباع امر و طرح پر ہے ایک یہ کہ دنیا سے او تناوٹ لے جو حق
 نفس ہے یعنی قوام بدن کو کفایت کرے اور حظوظ نفس کو چھوڑ دے اور فرائض
 و سنن کو بجالائے اور ترک ذنوب ظاہر و باطن میں مشغول ہو ف ظاہر سے
 مراد گناہ جوارح ہیں یہ چار سو گناہ ہیں باطن سے مراد گناہ دلکے ہیں یہ ساٹھ گناہ
 ہیں ہمنے بیان انکار سالہ قوارع و قواطع میں جدا جدا کیا ہے یا مراد ظاہر و باطن
 سے خلا و ملا ہے ۵

رہا تعلق مخفی مدام اے توفیق	پر آج برسہ خوب بر ملا تھیری
-----------------------------	-----------------------------

بالجملہ اس کلام میں اشارہ ہے طرف زیادت اہتمام کے اجتناب معاصی میں اور

استقصاء کرنے انوع محرمات و مکروہات تحریمی اور تیز ہی کی کہ جملہ افراد ذنوب سے
 بچے تجلات استقصاء اقسام نوافل عبادات کہ جب تک اجتناب میں احتیاط نہ ہو
 کچھ نفع اونکا نہیں ہے اگر ایک شخص ایسا ہے کہ وہ فرائض و سنن و رواتب پر اقتصاء
 کرتا ہے اور اجتناب کرنے میں محرمات و مکروہات سے اقصی غایت کی کوشش
 کرتا ہے تو وہ اپنے مقصود کو کہ قرب و وصول بجناب حق لتا ہے پہنچ جائیگا
 اور اگر اقسام نوافل میں استقصاء کرتا ہے اور یہ ممکن ہی نہیں ہے اور ترک
 محرمات و مکروہات میں تقصیر کرتا ہے تو یہ کچھ چیز نہوی جیسے کوئی بیمار کہ احتراز
 میں مبالغہ کرے اور ادویہ و معاجین کا استعمال نہ کرے اور امید شفا کی سکے اگرچہ
 بعد ایک مدت مدید کے یہ اتفاق ہو تجلات اوس شخص کے کہ وہ اکھاے اور پرہیز
 نہ کرے کہ اوسکا حال روز بروز تباہ ہوگا اور اگر دونوں کام کر گیا تو ضرور اولی و افضل
 ہوگا انتہی دوسری قسم اتباع امر کی یہ ہے کہ مامور بامر باطن ہو اور وہ امر و نہی کرنا
 ہے حق عزوجل کا اپنے بندے کو اور تحقیق اقتدا کا اس امر باطن میں نہیں ہونا مگر
 اوس شے مباح میں کہ حکم اوسکا شرع میں نہیں آیا ہے یا بمعنی کہ قبیل نہیں ہے
 نہیں ہے اور نہ قبیل امر واجب سے اسلئے کہ اگر وہ شے منہی عمدہ یا واجب ہوگی تو دوسری
 امر باطن کا برخلاف اوسکے باطل ہوگا وکل حقیقۃ سادتها الشریعۃ فہی
 نہ ندقۃ یعنی جس حقیقت کو شریعت نے رد کیا ہے وہ باطل ہے مفتاح میں
 کہا ہے واگر اعتقاد بان کہ کافور نزدیک گردنمود باللہ من خلل بلکہ مراد اس سے

وہ چیز ہے جس کا حکم شرع میں چھوڑ دیا گیا ہے نہ منہی عنہ ہے اور نہ واجب اور
بندی کو اس کو کرنے نہ کرنے میں اختیار تصرف کا دیا گیا ہے سو ایسی چیز کا نام مباح
ہے بندہ کو چاہیے کہ اپنی طرف سے اس میں کوئی بات پیدا نہ کرے نہ فعل نہ ترک
بلکہ امر حق کا منتظر ہے جب اس کو حکم ہو تو سبجائے اس صورت میں ساری حرکات
و سکونات بندے کی بامر حق عزوجل ہونگی جس چیز کا حکم شرع میں آیا ہے وہ اس کو
بامر شرع کر گیا اور جس چیز کا حکم شرع میں نہیں آیا ہے اس کو بامر باطن کرے گا
آدم وہ بندہ محق ہوگا منجملہ اہل حقیقت کے اور جس شے میں امر باطن نہیں ہے
یعنی اور نہ امر شرع تو پھر تلبیس بندہ کا ساتھ اس شے کے بجز فعل الہی حالت تسلیم
میں ہوگا اگر یہ بندہ حالت حق الٰہی میں ہے جو کہ حالت محمودنا ہے یعنی فنا جمیع ارادات
و حرکات سے اور یہ حالت بالاتر حالت حقیقت سے جسمین امر باطن و امتثال امر
ہوتا ہے اور ارادہ فعل و حرکت کا طرف او سکے ہوتا ہے اور یہ حالت اولیاء کی ہے
اور اس حالت میں کہ حالت حق الٰہی ہے انہیں سے کچھ بھی نہیں ہوتا ہے سو یہ
حالت محمود فنا حالت ابدال کی ہے جس کے دل اللہ کے لئے شکستہ ہو رہے ہیں
اور وہ فعل و ارادہ حق میں نمانی ہو گئے ہیں اور بوجد و عارف و کامل صاحب
علم و عقل و مہر و کار فرما و شمع کار گزار کفایت شمار بدرتہ و نگاہ بان خلق نائب
و خلیفہ رحمن دوست برگزیدہ و حبیب رفیقان ہیں علیہم السلام پس اتباع امر کا اس
حالت میں کہ اس میں امر تہری داراوی ہوگا تو یہ ہوتا ہے کہ بندہ اپنے نفس ہوا کے

کی مخالفت کرے اور اپنے حول و قوت سے سبزار ہو جائے اور اس کے لئے کوئی
خواہش و قصد کسی شے میں قطعاً اغراض دنیا و آخرت میں نہو اب یہ بندہ عبد الملک
ہو گا نہ عبد الملک یعنی غلام پادشاہ نہ غلام پادشاہی یعنی معاملہ اور اسکا ذات حق سے
رہیگا اور شہود حق سے نہ عالم وجود عالم سے اور بندہ امر ہو گا نہ بندہ ہو جائے جیسے حال
بچہ کا ساتھ دایہ کے اور حال مردہ بغیل کا ساتھ غاسل کے اور حال بیمار بیتاب
بے مشور کا سامنے طبیب کے ہوتا ہے لکن یہ بے قصدی و بے ارادتی و تسلیم و
بے اختیاری غیر امر و نہی میں ہوگی رہا امر و نہی اس میں وظیفہ اسکا یہی فرمانبرداری
ہے کہ اسکو بہر حال بجالانا چاہیے اور اگر کوئی قصد و ارادہ اسکا امثال میں ہوگا
تو وہ ہی اس حیثیت سے ہوگا کہ شارع نے ارادہ کیا ہے کہ بندہ ارادہ کرے اور
یہ چاہا ہے کہ وہ چاہے ہو یہی ایک قسم محویت و فنا کی ہے قول یا زہم
بندہ پر جب خواہش نکل و جماع کی حالت فترت میں ڈالی جائے اور وہ بار برداری
نکل سے عاجز ہو اور نکل کرنے سے صبر کرے بانظرا رکشا دکار کے طرف سے
پر درد کار کے اس طرح پر کہ حق اس خواہش و رغبت کو بندہ سے دور کر دے
اپنی اس قدرت سے جو اس بندہ پر اسنے ڈالی ہے اور اندر اس کے پیدا کی
ہے ثواب اللہ اس بندہ کی اعانت بھی کرے اور اسکو حمل موثقت سے اس
شہوت کی بھی نگاہ رکھیگا اس طرح کہ اس شہوت کو بطور موہبت پہنچا دینگا یعنی کوئی ایسی
عورت بخشنے کا جس سے وہ قصداً شہوت کرے اور وہ بندہ منہی و مکفی ہوگا

بغیر گرانی کے دنیا میں اور بغیر انجام بد کے آخرت میں اور ایسے بندہ کا نام اللہ
 صابر و شاکر و راضی بقسمت رکھتا ہے اس لئے کہ اس نے اپنی شہوت سے صبر کیا اور
 کشادہ کاری پر شکر نعمت خدا بجا لایا اور تحصیل شہوت نفس میں مضطرب نہ ہوا اور اس دم اس کی
 نگاہ اشت معصیت اور نوتانی طاعت پر زیادہ کرتا ہے پھر اگر وہ شہوت اس کی
 قسمت میں ہے تو اس کو پہنچے گی اور یہ منہی و مکفی ہو گا اور اس کا صبر شکر بجا بیگنا
 ع صحت و لیکن بشیرین وارد اور اللہ عزوجل نے شاکرین سے وعدہ فرمایا
 عطا کا فرمایا ہے قال انما لئن شکرت لزيدکم ولئن کفرت لحدان غلابی لشد لیا
 اور اگر وہ شہوت میں نہیں ہے تو پھر بے نیاز ہونا اس سے یوں ہو سکتا ہے کہ دل
 سے اس کو اوکیٹ ڈالے خواہ جی مانے یا نہ مانے بالکل بندہ کو چاہئے کہ صبر کو لازم
 پکڑے اور ہوا نفس کی مخالفت کرے اور امر شرع کی گردن میں ہاتھ ڈالے
 اور راضی بقضا ہو اور التزام سے اس امر کے امیدوار فضل و عطا کا رہے کہ
 خلاصہ کار سلمانی کا یہی دو چیزیں ہیں ایک امتثال امر شرعی و دوم تسلیم
 حکم ارادی جو اللہ کے وہ کرے اور جس طرح وہ سکے اس طرح رہے
 اول عبادت ہے اور ثانی عبودیت اور انجام دونوں کا طرہ صبر کے
 ہے و قال اللہ تعالیٰ انما یوفی الصابرین اجرہم بغیر
 حساب

ہر کرا دست غم عشق رگ جان گیرد

صبر کن صبر کہ جز صبر دوائے نبود

ہر کر اپنے حب و عشق تو گریبان گیرو

چکند گرت سلیم نزار در پیش

قول و دوازدهم اللہ تعالیٰ جب کسی بندہ کو مال دے اور وہ بسبب مال کے طاعت حق سے باز رہے تو اللہ اوسکو اپنی قرب رحمت سے دنیا و آخرت میں محجوب کر دیتا ہے بلکہ اکثر یہ ہوتا ہے کہ اوس مال کو اوس سے چھین لیتا ہے اور اوس بندہ کے حال کو درگروں کر دیتا ہے اور وہ محتاج ہو جاتا ہے یہ عقوبت ہوتی ہے واسطے اوس کے اسلئے کہ وہ نعمت پا کر منعم سے باز نہ آئے اور اگر وہ بندہ مشغول بطاعت ہو اور مال کا حق ادا کیا اور اوسکی محبت میں نہ پہنسا تو اللہ اوس مال کو واسطے اوس بندہ کے ایک موہبت و بخشش کر دیتا ہے اور ایک دانہ اوس مال سے کم نہیں کرتا وہ کتنا ہی خرچ کیوں نہ کرے وہ مال اس بندہ کا خادم ہو جاتا ہے اور یہ بندہ مولا کا خادم ہوتا ہے پس دنیا میں ناز و نعمت سے زلیت کرتا ہی اور عقبیٰ میں اندر جنت المادی کے مکرم و مطیب ہوگا ہمراہ صدیقین و شہداء و صالحین کے اسجگہ ذکر نبیین کا نہیں کیا اسلئے کہ مقصود اسجگہ ذکر تابعین ہے اور ابنیاء و تبع کے متبوع ہیں و معلوم ہوا کہ مجرد وجود مال مذموم نہیں ہے بلکہ مذموم یہ کہ مال شغل طاعت ہو اور مصیبت میں صرف ہو ایک شخص نے ایک مدونی مالدار کو لکھا تھا کہ تم مالدار ہو اور مالدار کی خلاف شان فقر اہل اللہ ہے صحبت مال آخر کو صحبت مار ہو جاتی ہے آہنوں نے جواب میں لکھا کہ صحبت مار کسی رازیان کنہ کہ افنون مار نہ اند آہنیا و صدیقین و شہداء و صالحین میں بعض افراد غایت درجہ کے مالدار

عنی و تو نگہ ملک باده شاہ گزرے ہین لکن اوس مال نے اذکو ذکر و طاعت حق سے
 باز نہیں کیا بلکہ سبب ترقی مدارج دنیا و عقبی کا ہوا یہ بحث کہ فقیر صابر افضل ہے یا
 عنی شاہ کرم سالہ اداۃ السکرین تفصیل وار لکھی گئی ہے واللہ الحمد والمنة قول سید رحم
 بندہ کو چاہیئے کہ جلب نعماء و دفع بلوی اختیار نہ کرے یعنی اس کوشش میں نہ
 کہ اپنی تدبیر و اختیار سے اپنے نفس کے لئے کوئی منفعت حاصل کرے یا کوئی
 ضرر و ہرج کرے اسلئے کہ نعمت تو اس کو پہنچے گی اگر اسکی قسمت میں ہے وہ خواہ
 اسکی طلب کرے یا ناخوش ہو

گزناتی بسم میر

انچہ نصیبت بہم میر

اور بلا آئیگی اگر قسمت میں ہے اور حکم اسکا اسکے حق میں ہو چکا ہے خواہ یہ
 ناخوش ہو اور اسکو دعا سے دور کرے یا صبر کرے اور واسطے مرضی مولیٰ کے بنا
 بنے بلکہ حکم قضا و قدر پر گردن رکھ دے خواہ نعمت ہو یا بلیت تاکہ حق تعالیٰ اسکے
 بارہ میں اپنا کام کرے اگر نعمت ہو تو شکر بحالائے اور فرائض مولیٰ میں مشغول
 ہو اور اگر بلوی ہو تو تقصیر یا صبر کرے یعنی تکلف یا بے تکلف صابر بنے اگر نفس
 طبیعت پر خلاف اس کے ہو یا موافقت رضا کرے اگر نفس رام ہو گیا ہے اور
 اسنے کشری چوڑی ہے یا اوقل بلیت سے لذت حاصل کرے اگر
 محبت غالب ہے

خدا دراز کند عمر ز خم کاری ما

چہ خوش بروئے دل تنگ در واکرد

یا اوس بلوی میں نیست و نابود بن جائے اگر شہود و رویت حاصل ہے اور سہتی
 سے جدا کر لیا گیا ہے غرض کہ بانداۃ حالات عطا شدہ اور بقدر نقل و سیر و سلوک
 منازل و مقامات قرب کے طریق مولیٰ میں جسکی طاعت و موالات کے ساتھ مامور ہے
 کام کرے تاکہ رفیق اعلیٰ سے جاملے یعنی جامعہ انبیاء و رسل و ملائکہ مقررین سے
 متصل ہو جائے اور صدیقین و شہداء و صالحین متقدمین کی مقام میں قائم ہو اور
 اس سے قرب علی الاعلا ہے تاکہ اون لوگوں کے مقام کو دیکھے جو پہلے اس سے
 بادشاہ علی الاطلاق کے پاس پہنچ گئے ہیں اور اس سے نزدیک ہوئے ہیں اور
 پاس اوس ملک مقتدر کے اونہوں نے ہر نعمت نو و تازہ و شگفت پائی ہے
 اور ہر طرح کی سرت و امنیت و کرامت و نعمت و دولت دیکھی ہے غرض کہ بلاے
 نازل کو چھوڑ دے کہ وہ اس سے ملاقات کرے اور او کو رستہ دے کہ وہ
 پاس اسکے آئے اور او کے سامنے دعا کرنے کو کہڑا نہ اور نہ اسکے آنے اور
 نزدیک ہونے سے گہرائے کیونکہ بلا کی آگ جہنم کی آگ سے بڑھ کر نہیں ہے حدیث
 میں آیا ہے کہ جہنم کی آگ مومن سے کہے گی جزا یا مومن فقدا لطفاً نوراً لہی
 چلا جا اے مومن بیشک تیرے نور ایمان نے میرے شعلہ آتش کو بجھا دیا یہ نور
 مومن کا جسے زبانہ آتش دوزخ کو بجھا دیا وہی نور ہے جو دنیا میں ہمراہ او کے تھا
 جس سے مطیع و عاصی میں تمیز ہوا تھا سو یہ نور زبانہ بلا کو بھی بجھا دیگا اور سوزی
 صبر مومن کی موافقت مولیٰ میں اوس سوزش و آفرینگی بلا کو جاہد کر دیگی جو بلا کہ

اوس سے نزدیک ہوئی تھی بلا اسلئے نہیں آئی ہے کہ اوسکو ہلاک کر دے بلکہ
 اسلئے آئی ہے کہ اوسکی آزمائش کرے اور صحت ایمان کو ثابت کر دے اور
 قاعدہ یقین کی بنیاد کو مضبوط کرے اور باطن بلا طعن سے مولیٰ کی نوید دے
 کہ مولیٰ کو اسکے صبر کرنے پر مغائرت ہے قال تعالیٰ ولنبلوکم حتی نعلم المجاہدین
 منکم والصابون ونبلو اخیارکم سو جب بندہ کا ایمان ہمراہ حق کے ثابت رہتا
 ہے اور بندہ اپنے یقین کے ساتھ نفل حق کی موافقت کرتا ہے تو یہ سب حق کی
 توفیق و منت ہے اب بندہ کو چاہیے کہ ہمیشہ شکریا اور نوافع و مسلم ہے اپنے میں اور
 اپنے غیر میں کوئی نئی بات جو دائرہ امر و نبی سے باہر ہو پیدا نہ کرے اور جب اللہ کا
 امر ہو تو سننے اور سجا آوری میں شتابی کرے اور بہار و توانا ہوا اور عمل کرے آرام
 طلبی و تکاسل روانہ کرے اور زرا تسلیم کرنیوالا قدر نفل الہی کا بدو ن سعی کے عمل
 میں نہ بنے کہ مبادا ورطہ جبر و جہل میں جا کرے بلکہ اپنی ساری طاقت و کوشش
 ادا و امر میں صرف کر دے اگر عاجز ہو تو مولیٰ کی پناہ پکڑے اور طعن اور کئے ملجی
 اور تضرع و معتذر ہو اور جستجو کرے کہ سبب عجز کا ادا ہے امر ہی کیا ہے اور شرف
 طاعت سے کس چیز نے اسکو روکا ہے شاید کہ وہ عجز بسبب شوم و دعویٰ قرب
 و وصول مقامات علیہ ہو کہ بے حجت و برہان کے ایسے دعوے کئے ہوں اور
 طاعت حق میں بے ادبی کی ہو اور بسبب حماقت و سبکی و شتابی و سستی کے ایسا دعو
 منہ سے نکلا ہو اور اپنے حول و قوت پر ہوسا کیا ہو اور اپنے عمل پر عجب کیا ہو

حق کو ساتھ اپنے نفس و خلق کے شریک ٹھہرایا ہو یعنی ریا و سمعہ کیا ہو اس لئے ان امور نے اس کو باب حق سے روک دیا ہے اور طاعت و خدمت سے معزول کر دیا اور اپنی توفیق کو اس سے قطع فرما دیا اور اپنا وجہ کریم اس کی طرف سے پسیر لیا اور اس کو دشمن بنانا اور غصہ کیا اور اس کو اس کے بلائے دینا دھوائے نفس را را وہ دمتنا میں مشغول کر دیا کیا یہ بندہ نہیں جانتا کہ یہ سب اشیاء مولیٰ سے باز رکھنے والی اور چشم عنایت خالق سے گرانے والی ہیں جس نے کہ اس کو پالا اور مال و منال دیا اور جزائے اعمال میں نعمتیں بخشیں ہیں بندہ کو چاہیے کہ وہ اس بات سے ڈرے کہ کہیں اس کو غیر مولیٰ اسکے مولیٰ سے غافل نہ کر دے کیونکہ جو کوئی سو اس کے مولیٰ کے ہے وہ غیر مولیٰ ہے اب نہ چاہیے کہ مولیٰ پر غیر مولیٰ کو اختیار کرے کیونکہ مولیٰ نے اس کو اپنے لئے پیدا کیا ہے اب یہ اپنی جان پر ظلم نہ کرے کہ مولیٰ کے امر سے روگردان ہو کر مشغول بغیر مولیٰ ہو تب مولیٰ اس کو اپنی آگ میں داخل کرے جب کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں اور اس وقت یہ پیشمان ہو اور یہ پیشمانی کچھ اسکے کام نہ آئے اور عذر پیش کرے اور وہ سنا نہ جائے اور فریاد کرے اور فریاد ہی نہ ہو اور رضا جوئے چاہے اور مولیٰ راضی نہ ہو اور کہے کہ مجھے پہر دنیا میں بھیج دو میں وہاں جا کر تلافی مافات اور اصلاح کار کروں اور اس کو دنیا میں نہ بھیجیں تب بندہ کو چاہیے کہ اپنی جان پر رحم کرے اور ڈرے اور جو آلات و ادوات اس کو دے گئے ہیں ان کو طاعت مولیٰ میں استعمال کرے جیسے عقل و ایمان

و معرفت و علم کیونکہ عقل سے فہم خطاب شروع کر سکتا ہے اور اللہ کی ذات و صفات پر دلیل پہنچ سکتا ہے اور ایمان سے احکام آوا مروفا ہی کو قبول کر سکتا ہے اور معرفت سے ذات و صفات کی شناخت بہم پہنچا سکتا ہے اور علم کتاب و سنت سے سالک طریق حق و نجات ہو سکتا ہے سوان سب آلات و ادوات سے کام لے اور ان اوزاروں کو ضایع و بیکار نہ کرے بلکہ انوار سے ان آلات کے ظلمات اقدار میں روشنی طلب کرے مراد ظلمات سے حوادث عالم ہیں جو دلوں کو مصائب و ممالک سے تنگ و تیرہ کرتے ہیں غرض کہ امر و نہی کو پکڑے ہے اور انہیں کی موافقت سے سیر و سلوک کرے اور جو کچھ سوا امر و نہی کے ہے اسکو سپرد خالق و مفعی کر دے اور جس نے اسکو خاک سے بنا کر پالائے پھر نطفہ سے پیدا کیا ہے پھر پورا آدمی برابر پیدا کر دیا ہے اسکا انکار نہ کرے اور بجز اوس کے امر کے اور کچھ نہ بچا ہے اور سوا اوس کے نہی کی کسی چیز کو مکروہ نہ کہے بلکہ دنیا و آخرت سے اسے مراد یعنی امر حق کے ساتھ قانع ہو اور نہی کو داریں میں مکروہ رکھے کیونکہ ہر مراد اسی مراد کی اور ہر مکروہ اسی مکروہ کا تابع ہے بندہ جب ہمراہ امر حق تعالیٰ کے ہوتا ہے اور اوس کے حکم پر چلتا ہے تو سارے اکوان اس کے حکم میں ہوتے ہیں ۵

تو ہم گردن از حکم داد و پیچ	کہ گردن نہ چوبند ز حکم تو پیچ
اور جب نہی خدا کو مکروہ نہ کہتا ہے	تو سارے مکارہ اس سے ہباگ جاتے ہیں کہیں

ہو اور کسی جگہ کیون بنجائے اللہ تعالیٰ نے بعض کتب میں فرمایا ہے کہ ابن
 آدم میں ہوں خدا میرے سوا کوئی خدا نہیں ہے میں کسی شے کو کتا ہوں ہو جاؤ
 ہو جاتی ہے تو میری اطاعت کر میں تجھ کو بھی ایسا ہی کر دوں گا کہ تو جس چیز کو کہے گا
 کہ ہو جاوہ ہو جائے گی یعنی جب تو تابع میرے امر و نہی کا ہو گا اور خود سے فانی
 اور میرے ساتھ باقی ہو جائیگا تو انوار میری قدرت کے تجھ میں ظاہر ہو گئے اور
 فرمایا اے دنیا جو کوئی میری خدمت کرے تو تو اس کی خدمت کر
 اور جو کوئی میری خدمت کرے تو تو اس کو رنج و اندوہ میں رکھ سو جب اللہ کی
 تہی آئی تو بندہ کو چاہیے کہ سست اعضا ہو جائے حواس پنجگانہ اس کے تہ
 جائیں اور گناہ دل اور سست و دیوانہ ہو جائے تنگ سینہ بنجائے مردہ تن ہو جائے
 زائل الموی سطلن الرسوم ناپید انشان فراموش شدہ اثر میل و شہوت سے ہو جائے
 تاریک صحن سرا ویران خانہ خالی گھر سفت افتادہ بنجائے نہ ادراک ہو نہ نشان گمان
 ایسا ہو گویا بھرا ہو گیا ہے اور اسی کر می پر پیدا ہوا ہے اور آگمہ ایسی ہو گویا اوپر
 پٹی باندہ دی ہے اور وہ دکتی ہے اور ناپید پیدا ہوئی ہے اور بالکل مست
 گئی ہے اور دونوں لب ایسے ہوں گویا اونہیں زخم اور پوڑا پھنسی پر گیا ہے
 اور زبان ایسی ہو گویا گونگی اور کند ہے اور دانت ایسے ہوں گے گویا اونہیں
 جراحت ہے پیپ لہر بزا اور آمودہ درد و پرگندگی ہیں اور دونوں ہاتھ ایسے کہ
 گویا خشک ہو گئے ہیں اور کوئی چیز کچھ نہیں سکتے اور دونوں پانوں ایسے گویا

گویا انہیں لرزہ و اضطراب و جراح است، اور اندام نہانی و شرمگاہ ایسی کہ گویا نامرد
 اور سو اس امر کی کسی اور ہی کام میں مشغول ہے اور پیٹ ایسا کہ گویا پُر اور سیرا و طلوع
 سے بے نیاز ہے اور عقل ایسی کہ گویا دیوانہ و فاسد العقل ہے اور بدن ایسا کہ گویا
 مردہ ہے اور او کو طرفت قبے کے اوٹھاے لئے جاتے ہیں سو تسامع و تسامع یعنی
 سننا اور جلدی کرنا بجا آدمی حکم میں ہوتا ہے اور تقاعد و بجا عدد و تقاضہ کرنا نہی میں
 چاہیئے یعنی بیٹھنا اور سست ہونا اور نرمی و کوتاہی کرنا اور تماوت و تمام و تفانی
 یعنی آپکو مردہ جاننا اور معدوم سمجھنا اور فانی کر دینا حکم فضا و قدر میں ہے اب چاہئے
 کہ بندہ اس شربت کو پیئے اور اس دوا سے علاج کرے اور یہ غذا کماے تاکہ
 دل کی بیماریوں اور ہواسے نفس کی علتوں سے صحت و شفا و عافیت پائے یعنی
 باذن خدا و حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا کلام ان مقالات میں انہیں تین امر
 کے ارد گرد چکر مارتا ہے ایک امتثال مامور و دوسری اجتناب محظور و تیسری رضا
 بالمقدور اور اس میں شک نہیں کہ جملہ احوال بشران امور سے گانہ سے خالی نہیں
 ہو سکتے ہیں جب بندہ کو امر و نہی و قدر پر استقامت حاصل ہوئی تو اب وہ مومن
 کامل ہو گیا اور لائق فوز کے بدرجات غلہ تیرا پیران حالات میں سے جس کسی
 حالت میں جس قدر مقصور ہو گا دتنا ہی اسکے کمال قرب و حضور میں فتور ہو گا۔
 قول چہار دہم صاحب ہوا نفس کو نچا بیئے کہ حالت قوم کا دعویٰ کرے یعنی
 آپکو طالب و داصل حق بتائے کیونکہ یہ تو عابد ہوئی ہے اور وہ قوم بندگان مولیٰ

ہوتی ہیں اسکی رغبت دنیا میں ہے تاکہ مال و جاہ حاصل ہو اور قوم کی رغبت
 عقیقی میں ہے تاکہ اجر و ثواب و نعم حاصل ہو یہ دنیا کو دیکھتا ہے اور وہ پروردگار
 زمین و آسمان کو دیکھتے ہیں اسکا انس خلق کے ساتھ ہے اور قوم کا انس حق کے
 ساتھ اسکا دل اوس شخص سے لگا ہے جو زمین میں ہے یعنی مائل طرف سفلیات
 کے ہے اور قوم کے دل رب العرش سے لگے ہیں یعنی میل اوجھا علیویات بلکہ علی
 اعلیٰ کی طرف ہے اسکے دل کو وہ شکار کرتا ہے جسکو وہ دیکھتا ہے یعنی عالم صورت
 میں آوردہ او کو جسکو وہ دیکھتا ہے نہیں دیکھتے بلکہ خالق اشیاء کو دیکھتے ہیں یعنی
 چشم بصیرت سے کیونکہ وہ بصر سے دکھائی نہیں دیتا قوم اپنی مراد کو پہنچ گئی اور انکو
 نجات ملی اور یہ خواہش اسے دنیا میں پھنسا رہا قوم خلق و دہوی و ارادہ و منی سے
 فانی ہو کر ملک اعلیٰ تک جا پہنچی اور حق نے انکو غایت مراد پر ادون سے آگاہ
 کر دیا مراد اس سے طاعت و حمد و ثنا ہے و ذلک فضل اللہ یؤتہ من یشاء او
 انہون نے اس حال کو لازم پکڑ لیا اور توفیق و تیسیر حق سے اوس طاعت و حمد و
 ثنا پر مواظبت کی بغیر رنج و مشقت کے یہ طاعت او کی غذا و روح ہو گئی اور دینا
 اس کے حق میں اس قدر نعمت و سرور ہو گئی گو یا یہ دینا اس کے لئے جنت الماویٰ ہے
 یعنی یہ دنیا و آخرت دونوں میں اندر بہشت کے ہیں کیونکہ یہ لوگ کسی شے کو شہ
 میں سے نہیں دیکھتے ہیں یہاں تک کہ قبل اس کے فعل خالق و منشی اشیاء کا نظر
 کرتی ہیں و نہ دیکھنا حق کا اشیاء کے دیکھنے سے پہلی ایک قسم ہے تہود حق

کی کہ مادایت شئیاً الا لایت اللہ قبلہ دوسرے نے کہا ما لایت شئیاً الا لایت
 فیہ تیسرے نے کہا بعدہ اور چوتھے نے معہ کہا ہے لکن اول اتم و اکمل ہے قول
 آنحضرت کا ان اللہ معاً اشارت طرف اسی شہود کے ہے بحالات قول موسیٰ کے
 ان معی ہر بنی فاعل بالجملہ اسی قوم کی بدولت زمین و آسمان ثابت اور مردی و زندگی
 برقرار ہیں شاید مراد اس سے مؤمن و کافر عاصی و مطیع ہیں اسلئے کہ انکے بادشاہ
 انکو اس زمین کا جسکو عجمیا ہے منہج بنایا ہے انہیں کا ہر ایک شخص مثل ایک
 کوہ استوار کے ہے کہ اپنی جگہ پر کھڑا ہے سو بندہ کو چاہیئے کہ انکی راہ سے کیسے
 رہے اور دعویٰ انکے طریق کا نہ کرے اور ایسے لوگوں کا مزارحم بنے جنکو ایار و
 ابناء لئے انکے قصد سے نہیں روکا اور متقید نہیں کیا یہ بات احوال صحابہ رسول
 صلعم سے ظاہر ہے یعنی ان اوتاد کی برابری نہ کرے کہ یہ بہترین خلق خدا ہیں
 جنکو ہمارے رب نے پیدا کیا اور زمین پر اگندہ و منتشر فرمایا ہے قراد حریت انکے
 بعد انبیاء و رسل کے ہے یہ جب ہے کہ مراد اس قوم سے اقتیاء و اولیاء ہوں ورنہ
 اس عنوان میں سب داخل ہیں ساتھ تفاوت مراتب و درجات توحید کے اللہ پر
 اپنا سلام بھیجے جب تک کہ زمین و آسمان ہے قول پانزدہم شیخ رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں میں نے خواب میں دیکھا کہ گویا میں ایک جگہ میں شاہ مسجد کی ہوں
 اور وہاں ایک قوم ہے منقطع یعنی پیوند از خلق بریدہ و بحق پیوستہ مراد درویشین
 سینے کہا اگر انکے لئے فلاں شخص ہوتا کہ انکو ادب دیتا اور ارشاد کرتا اور راہ حق

دکھاتا یہ اشارہ کیا طرف ایک مرد صالح کے صلحاء وقت سے وہ ساری قوم
 میرے گرد جمع ہو گئی اور ایک شخص نے اونہیں کہا پس تو کیا چیز ہے اور کیوں
 نہیں بات کرتا میں نے کہا اگر تم مجھ کو پسند کرو تو البتہ میں تم کو راہ دکھاؤں پہر میں نے کہا
 جب تم خلق سے طرف خالق کی منقطع ہوئے تو اب تم لوگوں سے کچھ سوال اپنی
 زبان سے نکالنا کرو پہر جب تم زبان سے سوال کرنا چھوڑ دو تو اپنے دلوں کے ساتھ
 ہی اون سو نہ مانگو اس لئے کہ سوال کرنا دل سے ایسا ہی ہے جیسے کہ زبان سے
 سوال کرنا اگرچہ یہ نہان ہے اور وہ آشکار پہر جان لو کہ اللہ تعالیٰ ہر دن ایک دہندہ
 میں ہے اس کے کارخانہ خلق و قدرت میں تعطیل نہیں ہوتی ہے بلکہ تغیر تبدیل
 و رفع و خفض چلا جاتا ہے ایک قوم کا درجہ علیین میں بلند کرتا ہے اور ان کو مراتب
 ارجمند بخشتا ہے اور ایک قوم کو طرف اسفل سافلین کے گرد دیتا ہے ہر زمان و
 ہر آن میں یہ شان اویسی حاضر ہے بعض نے کہا علیین نام ہے آسمان ہفتم کا یا
 دیوان ملائکہ حفظہ کا جس کے پاس اعمال صلحاء پہنچائے جاتے ہیں اور اسفل سے
 مراد مکان پایاں ترین ہے سو جب کو حق تعالیٰ نے علیین تک بلندی مرتبہ کی دی
 ہے ان کو یہ ڈروی رکھا ہے کہ کہیں وہ اسفل سافلین میں گرانی جا دیں اور
 ان کو یہ امید ہی دی ہے کہ ان کو اویسی ان کے رتبہ بلند و درجہ ارجمند میں باقی و
 محفوظ رکھا جاوے گا جس پر وہ فی الحال موجود ہیں اور جن لوگوں کو اسفل سافلین میں
 گردا دیا ہے ان کو یہ خوف دیا ہے کہ وہ اسی انحطاط میں باقی و مغلدر رہیں گے

اور اونکو یہ امید بھی دلائی ہے کہ اونکو علیین تک بلند کر دیا حاصل یہ ہے کہ ان صفات قہر و لطیفہ و جلالیہ و جلالیہ حق فخر کہ ہر ایک انہیں تقاضائے ظہور آثار خود کرتے ہیں ان صفات شکیو خون و رجا میں رکما ہوا اور ایک حال پر نہیں چھوڑا الا یحسان میں انجنت والہ رجا ہی ہے ۵

امین مشوکہ مرکب مردان راہ را	در سنگلاخ باد یہ پے ما بریدہ اند
------------------------------	----------------------------------

یعنی حکم سابقہ معصیت میں ڈالکر باوئیہ بنجی میں گرا دیا ہے ۵

نومید ہم مباش کہ زندان باوئش	ناگہ بیک خورش بنزل رسید اند
------------------------------	-----------------------------

یعنی توفیق توبہ کی پا کر مقام سعادت میں پہنچ گئے ہیں پر میں اوس خواب سے جاگ اٹھا انتہی از ہے خواب و نوسہ بیداری کہ دونوں عالم میں ساتھ تربیت و تلقین احکام دین و ارشاد و ہدایت راہ یقین کی مشغول رہے ۵

در خواب ہمیشہ با خیال تو خوشم	در بیدارم بخت و خال تو خوشم
القصہ چہ در خوابت در بیداری	لے مردم دیدہ با جمال تو خوشم

قول شانزدہم بندہ اللہ کے فضل و کرم اور ہدایت نعم سے محروم و محجوب نہیں ہوتا ہے لکن اسی جہت سے کہ خلق پر اعتماد کرتا ہے یعنی جلب منافع و دفع مضار میں اور اسباب و صنائع و کسب پر ہوسار کرتا ہے سو خلق اسکا پردہ ہوتی ہے کہانی سے بطریق سنت و دستور انبیاء و سلف پر اور وہ یہ ہے کہ بندہ حرفہ و کامی کرے اور اپنے زور بازو سے بے منت و طمع خلق کے کمائے ۵

ہر کہ نان از عمل خویش خورد سنت حاتم طائی نمبر ۲۰

بیان میں سنتِ حرفہ و کسب کے رسالہ رفتہ الخرقہ بشرق الحرفہ مطبوع ہو کر شائع ہو چکا ہے حدیث میں آیا ہے کہ ہر پیغمبر کا ایک حرفہ تھا میرا حرفہ جہاد ہے سو جب تک بندہ ہمراہ خلق کے قائم رہیگا یعنی ان کی عطا کی اسید رکے گا اور ان کے کرم کا اسید ہوگا اور ان کے دروازوں پر آمد و رفت کرے گا تب تک وہ خلق کا اللہ کے ساتھ شریک کرنے والا ہوگا یعنی رزق دینے والا اور عطا کرنے میں اور یہ شرکِ خفی ہے اب اللہ تعالیٰ اس بندہ کو یعقاب دیگا کہ وہ اکل سے بطریقِ سنت کے محروم رہے گا جو کہ حلال کمائی ہے دینا سے پہر جب بندہ قیام مع الخلق سے توبہ کر لیتا ہے اور کسی سے کچھ سوال نہیں کرتا ہے اور رب کے ساتھ خلق کو شریک نہیں ٹھہراتا ہے اور کمائی کرتا ہے اور کسب کر کے کھاتا ہے اور اس کمائی پر توکل ہے اور کسب پر مطمئن ہو کر فضل و کرم رب کو بھول جاتا ہے تو اب بھی وہ مشرک ہے یعنی یہ بھی ایک نوعِ شرک کی ہے لکن یہ شرک پہلی شرک سے مخفی تر ہے کہ اس میں نظرِ خلق پر تھی اور لوگوں پر معتد تھا اور اس میں نظر اپنی حول و قوت پر ہے بہر تقدیر جب شرک باقی ہے تو اللہ اس کو عقاب کرے گا اور اپنے فضل سے محروم و محبوب رکھے گا اور بدایتِ بکرم و نعم نہ کرے گا تا آنکہ اگر بندہ اس سے تائب ہو کر شرک کو دور میان سے ساقط کر دیگا اور اپنا اعتماد کسب سے اٹھا لیگا اور اپنی حول و قوت پر بہر و سائل نہ لیگا اور یہ جائیگا اور دیدہ یقین سے دیکھے گا کہ رزق دینے والا اور سببِ بنائے والا

اور آسان کرنے والا اور قوت کمائی کی بخشش والا اور سہ خیر کی توفیق دین والا
 اللہ تعالیٰ ہے تو بعد حاصل ہونے اس یقین کے ترک و مباشرت اسباب کی
 یکساں نزدیک اوسکے ہو جائیگی رزق اللہ کے ہاتھ میں ہے کبھی وہ اوس
 رزق کو بطریق خلق کے پہنچاتا ہے یوں کہ خلق سے حالت ابتلا و میں سوال کیا
 جائے تاکہ آزمائے کہ صبر کرتا ہے اور حد ضرورت پر کھڑا ہوتا ہے یا نہیں یا
 حالت ریاضت میں کہ نفس کو بھوکا رکھے اور سرحد مختصہ تک پہنچ جائے کہ اس وقت
 میں سوال کرنا جائز ہو جاتا ہے یا اس وقت کہ وہ اللہ سے مانگے دوسری شکل
 رزق رسانی کی یہ ہے کہ بطریق کسب و تسبب کے پہنچائے کہ معنی اجر و عوض ہے
 فعل بندہ پر یا محض اپنے فضل سے بے سوال و کسب کے بغیر لے سکے کہ بندہ کوئی
 واسطہ و سبب دیکھے بلکہ سارے وسائل و اسباب سے باز رہ کر طرف حق کے رجوع
 لائے اور سامنے اوسکے پڑ جائے اور آپکے روبرو اوسکے ڈال دے جب بندہ
 ایسا ہو جاتا ہے تو پہرہ پردہ جو درمیان بندہ کے اور درمیان فضل و کرم خدا
 کے تھا اللہ اوسکو اوٹھا دیتا ہے اور یہ واسطہ و سبب ابتدا کرتا ہے اور غذا
 دیتا ہے محض اپنی نعمت و احسان سے جو وقت کہ اوسکو احتیاج رزق کی ہوتی
 ہے بقدر موافقت حال بندہ کے حسب طرح کہ طبیب شفیق رفیق حبیب ساتھ مریض
 کے برتاؤ کرتا ہے کیونکہ اوسکے حال و وقت کے موافق و لائق وہی فعل ہے
 اگرچہ بیمار براہ حرص طبع و جبل خود کوئی دوسری چیز چاہے یا زیادہ مانگے

سو یہ رزقِ رسائی بیواسطہ سبب اللہ کی طرف سے اوس بندہ کی ایک حمایتِ متنزیہ ہے جسکے سے طرف ماسوا اللہ کے اور اللہ اپنے فضل سے اوس بندہ کو راضی کر دیتا ہے اسدم دل سے اوس بندہ کے سارے ارادے اور شہوتیں اور لذتیں اور ہر مطلب و محبوب منقطع ہو جاتا ہے اور بجز ارادہ حق عزوجل کے کوئی ارادہ وغیرہ دلیں اوس بندہ کے باقی نہیں رہتا غرض کہ جب اللہ چاہتا ہے کہ بندہ کا رزق مقسوم اوسکو پہنچائے جسکو وہ خواہی خواہی لیگا اور وہ کسی اور مخلوق کا رزق نہیں ہے بجز اس بندہ کے تو اس وقت اوس بندہ میں خواہش اوس قسمت کی پیدا کر دیتا ہے اور وہ روزی اوسکو پہنچا دیتا ہے اور ہمیشہ وہ رزق وقت حاجت کے دیتا رہتا ہے پورا اوسکو تو فیقِ شکر کی بخشا ہے اور جب تک دیتا ہے کہ یہ رزق ہماری طرف سے ہے اور ہمیں اسکے پہنچانے والے اور دینے والے ہیں و یہ اشارہ ہے طرفِ حقیقتِ شکر کے شکر عبارت ہے اس سے کہ نعمت کا طرف سے حق کے ہونا جان لے داؤد علیہ السلام نے کہا تھا اے رب تیری نعمتیں بیشمار ہیں اور نکا شکر کیونکر ہو سکتا ہے وحیِ امی یاد داؤد اذ اعرفت انه منی فقد شکرتی یعنی یہ شناختِ حقیقتِ شکر ہے بالجملہ جب باطن سے بندہ کی ارادت و شہوت دور ہو گئی اور بجز ارادہ حق کے اور کچھ اوس میں باقی نہ رہا تو جو نعمت اوسکی قسمت میں رکھی گئی ہی اللہ تعالیٰ وہ اوسکو پہنچا دیتا ہے اور بندہ شکر اوسکا بجا لاتا ہے اور جان پہچان جاتا ہے کہ یہ سب طرف سے رب کے ہے

تب اور بھی زیادہ خلق سے جدا اور گناہوں سے دور اور باطن اور کاسو سے
 خالی ہو جاتا ہے ہر جہ علم و یقین بندہ کا رزاقیت خداوند پر کہ یہی سنی حقیقی توکل
 کے ہیں قوی ہو گیا اور سینہ کھل گیا جو کہ وقت فراغت اسباب کے بوجہ وجود و رساویں
 وادہم تنگی کرتا تھا اور نورانیت دل کی استوار ہو گئی یہاں تک کہ تاریکی شک و ریب کے
 طریاں نہیں کرتی اور پردہ جہل و نکرت جمال شہود کو نہیں چھپاتا اور قریب بندہ کا
 مولیٰ سے بڑھ گیا اور مرتبہ اوسکا نزدیک حق کے اور امانت و اہلیت اوسکی واسطے
 حفظ اسرار کے ثابت ہو گئی تو اب اوسکو معلوم ہو جاتا ہے کہ رزق مقسوم اوسکا کب
 آئیگا یہ بات وقت سے پہلے وہ جان لیتا ہے یعنی بطریق کشف کے اور یہ معاملہ
 طرف سے حق کے واسطے اکرام اس بندہ کے اور واسطے اجلال حرمت عبد کے
 براہ فضل و منت و ہدایت ہوتا ہے و اس سے معلوم ہوا کہ کشف اسرار نہیں
 ہوتا مگر اویسی شخص کو جو کہ امانت دار و حافظ اسرار ہوتا ہے اور جسکو کشف ہوا اور
 وہ امین و حافظ نہیں ہے تو آخر کو وہ کشف اوسکے حق میں وبال حال ہو جاتا
 ہے کذا فی المفتاح قال تعالیٰ وجعلنا منہم ائمتہ یدون بامرنا کما یدرون
 وکانوا بایاتنا ہاقون اس سے ثابت ہوا کہ جو لوگ طاعت مولیٰ پر صابر
 اور احکام حق پر موثق ہیں وہ ہی امام ہندی و ہادی طریق یقین ہوتے ہیں و
 قال تعالیٰ والذین جاہدوا فینا لکنہم سبیلنا اور فرمایا اذ قالوا اللہ
 ورسولہ اللہ و تقویٰ سے لگا ہواشت امر و نہی ہے معلوم ہوا کہ عمل و تقویٰ یہ

تعلیم انہی مرتب ہوتی ہے اور وہ علوم جنکے سببے تقویٰ کیا جاتا ہے وہ پہلے
 سے ہوتی ہیں اور یہ دوسرا علم ہے جو بعد اختیار تقویٰ کے حاصل ہوتا ہے
 بطرح حدیث میں آیا ہے من عمل بدار علم ادر ثلہ اللہ علم مالہ لعلہ ہیر
 ایسے بندہ پر تکوین کو واپس کرتی ہیں یعنی اسکو بروجہ کرامت خرق عادت غشتہ
 ہین باذن میرج جسر کوئی غبار نہیں ہوتا اور دلالات لائحہ مثل خورشید جہاننا کے
 دیتے ہیں اور کلام لذیذ عنایت کرتے ہیں جسکی لذت ہر شے لذیذ سی زیادہ تر ہوتی
 ہے اور الہام صدق بغیر تلبس ساری ہوا جس نفس و رسا دشمنان لعین سے
 مصفا عطا کرتے ہیں ف با جس وہ ہے جو یکایک جی میں آپڑے اور جب
 پڑ کر جولانی کرے تو اسکا نام خاطر ہے اسجگہ مراد معنی عام ہیں اور وسوسہ لغت میں
 اوس آواز کو کہتے ہیں جو چپکے سے کان میں پیچھے قال تعالیٰ فی بعض کتبہا
 ابن آدم انا اللہ لا الہ الا انا اقول للشی کن فیکون اطعنی اجمعات تقول
 للشی کن فیکون اسکا ترجمہ پہلے اس کتاب میں گزر چکا ہے شیخ فرماتے ہیں
 کہ اللہ نے یہ معاملہ ساتھ بہت سے انبیاء و اولیاء و خواص بنی آدم کے کیا ہے
 انتہی متنازع میں کہا ہے کہ نبجملہ کمل افراد اس گروہ کی ایک ذات مبارک حضرت
 شیخ رضی اللہ عنہ ہے کہ بالکل ہونی و ارادہ سے فانی ہو کر ساتھ امر فعل حق کو اپنی
 رکھتے تھے اور سچ تو یہ ہے کہ جو حال و مقام ان مقالات میں مذکور ہے وہ
 کنا یہ ہے حال شریف سے ف کوئی اس عبارت سے یہ نہ سمجھے کہ اولیاء اتم

فی الخلق ہوتے ہیں اور انکو یہ اختیار حاصل ہے کہ جو چاہیں سو کر ڈالیں یا جو
 کچھ کہیں ویسا ہی ہو جائے بلکہ مراد اس عبارت سے دلائل سے انکے علو
 مقام و قرب حال پر کہ جب وہ اپنے ہوائے نفس سے فانی ہو کر ساتھ حق کے
 باقی رہ جاتے ہیں تو آثار ظہور قدرت الہی کے براہ کرامت انکے ہاتھ پر بدون
 انکی دخل ارادت کے صادر ہونی لگتی ہیں سو یہ نتیجہ انکی کمال عبودیت کا ہی
 قول مقتدر ہم بندہ جب اللہ تک اللہ کی تشریف و توفیق سے پہنچا اور یہ پہنچنا
 یوں ہے کہ خلق و ہوی و ارادہ و منی سے باہر آیا اور ساتھ فعل و ارادہ حق
 کے ثابت رہا بغیر اسکے کہ کوئی جنبش طرف سے بندہ کے اندر بندہ کے
 ہو یا طرف سے خلق کے بلکہ حق کے حکم و فعل و امر سے تو یہ حالت فنا کی ہوتی
 ہے اسکو اصطلاح قوم میں وصول بولتے ہیں سو یہ وصول اللہ تک کچھ ویسا
 پہنچنا نہیں ہے جیسے پاس کسی ایک مخلوق کے جا پہنچتے ہیں اور یہ معقول معمود ہے
 یعنی قطع مسافت کر کے ایک تن دوسرے تن سے جا ملتا ہے بلکہ لیس کشتہ
 شئی و هو السميع البصیر خالق بزرگتر و پاک تر ہے اس سے کہ مشابہ اپنی
 مخلوقات کے ہو سکے یا اسکا قیاس کسی مصنوع پر کیا جائے ہاں یہ وصول
 الی اللہ نزدیک اہل وصول کے معروف ہے اس طرح پر کہ خود اللہ نے انکو
 اسکا شناسا کر دیا ہے یعنی بندہ جب حق تک پہنچ جاتا ہے تو اس کے باطن میں
 ایک نسبت و حالت پیدا ہوتی ہے جسکو وہ ذوق سے پہچانتا ہے اور شناخت

کر دینے والا اللہ ہے اور خروج کرنا خلق و ہونی و ارادت سے اور فنا ہونا
فعل و ارادت حق میں قبیل آثار و علامات وصول سے ہے نہ حقیقت وصول
جیسے محبت کہ ایک انجذاب ہے باطن میں اور امتثال امر و خدمت کرنا ظاہر میں
اوسکی نشانی ہے اہل ظاہر کہتے ہیں کہ محبت بندہ کی ساتھ خدا کے یہی
بجا آوری حکم کی ہے بالجملہ وصول بحق ایک نور و حالت ہے باطن عبد میں جسکو
اہل وصول پہچانتے ہیں بتعریف حق جل و علا اور ہر ایک بندہ اس وصول
میں اپنی حد پر ہے غیر اوسکا اس نسبت و حالت میں شریک نہیں ہوتا اگرچہ
معنی وصول کے ایک ہی ہیں لیکن باطن میں ہر ایک کی تجلی دیگر ہے جسکے لئے
تکرار نہیں ہے اللہ تعالیٰ کا ساتھ ہر ایک رسول و نبی و ولی کے ایک راز ہی
اس طرح پر کہ سوا خدا کے کوئی غیر اوسپر مطلع نہیں ہے ۵

اے ترا باہر لے رائے دگر	ہر گد ار ابر درت نائے دگر
در باب عشق تاری پیش نیست	ہست ہر جا نغمہ سائے دگر

یہاں تک کہ کبھی مرید کے لئے ایک راز ہوتا ہے جسپر شیخ کو اطلاع نہیں ہوتی
اور شیخ کے لئے ایک راز ہوتا ہے جسپر مرید کو اطلاع نہیں ہوتی ہے مراد
وہ مرید ہے جسکا سیر و سلوک آئندہ درپیر تک پہنچا ہے یعنی باوجود اسکے کہ مقام
شیخ میں پہنچا ہے اور حالت شیخ کو اوسنی پالیا ہو مگر اوس راز کو جو کہ مخصوص باطن
شیخ ہی نہیں پاسکتا ہے ۵

بلند مرتبہ زمین خاک آستان شدہ ام
 غبار کوئے تو ام گر بر آسمان شدہ ام
 اگرچہ ممکن ہے کہ بعد وصول کے بمقام شیخ اپنی قوت استعداد سے بالاتر جاسکتا
 ہے و لہذا فیایا ہے کہ جب مرید حالت شیخ کو پہنچ جاتا ہے تو شیخ سے علیحدہ
 و جدا کر دیا جاتا ہے خود مختار لے اور سکامتولی ہوتا ہے اور اسکو تمام خلق سے
 منقطع کر دیتا ہے شیخ ہو یا غیر بطرح لڑکے کا دودھ پٹا رویتے ہیں پیش شیخ و ایہ کی
 طرح ہوتا ہے اور مرید مانند طفل شیر خوار کے سو ج طرح بعد وصال کے رضاع
 نہیں ہے اسی طرح بعد زوال ہوئی و ارادہ کے تعلق بندہ کا ساتھ خلق کے
 نہیں رہتا ہے شیخ کی حاجت و ہین تک ہے کہ باطن سالک میں ہوئی اور ارادہ
 سے تاکہ وہ ان دونوں کو توڑ دے اور بعد زوال ہوئی و ارادہ کے حاجت
 طرف شیخ کے نہیں رہتی ہے کیونکہ اب وہاں نہ کوئی کدورت ہے، اور نہ نقصان
 جب فنا حاصل ہو گئی کام تمام ہوا اور سلوک جو عبارت سے، سیرالی اللہ سے نہایت
 کو پہنچ گیا اور سالک مرتبہ کمال کو پہنچ کر دروازہ ولایت میں آگیا اور باقی ہو کر
 کام اور اسیر فی اللہ سے جا پڑا آب تجلیات متنوعہ الہی سے تربیت پاکر بواطمہ
 امداد نور محمدی صلعم مرتبہ تکمیل میں پہنچ کر مقام نقایین جا پہنچ گیا ۵

آن شد کہ بارست ملاج برے
 گوہر جو دست واد بدریا چ حاجت

بعض مجذوب و محبوب ایسے ہی ہوتے ہیں کہ ابتداء حال میں اگرچہ صحبت
 مشائخ و اہل تربیت میں ہوتے ہیں لکن حقیقت میں تربیت اولیٰ دوسری جگہ سے

ہوتی ہے چنانچہ حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا حال اس طرح پر تھا شیخ مکین الدین نے
 کہا ہے انا ماربانی الا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور شیخ عبد الرحیم قنادی نے کہا ہے
 انا لامنة لاحد علی الا رسول صلی اللہ علیہ وسلم جب بندہ بموجب اس بیان
 کے واصل الی الحق ہو جائے تو اب اس کو چاہئے کہ ہمیشہ ماسوا سے
 امن میں رہے بجز حق کے کوئی وجود و قدرت نہ کیے قطعاً نہ نفع میں نہ زیان
 میں نہ عطایں نہ منع میں نہ خوف میں نہ رجائیں بلکہ حق عزوجل اہل التقویٰ و
 اہل المغفرۃ ہے اب ہمیشہ یہ فعل حق کا ناظر رہے کہ وہ کیا کرتا ہے اور کیونکر اس کو
 رکھتا ہے اور اس کے امر کا نگہبان بنا رہے اور اس کی طاعت میں مشغول ہو اور
 ساری خلق سے دنیا میں اور آخری میں جدا ہو جائے و لکو کسی مخلوق سے
 آویختہ نہ کیے ساری خلق کو سامنے قدرت حق کے مثل ایک مرد کے سمجھے جس کو
 ایسے بادشاہ نے اپنے پاس لیکر رکھا ہے جس کا ملک بہت بڑا اور جس کا حکم نایت سخت و
 زبردست ہے اور اس کی صولت ہو لٹاک اور اس کی سطوت ترساندہ ہے پھر اس
 مرد کی گردن میں معہ ہر دو پا ایک طوق ڈالا ہے پھر اس کو ایک درخت صنوبر پر
 سولی چڑھایا ہے کنارہ پر ایک ایسی نہر کے جسکی موج بہت بڑی ہے اور اس کا
 عرض بہت چوڑا ہے اور اس کی تہ گہری ہے اور وہ زور سے بہتی ہے پھر بادشاہ
 ایک کرسی عظیم القدر بلند پایہ پر بیٹھا جسکے پاس پہنچنا اور اس کا قصد کرنا بعید ہے
 اور اس نے اپنے پاس ایک بارگران و انبار تیرون اور نیزون اور پیکانوں

اور انواع ساز ہے جنگ و کمانوں کا کرما ہے جسکا اندازہ سوا اوسکے کوئی نہیں
 کر سکتا اب اوس بادشاہ نے اوس مرد مصلوب دار کشیدہ پر تیر لگا نا شروع کیا جتن
 چاہا ان اسلحہ میں سی ہلا اب اسحال کے دیکھنے والے کو یہ بات کمین زیبا ہے
 کہ وہ بادشاہ کی طرف نظر نہ کرے اور اوس سے خون ورجانز کے اور ڈرے تو
 اوس مرد مصلوب سے ڈرے اور امیدوار ہو تو اوسیکا امیدوار بنے کیا ایسا کام
 کرنے والا قضیہ عقل میں عظیم العقل فقیہ الادراک مجنون چارپایہ نہ ٹھہرے گا سو
 اللہ کی پناہ مانگنا چاہیے کوری سے بعد بینائی کے اور جدائی سے بعد ہول
 کے اور روکے جانے سے بعد نزدیک ہونے کے اور گمراہی سے بعد ہدایت کے
 اور کفر سے بعد ایمان کے پس یہ دنیا مثل ایک نہر عظیم روان کے ہے جس طرح
 مثال مذکور میں گزرا اور ہر دن اوسکا پانی بڑھتا جاتا ہے وہ پانی ہی زیادت
 شہوات و لذات بنی آدم ہیں جو انکو دنیا میں سے پیچھے رہتے ہیں رہے تیر و تیار
 سو وہ بلایا ہیں جنکے ساتھ تقدیر جاری ہوتی ہے اور غالب بنی آدم پر دنیا میں
 یہی آفات و بلایا و تیرگی و ندگانی و نامرادی و آلام و محن ہیں اور جو نعیم و لذات
 پاتے ہیں وہ آیمتہ محنت و سختی ہیں اور یہ سارا ناز و نعمت آلودہ رحمت و جبر
 جو عقلندہ اسجسکے کی نعمت و لذت کو نعیم و لذت آخرت پر قیاس اعتبار کرے گا وہ یہ
 بات جلد دریافت کر لے گا کہ اوسکے لئے حیات نہیں ہے مگر آخرت میں جس طرح
 حدیث میں فرمایا ہے لا عیش الا عیش الاخرہ خصوصاً حق میں مومن کے

کہا ہے الدنیا سجن المومن وجنة الکافر یعنی ہر چند مومن اس جگہ ناز و
 نعمت میں ہو لیکن نسبت اوس نعمت کے جو آخرت میں اُس کے لئے ذخیرہ کی گئی ہے
 حکم قیدی میں ہے اور کافر اگرچہ بیان بلا و محنت میں ہو لیکن بقابلہ اوس عذاب
 و نكال کے جو عقیبی میں واسطے اوس کے مہیا کیا گیا ہے گویا بہشت میں ہے اور
 حدیث میں فرمایا ہے التقی ملجھ یعنی مرد پر سبز کار لگام درد بان ہوتا ہے یعنی
 اوس کو لذات و شہوات دینا سے روکا گیا ہے جس طرح کہ اس پ لگام درد بان
 چارہ نہیں کہا سکتا ہے ف کتاب الحکم میں کہا ہے لا تستغرب وقع الکلام
 مادمت مقیما فی ہذا الدار اس البو تراب بخشی نے کہا ہے مردم دردینا دو
 چیز طلبند و ہرگز نیابند راحت و فرحت آن ہر دو چیز ہرگز در بہشت نہو دے

طلب الراحة فی دار الفنا	خاب من طلب شیئا لا یكون
<p>ہر باد جودان احادیث و عیان کی اچھی زسیت اور خوش زندگانی دنیا میں طلب کیا بلکہ ساری راحت اس میں ہے کہ بندہ منقطع الی اللہ ہو جائے اور خلق سے تعلق توڑ کر اور یہ تکلف چھوڑ کر اللہ عز و جل کے ساتھ موافقت و سازواری کرے یعنی راضی با حکام قضا و قدر ہو اور اپنے نفس کو سامنے اوس کے ارادے کے ڈال دے</p>	
تکلف گر نباشد خوش توان زسیت	تعلق گر نباشد خوش توان مرد

اب بندہ اس حالت میں دنیا سے خارج ہو جائیگا اور اوسکا ناز و دلال اس دم رافت
 و راحت و لطافت و صدقہ و فضل ہو گا قول ہیچ بلہم بندہ پر جو گزند و زیان آئے

کیسے سامنے اوسکا گلہ شکوہ نکرے کوئی ہو کہ میں ہوں دوست ہو یا دشمن ۵

ستم کشان محبت دم از فغان بستند	اگرہ ز جہہ کشاوند و بر زبان بستند
--------------------------------	-----------------------------------

اور اپنے رب پر اوس کام میں جو اوسنے اس بندہ کے حق میں کیا ہے اور جو بلا
اسپر اوتاری ہے تہمت نہ کرے یعنی یہ گمان نہ کرے کہ یہ کام خدا نے دشمنی و بدخواہی
کی راہ سے ساتھ اسے کیا ہے شاید اوسکے ضمن میں کوئی حکمت و مصلحت ہو چکا
فائدہ اسکو پہنچے اور اوسکے اندر کوئی لطف پنهان ہو ۵

ہر جوری کہ آن نہ سینکند از جامِ حقی	کہ دل داری مرا شاید کہ مقصود امتحان باشد
-------------------------------------	--

بلکہ لائق یہ ہے کہ اظہارِ خیر و شکر کرے کہ جو ٹپوٹا بونا اسکا اظہارِ شکر کے لئے ایسی
نعمت پر جو پاس اوسکے نہیں ہے بہتر ہے اوس بیج بولنے سے کہ کلمہ کمال شکایت
اپنے حال کی کرے کیونکہ وجودِ نعمت کا ستیفین ہے اور وہ کون شخص ہے جو اللہ
کی نعمت سے خالی ہے قال تعالیٰ وان تعدوا نعمة الله لا تحصوها
بہت سی نعمتیں نزدیک بندہ کے ہوتی ہیں جنکو وہ پہچانتا تک نہیں ہے اور
اگر پہچانتا ہے تو غلبہ نفس و ہوی و طربانِ ظلمتِ کفران سے نظرِ انصاف کی
اون نعمتوں پر نہیں پڑتی بندہ کو چاہیے کہ کسی شخص کی طرف خلق میں سے آرام
نہ پکڑے اور مانوس نہوار کیو اپنے حال پر آگاہ نہ کرے بلکہ افس اوسکا ساتھ
اللہ تعالیٰ کے ہو اور اوسکی طرف ساکن ہو ۵

مرا بیگانگی از خلق با حق آشنا کرد است	بطبع من کہیں کم ساختن بسیار بسیار
---------------------------------------	-----------------------------------

اور گلہ شکوہ بندہ کا طرف اللہ ہی کے ہونہ طرف غیر حق کے اور بجز حق کے جس نے بلا
 بھیجی ہے اور بجز اس بندہ کے جس پر بلا آئی ہے کسی دوسرے کو کہ غیر حق ہے اور
 نسبت اس کی درگاہ سے نہیں رکھتا ہے نہ کیے کیونکہ ضرر نفع و جلب و دفع و عز
 و ذل و رفع و خفض و فقر و غنا و تحریک و تسکین کسی ایک کے ہاتھ میں سوا اسے حق
 کے نہیں ہے ساری اشیاء و مخلوق خدا ہیں اور اویس کے ہاتھ میں ہیں اور اویس
 حکم و اذن سے جاری ہوتے ہیں کل بجزی لا حیل مسی عندہ کل شیء عندہ
 بمقدار حقیقت میں سارے اسباب و سببات اویس کی قدرت و ارادات سے واقع
 ہوتے ہیں سب کا قیوم وہی ہے اس نے ہر حادث کے لئے ایک وقت معین
 اور جاسے معین بمقدور و مخصوص کیا ہے اور اس کے اسباب مہیا کئے ہیں کہ وہ
 اقتضا اس حادث کا کرتے ہیں اور اس تک پہنچاتے ہیں کوئی چیز اور کوئی شخص
 قدرت حق کی منازع و معارض نہیں ہو سکتی ہے لا مقدم لا آخر و لا
 موخر لا مقدم قال تعالیٰ ان یحسب اللہ بضر فلا کاشف لہ الاھو
 و ان یرد لا یجیر فلا راد لفضلہ پس اگر بندہ شکوہ اپنے رب کا کرے گا اور
 وہ عافیت میں ہے اور اس کے پاس کوئی نعمت ہے اگرچہ اندک ہو اور یہ
 گلہ واسطے طلب زیادت کی کرتا ہے اور جو نعمت و عافیت پاس اسکے ہے
 اس سے اندھا بنتا ہے اور اس کو مقید و خوار جانتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس
 بندہ پر خشنماک ہوگا اور اس نعمت و عافیت کو زائل کر کے اس کے گلہ شکوہ کو

ثابت کر گیا اور اس بلا کو دچھند کر دیا اور عقوبت میں سختی فرمایا گیا اور اس بندہ کو دشمن کر گیا اور غصہ کر گیا اور اپنی نگاہ سے گرا دیا بالجملہ شکوہ کرنے سے سخت احتراز کرے اگرچہ پارہ پارہ کیا جائے اور اس کا گوشت پوست قینچی سے کتر جائے
 ایاک ایاک شمس ایاک شمس اللہ اللہ شمس اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ اللہ
 جو بنی آدم پر نازل ہوتی ہیں اور اس کا سبب یہی ہے کہ وہ اپنے رب کا شکوہ کرتا ہے حق کا شکوہ کرنا کیا حالانکہ وہ ارحم الراحمین وخیر الحاکمین حلیم خیر رؤف رحیم رحمن لطیف بالعباد ہے کوئی ذرہ اس کے لطف سے خالی نہیں ہے کہتے ہیں کہ دوزخی ہی دوزخ میں ملطون ہونگے اگرچہ اوں کو مر جوم نہیں کہہ سکتے ہیں کیونکہ اگر اس عذاب سے سخت تر عذاب میں مبتلا کرتا تو کر سکتا تھا یہ اس کا لطیف ہے
 اوسنے ایسا کیا اور اللہ بندہ پر ظلم نہیں کرتا ہی یہ اس لئے کہ ظلم تصرف کرنا ہے ملک غیر میں اور جب سب کچھ اوسکی ملک ہے تو جو کچھ کرے وہ ظلم نہیں ہی اور اگر ایسی چیز کرے جو موافق نفس و طبیعت آدمی کے نہیں تو شاید کہ صلاح کار آدمی کی اسی چیز میں ہو اور اگر نہ ہو تب ہی کہ ظلم نہیں ہے عسی ان نکرہوا شیئا وھو خیر لکم حبیب
 طیب حلیم حبیب شفیق لطیف قویب ہلکایا مان باپ شفیق و مہربان پر حق لگ سکتی ہے سو خداوند پاک تو مان باپ بھی زیادہ مہربان شفیق حال ہر انسان ہر حدیث میں فرمایا ہے
 اللہ ارحم الراحمین من اللہ علی ولدھا اسمک ذکر والدک انہیں کیا اس لئے کہ شفقت طیبی مادر کی شفقت پدر بزرگتر ہوتی ہے کفار نے ابھی جان پرچم کیا اور وارثہ بندگی ہی باہر نکالے تو

صاحبی دور
 دارقذور اور
 لاراد و دوزخ
 یونکر و دوزخ
 رعن و راضی
 لادن و حکم
 ۱۷

اور حکم میں دل و عاق کے ہو گئے مومنین پر جو بلا و عذاب اور تڑپا ہے اوس میں اللہ کی حکمت ہے اور بندہ کے لئے صلاح و مصلحت ہے اگرچہ بندہ اوسکو نہیں چاہتا بالجمہ بندہ مسکین بن مسکین کو بارگاہ عالیجاہ خداوندی میں حسن ادب سے رہنا چاہی وقت بلا کے بتکلف صبر کرے اگر صبر سے سست و ناتوان ہو مطلق صبر کرنے میں ہر خیزد ایک طرح کی تلخی و سختی ہوتی ہے لکن جب صبر کی خورک لیتا ہے تو آسان ہو جاتا ہے ۵

حبست علاج دل بیمار تو واقف	افسوس کہ کم داری و بسیار ضرورت
----------------------------	--------------------------------

یا مراد تصبیہ یہ ہے کہ شکایت تلخی کی زبان پر نہ لائے اور نالہ و فغان نہ کرے اگرچہ دلمین ناخوشی رکھتا ہے اور صبر یہ ہے کہ دل سے بھی صابر و شکیبہ ہو بہر اگر رضاد موافقت سے ضعیف ہو تب بھی صبر کرے یعنی اصل و اعلیٰ مقام رضا اور موافقت باقتضا ہے کہ عبارت ہے سکون سے پیچھے مجاری اقدار کے اور نزدیک بعض کی وجدان حلاوت ہے قضا و قدر پر باندازہ غلبہ محبت تاکہ اوجگاہ پہنچے کہ الم حکم لذت میں ہو جائے اور درد و اذیت و نوش بجا لے اور اگر رضا نہ تو اس سے اوتر کر مقام صبر کا ہے اگر صبر ہی نہ تو تصبیہ کرے ورنہ بہر جزع و فزع کرنا بالاتفاق مذموم ہے انتہی بہر خدا سے راضی رہے اور ساتھ اوسکے موافقت کرے یہ رضا و موافقت و ایمان ہے کہ مہر وجود بندہ کا باقی ہے اور پایا جاتا ہے اور خودی ہے بہر مقام فنا و بیخودی ہے جبکہ کم کر دیا گیا اور یہ مقام

فنا و نیستی کا بالاتر مقام رضا سے ہے کہ آخر مقامات سلوک ہے اور فنا سے سلوک
 منتہی ہو جاتا ہے و لکن اذیح مقام فنا و غرابت و ندرت و جو فنا میں فرماتے ہیں
 کہ اے کبریت احمر تو کہاں ہے اور کہاں ملتا ہے اور کس جگہ تو دیکھا جاتا ہے
 تو نے یہ قول اللہ تعالیٰ کا نہیں سنا کتب علیکم القتال وھو کہہ لکم و عسی ان
 تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم و عسی ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم واللہ یعلم
 و انتم لا تعلمون اللہ نے بندہ سے علم حقیقت اشیاء کا لپیٹ رکھا ہے اور
 اس علم کو اس سے محبوب کیا ہے تو اب بندہ کو بے ادبی کرنا چاہیے کہ اس میں
 تصرف کرے اور کسی شے کو مکروہ یا محبوب ہو اے نفس رکے بلکہ اس محبت
 و کراہت میں اتباع شرع شریف کا کرے ہر نازلہ میں جو اوپر آئے اگر حالت تقویٰ
 میں ہے یعنی اتباع ظاہر و شریعت میں اور فرح عن اللہ حاصل نہیں ہے اور
 مراد الہی پر مطلع نہیں کیا گیا ہے اور یہ تقویٰ پہلا قدم ہے یعنی سلوک طریق حق میں

خدا ساز تھا آرز بت تراش ۵ ہم اپنے تئیں آدمی تو بنائیں

اور پیروی کرے امر باطن کی کہ عبارت ہے یقین صافی سے حالت ولایت و قرب
 میں اور حالت افسردگی و سردی و جو دھوئی میں اور اس حد سے آگے نہ بڑھے
 یہ دوسرا قدم ہے اور فعل خدا کے ساتھ راضی رہے اور سازواری کرے اور
 نیست ہو جائے حالت بدلیت و غوثیت مصیبت میں و بدلیت فوق مرتبہ ولایت
 ہے اور قطبیت و غوثیت اس سے بھی بالاتر ہے اور حدیقیت ان سب سے بالاتر

اور تین مرتبہ نبیؐ سے یہ الفاظ ہر خیر شرع میں نہیں آئی ہیں لیکن لامشاحہ فی
 الاصطلاح مراتب ولایت و صلاح کی بہت سے ہوتی ہیں ان کے لئے مشائخ
 نے یہ الفاظ مقرر کر لئے ہیں مگر ذکر ابدال و صدیقین کا آیا ہے اور جس نے کہا
 کہ اذنا و اقطاب و اعواث الفاظ غیر ماثور ہیں اوسکی وجہ یہی ہے کہ سنت
 صحیحہ ان سے سکت ہے و ما سکت عنہ فهو عفو اور یہ حالت بدلیت کی نہایت
 مراتب و اعلیٰ مقامات قریب ہے اور قول دہم میں یہ بات گزر چکی ہے کہ یہ بات امر
 مباح میں ہو ا کرتی ہے جبکہ حکم شرع میں نہیں آیا ہے اور نہ واجب ہے اور
 نہ مہنی عنہ بندہ کو چاہیے کہ قدر کے رستہ سے الگ ہو جائے اور اوسکی راہ
 چھوڑ دے اور اپنے نفس و ہویٰ کو اس طرف سے پیر دی اور اپنی زبان کو خشک
 کرنے سے سامنے خلق کے روک دے جب وہ ایسا کر گیا تو اگر وہ قضا و قدر خیر
 اور موافق طبع و نفس کے ہے جیسے غنا و عافیت و فراغت و راحت و بخوبی تو
 اللہ تعالیٰ اوسکو حیات طیبہ و لذت و سرور زیادہ کرے گا کہ عمدہ اوس میں شکر نعمت کا
 اور رضا بقسمت و فرج بفضل و حرمت و شہود نعم سے اور اگر وہ قضا و قدر شرور
 مخالف طبع و نفس ہے جیسے فقر و بلا و تفرقہ و الم و غیر ہا تو اللہ اوسکو اپنی عطی
 میں اسی حال پر محفوظ رکھے گا اور نیکو ہش و ملامت کو اس سے دور کرے گا اور
 خود اوسکو اس سے اس حال میں غائب و گم کر دے گا یعنی بہت غلبہ رضا و محبت
 و شہود میل کے یہاں تک کہ وہ قضا و اس سے متجاوز ہو جائیگی اور جب اس

بلا کی مدت پوری ہو جائیگی تو وہ بلا اس کے پاس سے کوچ کر جائیگی جس طرح کہ
 رات منقضی ہو کر دن نکل آتا ہے یا جس طرح موسم سردی ختم ہو کر زماں گرمی کا آجاتا ہے
 یہ جانا تاریکی شب کا اور آنا روز روشن کا اور جانا زمستان کا اور آنا تابستان کا
 ایک نمونہ پاس اس شخص کے واسطے تبدل احوال و گزر جانے غم و محنت اور
 آنے شادی و راحت کے اور ایک نشانی ہے جس کو اختلاف لیل و نہار میں
 واسطے تذکر اہل اعتبار و تدبیر اہل الابصار کے رکھا ہے ع چنان نماں
 چینیں نیز ہم خواہد ماند آب چاہیے کہ بندہ اس سے عبرت پکڑے اور اپنے
 حال کا اوپر قیاس کرے دوسری حکمت اتزال بلایا و محن و ایراد حوادث و
 فتن میں آدمی پر یہ ہے کہ بندہ بوتریاضت و محنت میں گر کر کہدورات بشری
 و آلائش طبیعت سے پاک ہو جائے اور یہ بلا کھنارہ ذنوب و رفع درجات کا
 سبب ہو و لہذا ارشاد فرماتے ہیں کہ بندہ کے نفس میں ذنوب و اثم و اجرام
 اور آلودگی ساتھ انواع معاصی و خطیات کے ہوتی ہے اور صلاحیت ہنشی
 کی ساتھ خدا سے کریم کے جو سارے نقائص و عیوب سے پاک ہے نہیں
 رکھتا ہے مگر وہی شخص جو پلیدی سے گناہوں اور لغزشوں کے پاک صاف
 ہوتا ہے یعنی کبار و ضعا و سوا و ستانہ قدس کو بوسہ نہیں دیتا مگر وہی آدمی جو
 چرک و دعویٰ ناراست سے پاک ہے جس طرح کہ لائق مجالست ملک کے نہیں ہوتا ہے
 مگر وہی مرد کہ پاک ہے گندگی و چرک و بوسہ سے سوہ بلا یا کمفرت مسطرات ہوتی ہیں

حضرت نے فرمایا ہے ایک دن کی تپ کفارہ ایک سال کے گناہوں کا ہوتی ہے
 اور جب مدت عمر کی اندازہ مدت عمر سے گزر جائے گی اور سارے گناہ مکفر ہو جائیں
 تو ضرور باقی عمر میں وہ بلا موجب رفع درجات کی ہوگی و کتنے ہیں کہ آدمی کے
 اندر تین سو ساٹھ چوبیس تپ سارے مفاصل میں اثر کرتی ہے اسلئے ایک دن کی
 تپ کفارہ یک سال کا ہوتی ہے واللہ اعلم ۵

تا آمدہ بشہر وجودم تپ غمت	اگر شش ہسیر کو چہ ہر استخوان کنم
---------------------------	----------------------------------

قول نور دہم بندہ جب ضعیف الایمان و ست یقین ہوتا ہے اور طرف
 سے حق کے اوکے ساتھ کوئی وعدہ کیا جاتا ہے تو وہ وعدہ پورا کیا جاتا ہے
 یعنی واسطے تالیف قلب کے اور خلاف وعدگی نہیں کی جاتی ہے تاکہ اوکا ایمان
 زائل نہو اور اوکا یقین جاتا نہ رہے اور جب ایمان و یقین اوکے دل میں قوی
 ہوتا ہے اور وہ اوپر متمکن رہتا ہے تو اوکو یہ خطاب کیا جاتا ہے انا
 الیوم لدنیا مکین امین اور یہ خطاب بار بار اوکو ہر ایک حال میں بعد حال
 کے ہوتا ہے اور وہ بندہ بندگان خاص حق میں سے ہو جاتا ہے بلکہ زمرہ خاص
 الخاص میں نہیں رہتا ہے اور اوکے لئے کوئی ارادہ و مطلب باقی نہیں رہتا
 یعنی بوجہ ہوائے نفس کے بسبب اوکے فنا ہو جانے کے قصاے حق
 اور اوکے امر و نہی میں اور نہ کوئی ایسا عمل باقی رہتا ہے جس پر وہ عجب کرے
 اور اترائے یعنی بسبب رویت توفیق حق کے جب فعل حق میں فانی ہو گیا تو

اب اسناد عمل کی اپنی طرف کیوں کرنے لگا اور نہ وہ کسی ایسی قربت و عبادت کو دیکھتا ہے جس پر اعتماد کرے اور نہ کسی قدر و منزلت کو نظر کرتا ہے جس پر خوشحال ہو تاکہ اس کی ہمت بالاتر ہو بلکہ وہ تو ایک آوند رخندہ دار کی طرح ہو جاتا ہے جس میں کوئی پتلی چیز نہیں تھمتی جیسے پانی سرگردن وغیرہ اور اندر اس کے کوئی ارادہ و خلق و ہمت کسی شے کی ثبات نہیں رہتی نہ دنیا میں نہ آخرت میں اور ماسوائے خدا سے وہ پاک ہو جاتا ہے اور حق سے راضی ہو کر نذیر رضوان الہی دیا جاتا ہے اور سارے افعال الہی سے لذت و نعمت پاتا ہے یقینی جو کچھ اللہ تعالیٰ ساتھ اس کے کرتا ہے نعمت ہو یا بلا منع ہو یا عطا وہ اس سے کوئی لذت شمار کرتا ہے اور انعام الہی جانتا ہے ۷

عاشق بر لطف و بر قمر شش سجد	این عجب من عاشق این ہر دو ضد
-----------------------------	------------------------------

اور اس دم اس کے ساتھ وعدہ کرتے ہیں واسطے امتحان حال کے پس جب وہ ساتھ اس وعدہ کے مطمئن ہوتا ہے اور شوق وصول موعود میں رہتا ہے اور اس کے اندر کوئی نشانی کسی ارادہ کی پائی نہیں جاتی ہر اگرچہ اندک ہو تو اس کو وعدہ مذکور سے طرف دوسرے وعدہ کے جو اعلیٰ تر وعدہ اول سے ہوتا ہے نقل کر لیجاتے ہیں اور وہ بجا نب وعدہ اشرف تر کے مصروف کیا جاتا ہے اور پہلے وعدہ کے عوض اس کو بے نیازی یا فنا حاصل ہوتی ہے یہ ایک طرح کا لطیف و رفیق ہے کہ ساتھ بعض محبوبین و مقربین کے کرتے ہیں اور

ساتھ اس حسن ادا کے لطف آمیز محبت انگیز کی اور سکومیل ماسوا سے باہر
 نکال لیتے ہیں اور وعدہ میں رکھتے ہیں اور نکالنا ساتھ قہر و عفت و زجر کی دوسرا
 طریق ہے ۵

ہر زمان از وعدہ لطف و کرم دار خوشم
 نے دھال ست و نہ ہجران بن مقادیر

پہر ادا کے لئے در دازی علوم و معارف کے کھول دئے جاتے ہیں اور اسکے
 مشکل کاموں اور چپے بہید دن پر آگاہ کرتے ہیں اور حقائق حکمت پر اطلاع
 دیتے ہیں اور جو مصالحتیں انتقال میں اول سے طرف ثانی کے مدفون ہوتی
 ہیں اوپر واقع کر دیتی ہیں اور اس دم اسکی نگاہداشت حال میں افزائش کرتے
 ہیں تاکہ ہر دم ممکن و ثابت رہے پھر حفظ او کے مقام کا بعد حفظ حال کے کرتے
 ہیں اور اسکی امانت کو حفظ اسرار میں زیادہ کر دیتے ہیں تاکہ اسرار کو ناش
 نکرے گفتہ اندہ ہر کرا کشف و امداد و صفت ستاری و بخشندہ آن کشف و بال
 حال او میگردد بالجملة اسکی شرح صدر و تنویر قلب و فصاحت لسان و حکمت
 بالغہ میں افزائش کیجاتی ہے معارف صدیقین کی اسی قبیل سے ہوتی ہیں
 و حکمت کہتے ہیں اطلاع حاصل ہونے کو حقائق امور و احوال موجودات
 پر وجہ صواب و تحصیل کمال کو جانب علم و عمل میں سوجب حکمت حاصل ہوئے
 اور اس کے ساتھ فصاحت زبان کی بھی اعلیٰ حصہ آدمی کا کمال و تکمیل سے
 تمام ہوا مفتاح میں کہا ہے بالجملة ضبط و تصحیح معنی بتوفیق آن بکتاب و سنت

وصیانت لسان و حفظ دے در لفظ باید تا بیان مقصود و لفظاً و معنی تمام افتد و
 کلام ادا شکل و ایہام خالی ماند و الایضاً ضابط معنی ضلالت لازم آید و بے صیا
 لفظ اضلال رو نماید چنانچہ جامعہ متاخرین این قوم را پیش آمدہ انتہی اسطرح
 القارحبت آگہی میں اس بندہ پر افزائش کرتے ہیں اور وہ بندہ سارے خلق
 کا محبوب اور ہر دل کا عزیز ہو جاتا ہے اور سب اوسکے دوستہ ابر پرستار ہو جاتے
 ہیں کیا ثقلین اور کیا ماسوا ہما جیسے ملائکہ اور وہ ملقب بشیخ ابجن والانس
 والملائکہ ہوتا ہے دنیا و آخرت میں اور حق یہ ہے کہ سریان محبت کا خلق میں
 اندازہ سریان سر ولایت و قوت و سطوت ولایت پر ہوتا ہے اور کلمہ ماسوا میں
 جو حق ما ہے اس سے مفہوم ہوتا ہے کہ جمادات و نباتات ہی لایق حال
 خود شریک محبت ہوتے ہیں حدیث میں فرمایا ہے احد جمل عیننا و عتبہ
 اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الذین آمنوا و عملوا الصالحات سیجعل لهم
 الرحمن ودا یہ آسلے ہے کہ وہ شخص محبوب حق تہیر اور خلق تابع حق ہے
 اور محبت خلق کی داخل ہے دوستی حق میں جس طرح کہ بغض خلق کا داخل ہے
 دشمنی حق میں یعنی جب حق تعالیٰ کو دوست رکھتا ہے تو ساری خلق او کو
 دوست رکھتی ہے اور جس کو دشمن رکھتا ہے تو ساری خلق او کو دشمن
 رکھتی ہے معلوم ہوا کہ محبت و مدارت خلق کی اثر و نتیجہ ہے محبت و مدارت
 خالق کا حدیث ابو ہریرہ میں فرمایا ہے ان الله اذا احب عبداً دعا جبریل

فقال اني احب فلانا فاجبه قال فيحبه جبريل ثم ينادي في السماء فيقول
 ان الله يحب فلانا فاجبه اهل السماء ثم يوضع له القبول في الارض
 واذا ابغض عبداً دعا جبريل فيقول اني ابغض فلانا فابغضه قال فيبغضه جبريل^{عليه}
 ثم ينادي في اهل السماء ان الله يبغض فلانا فابغضوه ثم يوضع له البغض
 في الارض رواه مسلم ایک بزرگ نے کہا ہے میں چاہتا ہوں کہ خلق کا طرف
 میرے رجوع ہوتا کہ میرے لئے دلیل ہو میری صحت حال پر سو یہ بات بعد
 حصول مرتبہ ولایت و فنا کے ہوتی ہے نہ یہ کہ جس جگہ رجوع خلق کا ہوا و جگہ
 دلیل ہو وجود ولایت پر ریت مشہور کا اصل لہ انتہی اس طرح جب بندہ اس مقام
 میں پہنچتا ہے جہیں ارادہ کسی شے کا ادا کرنے نہیں ہوتا ہے قطعاً تو اس کے
 لئے ارادہ کسی شے کا اشیا میں سے پیدا کیا جاتا ہے ہر جب ارادہ اس شے کا
 ثابت ہو جاتا ہے تب وہ شے زائل و معدوم کر دی جاتی ہے اور اس بندہ کو
 اس شے سے پیرو دیتے ہیں اور دنیا میں وہ مراد اس کو نہیں دیتے اور عوض اور کا
 آخرت میں دیا جائیگا جس سے اس کی قربت و منزلت و قدر و مرتبت نزدیک علی
 اعلیٰ کی جملہ موجودات سے بڑھ جائیگی اور اس کی آنکھیں فرو فرسالی وجہ المادی
 میں ٹھنڈی ہوگی اس سے معلوم ہوا کہ مقام فنا و عدم ارادت میں کبھی
 کوئی ارادہ ہی پیدا ہو جاتا ہے اور اگر یہ بندہ اس صفت کا ہے کہ اس مراد
 کا خفا مان نہیں ہے جبکی امید اس کے دل میں پیدا کی گئی تھی اور اس کی آرزو نہیں

رکھتا ہے اور وہ اس دار دنیا میں ہے جو کہ دار فناء و تکلیف شرع ہے بلکہ امید
 اسکی دنیا میں ذات پاک خالق باری مانع و معطلی باسط ارض و رافع سماء ہے کیونکہ مراد
 دینی وہی حق تبارک و تعالیٰ ہے تو اکثر یوں ہوتا ہے کہ عوض اس مراد کی اس
 بندہ کو وہ چیز دیتی ہے جو ادنیٰ و کمتر اس مراد سے ہوتی ہے یا مثل اس کے دینا
 میں اور کبھی بالاتر اس مراد سے بھی دیتے ہیں لکن رعایت و کلافت و حفظ الہی
 نسبت بندگان خاص و طالبان وجہ کریم حق و صلاحید حال خواص کے غالب
 یہ ہے کہ فروتر و کمتر ہی میں ہوتی ہے اور وہ بھی بعد شکستگی دل کے کہ اسکو مطلوب
 و مراد و امید نہ کرے روک دیا جاتا ہے اور تحقیق عوض کی آخری پر رکھتے ہیں
 قول بستم بندہ کو چاہیے کہ جو چیز اسکو شک میں ڈالے اسکو چھوڑ دے اور
 وہ چیز اختیار کرے جو اسکو شک میں نہ ڈالے غرض کہ جب شک اور بے شک
 والی چیز جمع ہوں تو شک کو چھوڑ کر بے شک کو لے اور عزیمت پر عمل کرے جیسے
 اس طرح کا شک و شبہ نہیں ہے اور ریب والی چیز ترک کر دے لکن جبکہ تنہا
 کوئی شے شک ہی میں ڈالے تو ریب والی اور آلودہ ریب ہو اور اسکی علامت یہ ہے
 کہ خالی نہور بدن و سوختن و خاریدن و خلجان قلب سے بطرح کہ خبر میں آیا ہو
 کہ گناہ بُرندہ دل ہوتا ہے تو اذین توقف کرے ف حدیث میں فرمایا ہے
 الاثم ما حلق في القلب یعنی گناہ وہ ہے جو دل میں بنے تنے تینی دل
 اوپر قوی ہو بلکہ متروک رہے کہ یہ نفل بد ہے اور مراد دل سے وہ دل ہے جو کہ

لوٹ معصیت سے مقدس اور نور تقویٰ کے ساتھ منور ہو اور باوجود اسکے اعتبار
 اس قاعدہ کا محل اشتباہ و اختلاف میں ہے نہ وہاں جہان کہ نص کتاب و سنت
 و اتفاق اہل علم اور اختیار ائمہ ہدیٰ کا ہو اور ایک جانب میں دلیل شرعی معتبر ہو جو
 نہواستفت قبیلہ وان اختلف المفتون ایسی ہی صورت میں معتبر ہوتا ہے
 واذا لم تستحی فاضع ما شئت اسی معنی پر محمول ہے انتہی غرض کہ ایسی
 چیز میں توقف کرے اور منتظر حکم کا اور اسکے بارہ میں رہے کہ اشارہ غیبی کیا ہوتا
 ہے اگر حکم اسکے لینے کا ملے تو لینے اور اگر منع کیا جائے تو رک جائے اور وہ
 چیز نزدیک اور اسکے ایسی ہو جائے کہ گویا نہ تھی اور پائی نہیں گئی اور دروازہ رب
 کی طرف اگر جو یاے رزق ہو نزدیک اپنے رب کے اور یہ اوسم ہے جبکہ صبر
 و موافقت و رضا و فناء سے سست و ناتوان ہو کیونکہ حقائق محتاج یا دہی کا نہیں
 اور وہ اس بندہ سے اور اسکے غیر سے غافل نہیں ہے وہ تو کفار و منافقین کو بھی
 روزی دیتا ہے اور ان کو بھی دیتا ہے جو اس کی طاعت سے پیشہ پیر تے ہیں تاہم اس
 مومن موحّد کو جو طاعت پر متوجہ ہے اور ساعات شب و احوال روز میں حکم حقائق
 پر قائم ہے کس طرح بھول جائیگا یعنی تنہا اسلامی سبب دوستی و کفایت و خبر گیری کا
 ہے پیر اور صفات کا کیا ذکر ہے ۵

اے کریم کہ از خزانہ غیب	گہر و ترسا و طیفہ خورداری
دوستان را کجا کنی محروم	تو کہ بادشمنان نظر داری

معنی میں حدیث دع مایر بیلا الی مالا یر بیلا کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ جو چیز ہاتھ میں خلق کے ہے اور اس کے ملنے میں شک ہے کہ خدا جانے دینگے یا ندینگے اسکو چھوڑ دے اور اسکا طالب نہو طمع کے ہی معنی ہیں کہ ایسی شے کا متوقع ہو جسکے ملنے میں شک و شبہ ہے غرض کہ دلو اس چیز سے متعلق نہ کرے اور خلق سے خون و رجانہ کے اور اللہ کے فضل کو لے یہ فضل وہ ہے جو اسکو شک میں نہیں ڈالتا ہے اور اس کے ملنے کا یقین حاصل ہے پس یہ چاہیئے کہ مسئلہ و مطلوب ایک ہو اور سطحی ایک ہو اور ہمت و قبلہ قصد ایک ہو ۵

از خدا خواہم در غیہ رخو اہم بنجا | کہ نیم بندہ دیگر نخواستے در گریست
مسئول اس بندہ کا وہ رب ہے جسکے ہاتھ میں موسے پیشانی جملہ ملک و سلاطین و روسا و امراء ہے اور سارے خلق کے دل اس کے ہاتھ میں ہیں جو کہ لوگوں کی اجساد پر امیر و حاکم و متصرف ہیں اور ساری خلق اور جملہ اموال اس کے ہاتھ میں ہیں اور خلق اسکی وکیل و امین ہے اور جنبش کرنا خلق کے ہاتھوں کا ساتھ عطا و بذل کے اسکی تحریک و اذن و امر ہے ہوتا ہے آذن و مان ہے جہاں کہ مباح ہے اور منع نہیں کیا ہے اور امر و مان ہے جہاں کہ واجب کیا ہے اور تحریک اشارت بتقدیر ہوتی ہے اسطرح کہ جانا ہاتھوں کا بذل و عطا سے ہوتا ہے و امر خدا ہوتا ہے قال عز من قائل و اسأئنا اللہ من فضله اور حدیث میں فرمایا ہے من لم یسأل اللہ یغضب علیہ اور فرمایا ان الذین تدعون من

دون اللہ لایصلکون لکم رزقا فانبتغوا عند اللہ الرزق واعبدوا واشکروا لہ
 اور فرمایا واذ اسالک عبادی عنی فانی قریب اجیب وعودہ الداع اذا دعان
 اور فرمایا ادعونی استجب لکم اور فرمایا ان اللہ هو المذاق ذوالقوة المتین اور
 فرمایا ان اللہ یرزق من یشاء بغير حساب قول بست ویکم شیخ رضی اللہ عنہ
 فرماتے ہیں میں نے ابلیس بعین کو خواب میں دیکھا اور میں ایک جمع کثیر میں ہوں
 میں نے چاہا کہ اسکو ماڑا لون مجھ سے کہا تو مجھ کو کیوں قتل کرنا چاہتا ہے میرا کیا گناہ
 ہے اگر تقدیر شر و بدی ہی پر جاری ہوئی ہے تو مجھ کو یہ قدرت نہیں ہے کہ میں طر
 خیر کے بدل دون اور شر کو طر خیر کے نقل کر لیجاؤں اور یہ خود ظاہر ہے کہ
 شیطان سے کوئی خیر نہیں ہوتی ہے مقصود اسکا تمہید شق دیگر تھی وہ یہ ہے
 کہ اسنے کہا کہ اگر تقدیر ساتھ خیر کے جاری ہوئی ہے تو میں اسکو بغیر و نقل طر
 خیر کے نہیں کر سکتا ہوں اور میرے ہاتھ میں کیا ہے اور مجھ کو کیا قدرت ہے
 اور یہ اس بعین کا عذر و حیلہ تھا تاکہ لوگوں کو نفرت و لعنت کرنے سے باز رکھے
 حالانکہ یہ عذر و حجت باطل ہے اور اس میں کچھ فائدہ نہیں ہے کیونکہ یہ تو خدا
 کا حکم ہے کہ اسکو لعنت و نفرت کریں اور دشمن رکھیں اور ماریں اسلئے کہ وہ
 ایک واسطہ ہے ضرر رسانی و گمراہی میں بنی آدم کے جس طرح کہ سارے مفید
 و موزی مارے اور بگاڑے اور نکالے جاتے ہیں اور بحکم شرع مستحق قتل کے
 ہیں بالجمہ میں نے صورت ابلیس کو صورت خنثی پر دیکھا کہ زور مارہ دونوں کا آگے کھنٹا

شاید یہ بات اسلئے ہوگی کہ وہ ساتھ مرد وزن کے ایک ہے اور ہر ایک کی صفت
 میں ظاہر ہو کر گمراہ کرتا ہے وہ نرم کلام سست گفتار تھا یہ اسلئے ہوگا کہ سامنے
 سطوت ولایت حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کے ضعیف و نکسر بن گیا تھا بجز کم کریمہ ان عباد
 الیس علیہم سلطان وان کید الشیطان کان ضعیفا یا جطر ح کہ
 مردم سالوس و حیلہ گرو بازی وہ ہوتے ہیں کہ نرم بات کر کے گمراہ کر دیتے ہیں
 وہ مسنون الوجہ تھا یعنی اس کے روئے و بینی میں درازی تھی اور اس کے چہرہ
 پر چند بال تھے ٹھوڑی میں حقیر و خور و صورت و خواہش زشت روئے تھا
 یہ دیکھنا ابلیس کا ساتھ اس زشتی و حقارت کے بخت غلبہ حقانیت و عزت
 دین حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کہ ہوگا اور اگر فرضا کہیں ابلیس کو اچھی صورت میں
 دیکھا ہے تو غالباً او بجا کہ حال برعکس ہوگا فرماتے ہیں گویا ابلیس سیر و درو
 سکر آتا ہے جیسے کوئی مرد شرکین ترسناک تبسم کرتا ہے یعنی اس نے سامنے میرے
 زیر لب زہر خذہ کیا یہ واقعہ شب یکشنبہ و دازدہم شہر ذی الحجہ سنہ چار سو اکانوے
 کو ہوا اتفاق مفتاح میں کہا ہے کہ اس حساب سے عمر شریف حضرت شیخ رضی اللہ
 عنہ کی اوقات اکیس سال کے ہوگی کیونکہ تولد شریف سنہ چار سو و شریا اکثر میں
 ہوا ہے پس وقوع اس واقعہ کا ابتداء حال حضرت شیخ میں ہوا تھا بزبانہ تحصیل
 علم اور خود وہ تو صغیر سن سے مظہر خوارق کرامات و مصدر خیرات و برکات کثیر تھے
 ع کجا حدیث حسنت ما ہنوز آغلامی بنیم

باش تا پیش جمال تو بہار دگرست | ایک گل از صد شگفتہ ست گلستان ترا

فت مجکواسجگہ ینماست صغرسن حضرت شیخ و ظہور کرامات و برکات و دے
رضی اللہ عنہ بحکم الشی بالشی یند کہ ایک غزل شاہ آفرین لاہوری رح کی یاد آئی وہ یہ ہے

ہنوز حسن تو نو مشق جلوہ پیر گشت ۵ | ہنوز اول درس کتاب رعنا گشت

ہنوز چشمہ نوش تو بونے شیر و بد | ہنوز لعل لببت غافل از میچا گشت

ہنوز سر و قدت کو چہ گرداغوش ست | ہنوز لعل شکر خاور آستین خاکست

ہنوز دامن جنت ز صبح پاک ترست | ہنوز ماہ تو امین ز داغ رسوا گشت

ہنال مہر و فانا چہ بارے بندد | بہار حسن ترا آفرین تماشا فی ست

قول بست و دوم اللہ تعالیٰ ہمیشہ اپنے بندہ مومن کو بقدر او کے

ایمان کے بتلا کر بلا کیا کرتا ہے سو جس کی کامدہ ایمان بزرگ و قوی ہوتا ہے

یا احکام ایمان اوس سے بکثرت صادر ہوتے ہیں اور ظہور انوار و نتائج ایمان کا

زیادہ ہوتا ہے اوسکی بلا و آفت بھی بڑی ہوتی ہے و اللہ پاک کے احکام

ارادہ و نوازل قدر یہ بندہ پر نازل ہوتے ہیں اور میں جو ملائم طبع و موافق شہوت

نفس ہوتا ہے اوسکو زبان عرف میں لطف و عطا کتے ہیں اور جو مکروہ نفس

و مخالفت طبع ہوتا ہے اوسکو تہر و بلا بولتے ہیں لکن نظر حقیقت میں یہ دونوں

قبیل لطف و عطا سے ہیں تفاوت ظہور و اخفائے لطف میں ہے بہ نسبت

عامہ و غیر نسبت خاصہ اور ہم نسبت اخص خواص کی عامہ کی نسبت یہ تفاوت بہت

کفارۃ ذنوب و منع معاصی و انہماک در شہوت و لذت اور بوجہ وقوع کے سناک
 نفس و عصیان میں ہوتا ہے اور نسبت خاصہ کے واسطہ رفع درجات و مزید ثواب
 و حصول کرامات و کمالات کے ہوتا ہے ان دونوں قسم میں تزکیہ و تربیت بندہ
 کی مقصود ہوتی ہے اور نسبت اخص خواص کے دوام شہود و حضور و بیداری
 و انقطاع التفات ماسوا سے مطلقاً لمحات و لمحات میں جو حکم بشریت جبلت
 طاری ہوتا ہے اور اشراق الہی و محبت و ابراز اسرار قرب ہے سیاق عبارت
 سے معلوم ہوتا ہے کہ مراد حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کی اس جگہ قسم سوم ہے و لہذا فرما
 ہیں کہ رسول کی بلا نبی کی بلا سے اعظم ہوتی ہے اس لئے کہ ایمان رسول کا اعظم
 ہے رسول وہ ہے جو کتاب و شریعت لیکر واسطے ہدایت خلق کے مبعوث ہو کر
 آیا ہے نبی وہ ہے جو بے کتاب و شریعت کے مبعوث ہوا ہے غرض کہ رسول
 کا ایمان بزرگتر و قوی تر ہوتا ہے اور اسکے آثار و انوار بیشتر و زیادہ تر ہوتے
 ہیں اور قدر و منزلت اس کی جناب حق میں بلند تر ہوتی ہے اور محبت حق کی
 ساتھ اس کی غالب تر و وافر تر ہوتی ہے نسبت نبی کے اور نبی کی بلا اعظم تر
 ہوتی ہے بلا بدل سے اور بدل کی بلا اعظم تر ہوتی ہے بلا اولی سے نہیں
 ہر ایک بقدر اپنے ایمان و یقین کے مبتلا ہوتا ہے اصل اس کی قول آنحضرت
 صلعم ہے انا معاشرا لانبیاء اشلا للناس بلاء شمل لا مثل فالا مثل
 راہ دین و دعوت خلق میں جو شدت و محنت و مصیبت انبیاء کو پہنچی ہے وہ کسی

ولی کو نہیں پہنچی اور بقدر بلا سید الانبیا خاتم الرسل کو پہنچی وہ کسی نبی کو نہیں پہنچی
 غرض کہ اللہ تعالیٰ ہمیشہ بلا واسطے ان سادات کرام کے لگائے رکھتا ہے تاکہ
 ہمیشہ بارگاہ قرب و خلوت حضور میں حاضر رہیں اور بیداری و ہوشیاری سے بدوام
 شہود حق بردہ اتم و اکمل بحضرت ذاتی مناسب علوم مقام غافل نہوں
 کیونکہ اللہ انکو چاہتا ہے ایک لمحہ انکی دوری و جدائی اپنی بارگاہ عالیجاہ سے
 پسند نہیں فرماتا ہے یہ اہل محبت و محبوبین حق ہیں اور محب دوری محبوب کی
 کبھی اختیار نہیں کرتا ہے بلا اسکے دلون کی اُچک لنیے والی ہے اور ایک
 قید ہے واسطے اسکے نفوس کے کہ انکو مائل ہونے سے طرف غیر مطلوب کے
 منع کرتی ہے اور ساکن ہونے سے اور جھکنے سے طرف غیر خالق کی روکتی ہو
 یہ بات حق میں ارباب یقین و گرفتاران محبت ذاتی کے ہوتی ہے جنکے نزدیک
 قہر و لطف یکساں ہے نہ حق میں سست بیمان اور نفس پرستوں کی کہ حکم
 مولیٰ القلوب میں ہیں اور مصداق اس آیت کے ان اصحابہ خیر اطمان بہ

وان اصابتہ فتنة القلب علی وجہ ۵

یک چشم زدن غافل از ان ماہ نیتم	شاید کہ گناہے کند آگاہ بنا شمس
--------------------------------	--------------------------------

پس جب یہ بلا اسکے حق میں مدام رہتی ہے تو اونکی خواہش دل چل جاتی
 ہے اور اونکی نفوس ٹوٹ جاتے ہیں اور حق باطل سے جدا ہو جاتا ہے اسدم
 شہوات و امادات و میل لذات و درجات باجمعہا دنیا و آخرت میں بجانب نفس

منقبض ہو جاتے ہیں اور سلسلے میں آسکتے اور نہ دلیں سرایت کر سکتے ہیں
 اور آرام وعدہ حق و رضا بقضا و قناعت ببطا و صبر بربلا دامن شر خلق سر
 طرف دل کے پھرتا ہے اور شوکت دل کی قوی ہو جاتی ہے اور ولایت اعضا
 کی طرف دل کے پھرتی ہے یہ اسلئے ہے کہ بلا دل و یقین کو قوی کرتی ہے
 اور ایمان و صبر کو ثابت فرماتی ہے اور نفس و ہوس کو سست و ناتوان کر دیتی
 ہے اور جب کوئی درد و الم و مصیبت و اندوہ مومن کو پہنچتا ہے اور مومن سے
 صبر و رضا و تسلیم و طغفل رب کے پایا جاتا ہے تو اللہ اس سے خوشنود ہوتا ہے اور
 اس کا شکر مانتا ہے یعنی اس کے اعمال کی جزا دہ چند زیادہ کرتا ہے بلکہ اس کو
 جانب حق سے مدد و زیادتی و توفیق سازداری اسباب کی ساتھ عمل کے آتی ہے
 قال تعالیٰ لان شکرتکم لازید نکم و اس کلام میں یہ رمز ہے کہ اصل
 وظیفہ نزول بلا میں شکر ہے کسی نے حضرت شیخ سے پوچھا تھا کہ غنی شاکر یا غنیتر
 ہے یا فقیر صابر فرمایا فقیر شاکر و دونوں سے فاضلتر ہے انتہی تہ چرب نفس طلب
 میں کسی شہوت کے شہوات میں سے یا طلب میں کسی لذت کے لذات میں سے
 دل سے جنبش کرے اور دل اس کے مطلوب کو قبول فرمائے اور یہ اجابت
 بغیر امر آئی و افن حق کے ہو تو بسبب اس قبول کے حق سے غفلت حاصل
 ہوتی اور شرک و معصیت پیدا ہوتی ہے آو سدھ اللہ نفس و دل دونوں
 کو دام خذلان و بلایا و تسلیط خلق و انداز و تشویش و اوجاع و امراض میں گرفتار

کرتا ہے دل و نفس ہر ایک اپنا حصہ اوس بلا سے لیتا ہے اور اگر دل نے اجابت
 نفس کی بابت اوس کے مطلوب کے نکی یہاں تک کہ طرف سے حق کے اذن ملے اور
 یہ اذن حق میں اولیاء کے الہام سے اور حق میں مرسلین و انبیاء کی وحی سے
 ہوتا ہے تو ہر اوس پر عمل کرے عطا و منع میں اور اللہ نفس و دل دونوں کو اپنی
 رحمت و برکت و عافیت و رضا و نورو معرفت و قرب و غنا و سلامت میں آفات سے
 شامل کر لیتا ہے اسکو جانکر یاد رکھنا چاہیئے اور نزول بلا سے خوب سا بچنا چاہیئے
 یہ بلا شتابی کرنے سے طرف اجابت نفس دھوئی کر آتی ہے بلکہ توقف کر کے
 منتظر اذن مولیٰ رہے تاکہ دینا و عقبیٰ میں سلامتی ہاتھ آئے و فرق دینا
 اذن و امر کی یہ ہے کہ امر میں طلب و حکم ہوتا ہے بطریق ایجاب یا نہر کے
 اور اذن میں طلب نہیں ہوتی ہے بلکہ مانع کا اوٹالینا ہوتا ہے ساتھ اجابت
 پس مرتبہ اذن کا فو تر ہے مرتبہ امر سے و لہذا یہ بات کہی ہے کہ اذن
 قوت و استعداد بخشتا ہے اور امر فعل و وجود میں لاتا ہے قول بست و عوم
 بندہ کو چاہیئے کہ تھوڑے سے رزق پر خوش رہے اور اسکو خوب سالازم کچھ
 اعلیٰ کی آرزو نہ کرے یہاں تک کہ کتاب اپنی مدت کو پہنچ جائے اور اسکو طرف
 اعلیٰ و انفس کی نقل کریں اور مبارکباد دین اور اوس رزق میں باقی و محفوظ
 رکھیں بلا کسی رنج و دنیا و آخرت کے اور بدون کسی عاقبت بد و انجام زشت
 و تجاوز حد کے تیر وہ اوس سے بھی بالاتر کی طرف ترقی پائے جس سے او

زیادہ آنکھ اوسکی ٹنڈی ہو اور وہ رزق گوارا ترائی اور بندہ اس بات کو جان کر
کہ اوسکا نصیب اوس سے ہرگز فوت نہوگا بسبب ترک طلب کے ۵

ہین توکل کن ملز ان پا دوست	رزق تو بر تو ز تو عاشق ترست
----------------------------	-----------------------------

مگر یہ کہ طلب ہی نصیب میں لکھی ہو کہ اسم وہ طلب وجود میں آئیگی اگر حصول
نصیب کو اوس کے ساتھ باندہ رکھا ہے اور اگر اوسکو موقوف طلب پر نہیں کیا ہے
تو پھر وہ بے طلب پہنچے گا اور اگر مجرد طلب قسمت میں ہے تو وہی وجود میں
آئیگی ورنہ طلب میسر نہوگا اور یہ بات کہ اگر کوئی چیز قسمت میں ہے اور وہ موقوف
ہے طلب پر اسکی جانب سے اور اسکی طلب سبب مستقل ہے واسطے اوس کے
کہ اگر طلب کری پائے اور طلب نکرے تو پنائے تو یہ بات نہیں ہے حاصل
یہ ہے کہ بعد طلب کے پایگانہ سبب طلب کے اسی جگہ سے یوں کہا ہے ۵

بھتچوئے نیا بد کسی مراد دلی	اکسی مراد بیا بد کہ جستجو دارد
-----------------------------	--------------------------------

بالجملہ جو چیز اسکی قسمت میں نہیں ہے یہ اوسکو حرص طلب جد واجتہاد سے ہی
نہیں پاسکتا ہے اہل ہدایت کا طریقہ یہ ہے کہ کار آخرت میں خوب سی کوشش
سجالاتین اور کار دنیا میں صبر و توکل کریں ولہذا فرمایا ہے کہ صبر کرے اور
حال کو لازم بکڑے اور اوسپر راضی رہے اور تدبیر اختیار نفس سے دور
ہونہ کچھ لے اور نہ کچھ دے جب تک کہ حکم نہواور کوئی حرکت و سکون اپنی طرف
سے نکرے ورنہ پھر مبتلا بنفس خود ہوگا بلکہ ایسے شخص کے ساتھ مبتلا ہوگا

جو خلق میں اس سے بھی بتر ہے اسلئے کہ یہ بسبب اس طلب وجد و اجتہاد کے ظالم ہے اور ظالم سے غفلت نہیں کیجاتی ہے قال تعالیٰ وکذالک نولی بعض الظالمین بعضاً یعنی ہم بعض ظالمین کو بعض پر مسلط کر دیتے ہیں تاکہ ایک کو ہلاک کر دے پھر عذاب میں ہی وہ مصاحب یکدیگر ہوتا ہے جس طرح کہ دنیا میں معاصر و معاشر یکدیگر تھامے اسلئے ہے کہ بندہ مجلس میں ایک ایسے بادشاہ کے ہے جسکی شان بہت بڑی ہے اور اسکی شوکت سخت و قوی اور اسکا لشکر بشمار اور اسکی مشیت نافذ اور اسکا حکم قاہر اور اسکا ملک باقی اور اسکی سلطنت دائم اور اسکا علم باریک اور اسکی حکمت بالغ اور اسکی قضا و قدر ہموار و برابر ایک وزہ آسمان و زمین میں اوکو علم سے غائب نہیں ہے

بروز علم یک وزہ پوشیدہ نیست ۵ کہ پیدا و پنهان بنزدش یکی است

کسی ظالم کا ظلم اس سے تجاوز نہیں کر سکتا اب جان لے کہ یہ بندہ سب ظالموں میں اعظم اور نسبت جرم کے اکبر ہے کیونکہ جب اسنے اپنے نفس اور خلق خدا میں اپنے ہواے نفس سے تصرف کیا تو اسنے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرایا اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا سم ان اللہ لا یغفر ان یشراک به و لیغفر ما دون ذلک لمن یشاء و مفتاح میں کہا ہے ہچنانکہ اشراک باثبات دوائی و بہت پرستی عوام را در شریعت شرک است و حکم آئی آمرزیدہ نمیشود ہچنین دعویٰ ہستی و خود پرستی نیز در طریقت نزد خواص حکم کفر و شرک دارد البتہ عتاب

بران متوجہ ست کمال توحید این ست و اہل قرب بدان مامور و بر تقصیر
 دران ماخوذ و معاتب انتہی میں کہتا ہوں یہ آیت بعموم شمول خود جامع جمیع
 انواع و اقسام شرک خفی و جلی ہے اور حدیث میں ستر در اسطے شرک کو بتا
 ہیں اجمالاً اور بعض پر اطلاق شرک کا صراحت فرمایا ہے چنانچہ رسائل ہشتگانہ
 رد شرک و اثبات توحید میں گنتی بعض انواع کی لکھی گئی ہے اور گروہ حق
 پترودہ صوفیہ کرام اثبات توحید خالص میں پیش قدم جملہ طوائف اسلام ہے
 لکن جاہل پیر فقیر مرید سب سے زیادہ شرک جلی میں گرفتار ہیں اور اپنے منشاخ
 کو عالم الغیب و متصرف امور عالم نافع و مضار اعتقاد کرتے ہیں حالانکہ ان کے
 کفر میں نزدیک کسی عارف حق آگاہ اور عالم دین پناہ کے کچھ اختلافات نہیں
 ہے و لہذا حضرت شیخ نے بعد آیت مذکور کے لکھا ہے کہ شرک سے خوب ہی
 بچے اور اسکے پاس پٹھکے اور ساری حرکات و سکنات یل و نمار میں اندر خلوت
 و جلوت کے مجتنب رہے اور تمام احوال و اوقات میں معاصی جوارح و دل سے
 حذر کرے اور گناہ ظاہر و باطن کو چھوڑ دے و ظاہر کے گناہ چار سو ہیں
 جن پر حکم کبیرہ ہونے کا لگایا گیا ہے باوجود اختلافات کے اور باطن کے گناہ
 ساٹھ ہیں یا زیادہ ان سب سے حتی الامکان پرہیز کرنا واجب ہے شرک ان سب
 گناہوں کا سرتاج ہے کیسا ہی کیوں نہ ہو اور کہیں ہو چونکہ احتراز شرک سے
 بسبب کمال خفاء و کثرت انواع کے سخت دشوار ہے اور سوار سخین فی اہل

اور عارفین صاحبِ دل کے کمتر لوگ اسکو پہچانتے اور اس سے محفوظ رہتے
 ہیں اسلئے اللہ تعالیٰ نے فرمادیا ہے وما یؤمن اکثرھم باللہ الا وہم
 مشرکون توحید صوفیہ و علماء آخرت تو ایک عمر دراز سے مفقود ہو گئی ہے
 لیکن اب توحید عوام اہل اسلام ہی حکم عقائد کیمیا میں داخل ہو گئی الاما شاء
 اللہ تعالیٰ اب شرک بحت توحید خالص ہے اور بدعت محض سنت قح
 خانائے اللہ وانا الیہ راجعون اتنی شیخ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ
 بندہ خدا سے نہ بہاگے یعنی یہ خیال نہ کرے کہ اس کے عذاب سے بہاگنا ممکن
 ہے کہ اللہ اسکو پالیکا اور وہ اس کے ہاتھ سے بچکر کہیں نہیں جاسکتا ع
 بیچارہ کہ از تو گریزد کجا رود و اور نہ خدا کی قضا و قدر میں کشاکش و خصوصت
 کرے کہ خدا اسکو توڑ پھوڑ دلیگا اور نہ خدا کو حکم خدا میں متم کرے کہ پھر
 اسکو بے مدد چھوڑ دیگا اور نہ خدا سے غافل ہو کہ خدا اسکو بھول جائیگا یعنی
 اپنے فضل و رحمت سے محروم کر دیگا اور مبتلائے بلا فرمایگا اور نہ اس کے
 گہر میں کوئی چیز احداث کرے حسین کہ دعویٰ اپنی ہستی و حول و قوت کا نکلے
 کہ پھر خدا اسکو نیست و نابود کر دیگا مفتاح میں کہا ہے تو اندک مراد احداث بتی
 و عقیدتی باشد و درین دلت و این ملائم ترست با نچہ میفرمایند کہ اپنے دین میں
 کوئی بات مخالف حق پہا نفس سے نکلیے کہ او پھر خدا اسکو ہلاک کر ڈالے اور اسکا
 دل تاریک ہو جائے اور ایمان چہین لے اور معرفت سلب کر لے اور اس کے

شیطان کو اسپرسلط کر دے تو اسکو ہادیہ و سوسہ و ظلمت میں ڈال دے اور نفس و ہونہی کو اسپر غالب کر دے اور اس طریق سے ہادیہ بدعت و اتباع باطل و اعتقادات فاسد و تادیلات زائغ میں گراویں و دشمنیات و اہل و جیران و اصحاب و اخلا و بلکہ ساری خلق یہاں تک کہ گھر کی بچھو اور سانپ و جنات و بقیہ ہوام کو جو گمروں میں رہتے ہیں اسپرسلط کرے اور آسکا عیش دنیا میں تیرہ دلیخ ہو جائے اور آخرت میں عذاب کو طول ہووے یہ سب بلایا و محن و عذاب و تشویشات بحبت گرفتاری نفس و دعویٰ ہستی خود و احداث بدعات و آلودگی شرک خفی لاحق حال ہوتی ہیں انتہی اس قول میں انجام شرک و بدعت کا جس میں ایک جہان ہیشمار گرفتار ہے ارشاد کیا ہے سو بسطرح لفظ شرک اسم جنس شامل جملہ اقسام اشراک باشد ہے اسی طرح لفظ احداث شامل جمیع انواع صغیر و کبیر بدع و محدثات ہی بلا کسی تقسیم و استثناء کے اور اسی معنی پر حدیث صحیح کل بدعتہ ضلالۃ و کل ضلالۃ فی النار دلیل ہے بیان بدعات میں رسالہ دعوة الداع و تذکیر الاخوان کتاب دین خالص شائع ہیں و باللہ التوفیق قول بسست و چہارم بندہ کو چاہئے کہ معصیت خدا سے پرہیز کرے خوب سا کیونکہ وہ اسکا رب و ولی نعمت ہے اور بالذات مستحق عبادت ہے اگر ثواب و عقاب نہ تو یا بہشت و دوزخ نہ ہو تب بھی طاعت اسکی باستحقاق ذاتی واجب تھی اور معصیت و مخالفت اسکی حرام غرضکہ اس کے در کو بیچ مچ لازم پکڑے اور اپنی توانائی و کوشش کو اسکی

طاعت میں صرف کرے اور اپنی تقصیرات و غدرات کا عذر چاہے

چکونہ سر زخالت بر آورم بر دوست ۵ کہ خدمتے بسزا بر نیامد از دستم

اور زاری کرے اور حاجتمندی ظاہر کرے اور فوتی کرے اور شائع ہو اور

آنکھ نیچے کرے خلق کی طرف نظر نہ کرے تابع ہوائے نفس نہ اور نہ طالب عوض کا

دنیا و آخرت میں اور نہ خواہان ترقی کا ہو طرف منازل عالیہ و مقامات شرفیہ کی

یہ اشارت کا طرف مقام صدق و اخلاص کے کہ وہاں غرض و عوض کا کچھ دخل

نہیں ہے اور یقیناً جان لے کہ یہ اللہ کا بندہ و مملوک و غلام ہے اور بندہ اور

ساری ملک بندہ کی او کی مولیٰ کی ہوتی ہے بندہ کسی شے کا بنجھلا شیا کی سختی

نہیں ہے نہ اجر و ثواب کا نہ جاہ و منزلت کا جب سارے اسباب و آلات جوارح

و اعضا و قوت و قدرت و توفیق اعمال و افعال مخلوق مولیٰ نہیں ہے ثواب یہ اجر

کس چیز پر طلب کرتا ہے لکن اگر مولیٰ کچھ دے تو یہ اس کا فضل ہے بندہ کو

چاہیے کہ ادب عبودیت کو اچھی طرح نگاہ رکھے اور مولیٰ کو متم نہ کرے و کل شی

عندہ بمقدمہ اس کا مقدمہ لما اخر و لا مومخر لما قلدہ جو چیز مقدمہ میں بندہ

کے ہے وہ اپنے وقت و مدت پر پاس او کے آگئی وہ چاہے یا نہ چاہے ہر

جو چیز کہ اس کو ملنے والی ہے او کے لئے حرص کرنا کیا اور جو چیز اس کے غیر کے لئے

ہے او کی جستجو کرنا اور او کے واسطے اندر گہن ہونا کیا یہ سمجھ لے کہ جو چیز اس کے

پاس نہیں ہے وہ دو حال سے خالی نہیں یا تو اس کی ہے یا اس کے غیر کی ہے اگر

اسکی ہے تو ضرور اسکی پاس آجائگی اور یہ طرف اس کے کہیں چا جاو گیا اور غمخیز
 وہ اسکو حاصل ہوگی اور جو چیز اسکی نہیں ہے اور یہ اس سے پیرو گیا اور
 اور وہ شے اس سے روگردان ہے تو اب وہ کیونکر اسکو ملیگی تو اب یہ چاہئے
 کہ احسان ادب میں مشغول ہو اور وقت حاضر میں مشغول طاعت مولیٰ رہے
 جبکہ درپے ہو رہا ہے اور اپنا سر و گردن طرف ماسوا کے اونچا نہ کرے قال
 تعالیٰ لا تمدن عینک الا ما تمتعنا به انما اجازنا منہم دھرة الحیاة الدنیا
 لنفقتہم فیہ و رزق دہک خیر و ابعث اللہ نے اسکو منع کیا ہے بطریق دلالت
 النص کی اس بات سے کہ طرف غیر مقام و طاعت رب کی التفات کرے اور جو
 قسمت و رزق و فضل اسکو دیا ہی اسکو چھوڑ کر اور طرف ملتفت ہو اور اس بات پر
 اگاہ کر دیا ہے کہ جو کچھ سوا اس کے ہے وہ ابتلاء و آزمائش و فتنہ ہے انکی
 امتحان کے لئے اور اسکا راضی رہنا اپنی قسمت پر بہتر و باقی تر و مبارک تر
 و لائق تر و اولیٰ تر ہے واسطے اسکے چاہئے کہ یہ خذر معصیت سے اور یہ اشتغال
 ساتھ طاعت کے اور یہ ترک التفات طرف ماسوا کے زخارف دنیا سے اسکی
 خصلت و خو و عادت و تو ہو اور یہی حالت اسکی جائے بازگشت و بود و باش
 و شمار و شمار و مراد و مرام و شہوت و آرزو ہو اس کام سے وہ اپنے ہر مقصد
 کو پہنچا اور ہر مقام تک واصل ہوگا اور طرف ہر خیر و خوبی و نسیم و دولت تازہ
 و سرور و ہر خیر و نفع کی ترقی کر گیا شمار وہ کثیرا ہے جو بدن سے ملا ہو جیسے

پیراہن و ازار آورڈٹاروہ کپڑا ہے جو شعار کے اوپر ہو مطلب یہ کہ یہ عادت
 اوسکی درون و بیرون کو گھیر لے قال تعالیٰ فلا تعلم انفس ما اخفی لہم من
 قرعہ اعین جزاء بما کانوا یعملون سو کوئی عمل بعد عبادات پنجگانہ کے یعنی نماز
 کے یا ارکان پنجگانہ اسلام کے اور بعد ترک ذنوب کے جامع تر اور بزرگتر اور اشرف
 اور دوستر اللہ کو اور پسندیدہ تر نزدیک خدا کے اس سے نہیں ہے جو ہم نے
 ذکر کی و فقنا اللہ دیا لما یحب فی فی عنہ مراد امر مذکور سے اجتناب معاصی
 و التزام طاعات و رضا بقسمت و عدم التفات بجانب زخارف دنیا و
 اس عبارت میں یہ اشارت ہے کہ اہتمام طالب کا چاہیئے کہ طرف پرہیز کرنے کی
 منہیات و محرمات و مکروہات سے بیشتر ہو نسبت بجالانے عبادت استثنائیہ کے نوافل
 و مستحبات جیسے کوئی بیمار پرہیز کرے اگرچہ استمال دو او معجون کا ٹکڑے
 اسد شفا کی ہے گو دیر میں ہو اور اگر دو او معجون کھاتا ہے اور پرہیز نہیں کرتا ہے
 تو ہر روز مبتدہ ہوتا جاوے گا اور اگر ایک شخص فرائض و واجبات و سنن و رواتب
 بجالاتا ہے اور نوافل استثنائیہ کا استقصاء نہیں کرتا لکن منہیات سے پورا اجتناب
 رکھتا ہے تو یہ بات وصول مقصود میں کہ حصول قرب الہی ہی کفایت کرتی
 ہے اس بات کو شیخ علی تقی نے رسالہ تبیین الطریق میں مفصل بیان کیا ہے
 اور شیخ عبدالحق رح صاحب مفتاح الفتوح نے زاد المتقین میں اسکا ترجمہ لکھا
 ہے میں کہتا ہوں بنیاد اس تقدیر کی اس قاعدہ مشہور پر ہے کہ مفع ضرر

اس مقدم ہے جلب نفع پر لیکن بعض محققین نے اس میں اختلاف کیا ہے ابن قیم
 کا مسلک یہ ہے کہ گونا گوارہ ہوتا ہے لیکن اتیان طاعات ضرور ہے بے اسکو
 نجات آخرت ہونا معلوم اگر ایک حسنہ بھی مقدار سیئہ پر پڑ جائے گا تو ترازو
 اعمال بہاری ہو کر مغضرت ہوگی اور اگر طاعت نہیں ہے اور مجرد ابتنا ب
 معاصی سے ہے تو نجات نہوگی حاصل مقام یہ ہے کہ لوگ آخرت میں چند
 طبقات پر ہونگے ایک گروہ بے حساب جنت میں جائیگا یہ وہ لوگ ہیں جو
 حسنات رکھتے ہیں اور سیئات نہیں رکھتے یہ فائزین مقرر ہیں ہونگے دوسرا
 گروہ دہری جتنے حسنات سیئات سے زیادہ ہیں یہ ہی نجات پائینگے یہ اصحاب
 الیمین ہونگے تیسرا گروہ وہ ہے جنکے سیئات اور کچھ حسنات پر غالب ہیں یہ
 دوزخ میں جائینگے یہ معدن ہونگے اور شفاعت ثنائین یا رحمت ارحم الراحمین
 سے جلد یا دیر میں بشرط وجود ایمان رہا ہوں یا کرجنت میں داخل ہونگے چوتھا
 گروہ وہ ہے جسے حسنات نہیں کئے اور سیئات اس قدر غالب ہوئی کہ ذرہ برابر
 ہی ایمان باقی نہ رہا اگرچہ نام کے مسلمان تھے یہ بالکل ہونگے پھر جو لوگ جنت
 میں جائینگے انکے مراتب قرب و حضور میں اور مدارج علو و سفلی نعیم آخرت میں
 متفاوت ہونگے ترقی و نزول ہر شخص کا بحسب اعمال صالحات و افعال حسنا
 کے ہوگا ضبط اس تفاوت کا قید عبارت کے باہر ہے جس طرح کہ تفاوت احوال
 مردم کا اس دنیا میں ہی ضبط بیان سے خارج ہے بالجمہ اس مسئلہ میں وہی

قول ہیں ایک یہ کہ دفع مضرت جلب منفعت پر مقدم ہے حضرت شیخ رضی اللہ عنہ
 اسی طرف گئے ہیں اور یہ مشیر ہے طرف غلبہ حالت خون کے دوسرا قول یہ ہے
 کہ جلب منفعت مقدم ہے دفع مضرت پر اور یہ مشیر ہے طرف حالت رجا کے
 اور دونوں مسلک کے لئے اولہ صحیحہ موجود ہیں دلکل وجہۃ ہو مولیٰ ہا
 واللہ تعالیٰ اعلم و علمہ اکمل و اتم بقدرہ اگر یہ بیجا شامت اعمال و اغواء نفس ابلیس
 و حب دنیا استحقاق مرتبہ فوز و مسیت سے قاصر ہو تو مرتبہ تحصیل نجات سے
 تو کسی طرح کم مہتی نکرے کہ یہ اولیٰ درجہ نفع ایمان کا ہے اور خدا نکرے کہ کوئی
 مومن و مسلمان ہو کر داخل مہونا اپنا زمرہ ہالکین میں پسند کرے اگرچہ اکثر خلق کا
 یہی حال ہے بعض اہل علم نے کہا ہے الناس کلہم ہلکی الا العالمون
 و العالمون کلہم ہلکی الا العالمون و العالمون کلہم ہلکی الا المتقون و المتقون علیٰ عظیم
 ہے بیان اس مقام کا سالہ صدق اللہ و غیرہ صف خون و رجا میں تفصیل وار
 کیا ہے اونکی طرف مراجعت کرنا ضرور ہے انتہی اس قول کو جناب شیخ رضی اللہ عنہ
 نے دعا و توفیق پر ختم کیا ہے چنانچہ یہ دعا اور گزرجکی اسمین مخاطب کو اپنے ساتھ
 طلب توفیق میں بعد قصد انظار و عجز و انکسار کے بارگاہ عالیجاہ ملک جبار میں کہ
 عادت مقررین عالیقدر سے یکجا جمع فرمایا ہے تاکہ یہ دعا حق میں مخاطبین کے
 ہی بطفیل اجابت دعائے خود کہ انشاء اللہ مقبول و مامول ہے درجہ اجابت
 کو پہنچے بطرح کہا ہے کہ چون مہمان عزیز دست طفیلی نیز عزیز خواہ ہو و

مورسکین ہو ہی داشت کہ کعبہ سید دست در پاسے کبوتر زونا گاہ رسید

قول بست و پنجم بندہ تہمت کو جس سے دنیا نے منہ موڑا ہے اور ارباب دنیا نے اعراض کیا ہے اور گناہم پیچہ زکس پیرس ہے کوئی اور کا نام تک نہیں لیتا اور ہو کا پیسا برہنہ تن تشنہ جگر پریشان دل و پر آگندہ خاطر ہے ہر گوشہ زمین میں کیا مسجد اور کیا جائے ویرانہ اور ہر دہی مردود و مسرود کھڑا ہوا اور فقر و درویشی سے خاک پر لوٹتا ہے اور خاک آلودہ گرد چسپیدہ اور شکستہ دل طرف سے ہر حاجت و مطلب و مقصد و ملوک کے ہے یہ بچا بیٹے کہ یوں کہے کہ اللہ نے مجھ کو فقیر و گدا و محتاج کر دیا ہے اور دنیا کو مجھ سے لپیٹ رکھا اور مجھ کو پا افتادہ کر دیا اور مجھے چوڑ دیا اور مجھ کو دشمن رکھا اور پریشان کیا اور میرے حال کو جمعیت نہ بخشی اور میری امانت کی اور مجھے خوار و زار کیا اور دنیا سے مجھے بقدر کفایت کے ہی نہیں دیا اور گناہم بدنام بنایا اور مجھ کو درمیان خلق اور اخوان کے بلند نام نہیں کیا اور میری غیر پر اپنی نعمت کا دامن بچپایا تمام و فراخ کہ وہ رات دن اوس نعمت میں متقلب ہے اور اوس کو مجھ پر اور میرے سارے اہل دیار پر افزائش و بزرگی بخشی ہے حالانکہ ہم دونوں سلمان و مومن ہیں اور پدر آدم و مادر حوا میں جمع ہوتے ہیں جو کہ بہترین خلق تھے یعنی بہرہ تغاوت کسے ہے ع بدگانی میں ایک کے مقبول و آن مردود چسپیت ہو سکا جواب یہ کہ اس فقیر محتاج گرسنہ و تشنہ و غلاب حال خستہ بال کے

ساتھ جو کام اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہ اسلئے کیا ہے کہ اس فقیر گدا کی طینت
یعنی گل شستہ و خوشبو سے بھر گیا ہے اور تری رحمت خدا کی پے در پے اوپر پہنچتی
رہتی ہے قبر کرنے سے محنت فقر پر اور راضی رہنے سے ساتھ فضا کے اور
یقین کرنے سے ساتھ فعل حق کے اور موافقت کرنے سے ساتھ امر و نہی
آسمی کے اور عالم ہونے سے ساتھ صفات جلال حق کے اور انوار ایمان
و توحید کے اسکے پاس کثرت سے جمع ہیں اور درخت اسکے ایمان کا اور لگانا اسکا
اسکے زمین دل میں اور ڈالنا بیج کا بجائے خود ثابت ہے اور استوار
اور برگ آور و میوہ دہندہ اور بڑھنے والا اور شاخ لانے والا اور سایہ افکن
اور بلند شاخ طرت آسمان کے ہے سو یہ درخت اس گدا کا ہرون زیادتی و بالید
میں ہے اب اسکو طرف خاک و بد خوش و خاشاک کے کیا حاجت ہے تاکہ وہ
درخت اسکا بڑھے اور پرورش پائے کیونکہ عادت یون جاری ہے کہ جزمین
لا لائق لگانے درخت یا زراعت کرنے کے نہیں ہوتی ہے تو او زمین خاک
خوہ و خاکروبہ ڈالتے ہیں تاکہ وہ صلح غرس و زرع ہو جائے سو یہ تشبیہ ہے
حطام دنیا کی جو اغنیاء کو دیا ہے ساتھ کما د کے تا انکا دین و ایمان محفوظ
ہے بطرح کما د سے زراعت کو بالیدگی ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس
فقیر کے کاروبار سے فارغ ہو چکا ہے اور آخرت میں اسکو دار بقا و بچاؤ
اور اس نعمت پایندہ کا مالک بنا چکا ہے اور عقبی میں خوب سخی شیش فرمائی ہے

جو نہ کسی آنکھ نے دیکھی اور نہ کان نے سنی اور نہ کسی بشر کے دل پر گزرے
 قال تعالیٰ فلا تعلم نفس ما اخفی لهم من قوۃ اعدین جزاء بیاک کافراً
 یہ عملوں مراد اس عمل سے یہ ہے کہ دنیا میں ادا کر بجالایا ترک منا ہی پر
 صبر کیا تقدیر پر سب کام حوالہ خدا کئے اور سب امور میں احکام شرعیہ و قہر پر
 موافق رب غفور ہوا ۵

سب کام اپنے کرنا تقدیر کے حوالے	نزدیک عارفوں کے تدبیر ہو تو یہ ہے
---------------------------------	-----------------------------------

ترہا غیر اس فقیر کا جسکو اللہ نے دنیا دی ہے اور نعمت دنیاوی کا مالک
 بنایا ہے اور اپنی پوری نعمت اوس میں ختم کی ہے سو یہ کام اللہ نے ساتھ اوکو
 اس لئے کیا ہے کہ جگہ او سکے ایمان کی ایک زمین شورستان و سنگستان ہی
 نہیں لگتا کہ اوس میں پانی تھے یا وہ درخت اوگاے یا اوس میں کشت و بیوہ پرورش
 پائے آسئے اس شخص پر طرح طرح کا کوڑا کچرا کھا دھا کر دہ و خاک شور و آلاہ
 جس سے گھاس و درخت اوگتا ہے وہ سیاطہ یعنی گھور ایہی دنیا و اموال
 اور اسباب دنیا ہے تاکہ جو درخت ایمان و غرس اعمال او سکے زمین دل میں
 آگاہی اور لگا ہے وہ محفوظ ہے اگر یہ خاک رو بہ او زمین سے دور کر دیا جا
 تو ساری گھاس و درخت سو کہہ جائیں اور پہل نہ آئے اور شہر و گروہ ویران ہو جا
 حالانکہ اللہ تعالیٰ یہ چاہتا ہے کہ دنیا آباد رہے یعنی بوجہ اقسام مردم اغنیاء
 و نحوہم و درخت ایمان مرد غنی و تو فکر کا سست آگتا ہے اور اس چیز سے

خالی ہے جس سے درخت ایمان فقیر کا پڑتا یعنی وہ صفات جو کہ موجب قوت و استحکام ایمان فقیر کی تھی غرض کہ قوت و بقاء و توانائی و پائیدگی درخت ایمان تو نگری اوس چیز سے ہے جس کو یہ فقیر دیکھتا ہے دنیا و انواع نعیم دنیا سے پس اگر اللہ تعالیٰ اس دنیا و نعیم دنیا کو اس تو نگر سے قطع کرے باوجود صنعت و درخت کی تو درخت اوسکے ایمان کا سوکہ جائے اور وہ ایمان اوس کا بدل بکفر و انکار ہو جائے اور وہ شخص منافقین و مرتدین و کفار میں جائے گا دال الفقراء یكون کفرًا مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ طرف اوس غنی کے لشکر صبر و رضا و یقین و علم و انواع معارف کا روانہ کرے جس سے اوسکا ایمان قوی ہے کہ اسدم البتہ اوسکو کچھ پروا انقطاع غنا و نعیم کی نہوگی بلکہ قوت دین و استحکام ایمان میں وہ حکم فقیر میں ہوگا ف یہ عبارت دلیل ہے اس بات پر کہ مرتبہ فقر کا افضل ہے غنا سے اور انجام فقیر کا اعلیٰ و اولیٰ ہے تو نگر سے یہ بھی معلوم ہوا کہ کبھی تو نگری واسطے حفظ ایمان کی ہوتی ہے بعض اکابر کہتے تھے اللہ صافی من عبادک الذین لا یصلحہم الا الفنا

تراہ نگہت پیراہن مضائقہ نیست	ولی بطلع ماراہ کاروان بستند
------------------------------	-----------------------------

قول بست و ششم بندہ کو چاہیے کہ اپنے چہرہ حال سے پردہ در و پوش تہ اوٹھائے یعنی مرد ظہور کمال ولایت و تحقیق برہان توحید تک حکم میں مستور کے ہوتا ہے دعویٰ مروانگی کا درست نہیں ہے اوسکے اسرار و انواع حکم میں عورت کے ہیں کہ شر و کتمان اور کمال لازم وقت رجال ہے

<p>باید کہ دم از سحر حقیقت نرنی تو خود چہ زنی دم کہ نہ مردی نرنی</p>	<p>تا مرتبہ کمال حاصل کنی مردان ہمہ در دعوی مردی چونند</p>
<p>غرض کہ یہ دعویٰ نہ کرے یہاں تک کہ تعلق خلق و گرفتاری وجود خلق اور اسناد افعال سے طرین خلق کے باہر آئے اور انکی طرف جمیع احوال میں پشت قلب پھیرے اور اسکے ہوائے نفس زائل ہو جائے اور ارادہ و آرزو دور ہو اور اکوان دنیا و آخرت میں فانی ہو جائے اور مثل ایک برتن خضہ دار کہ بھجائے کہ او میں کوئی ارادہ سوا ارادہ رب کے باقی نہ رہے اور نور حق سے بہر جائے تب اس کے دل میں غیر رب کے لئے کوئی مکان و مدخل نہ ہوگا اور یہ اپنے دل کا در بان بن جائیگا اور اسکو توحید کی تلوار دی جائیگی جس سے وہ غیر حق کو قطع کرے اور ایک شمشیر عظمت و جبروت دی جائیگی جس کے سامنے ہر جنہ اور شخص خوار و خرد ہوگا اب یہ جب کو دیکھے گا اور جو کوئی اسکو صحن سینہ سے نزدیک ہوگا دروازہ دل پر کہ اندر اس کے آئے یہ اس کے سر کو درمیان سے دو نون دوش کے اوڑا دیگا اور نیست و نابود کر دیگا ۵</p>	
<p>غیر حق ہر ذہ کاں مقصود تست تاج لابر کش کہ آن معبود تست</p>	<p>نہر او سکے نفس دہوئی و ارادہ و آرزو کے لئے دنیا و آخرت میں نزدیک اس کے نہ کوئی سر او بچا ہوگا اور نہ کوئی بات سنی جائیگی اور نہ کسی رائے کی پیروی کی جائیگی یعنی ساری خواہشیں اور تمنائیں مغلوب و منکوب ہو جائیگی مگر یہی حکم رب</p>

اور کثر رہنا نزدیک اوس حکم کی در راضی ہونا ساتھ قضا کے بلکہ وہ کی قضا قدر
 میں خالی ہو جائیگا اور بندہ رب و امر رب ہو گا نہ بندہ خلق و رانی خلق پر یہ حبیب بات
 اندر اوس کے مستمر ہو گئی تو اب گرداد کے دیکھے سراپردہ سے غیرت اور خند تھا
 عظمت و سلطان جبروت لگائے جائیگے اور وہ محفوظ لشکر ہائے حقیقت
 و توحید ہو جائیگا اور پاس اوس کے نگہبان حق کثرت کر دئے جائیگے تاکہ خلق
 کو اوس کے دل کی طرف راہ نہ ملے نہ شیطان آئے اور نہ نفس و ہویٰ اور نہ ارادہ
 و آرزو ہائے ناروا اور نہ دعویا سے دروغ جو کہ طبلع و نفوس امارہ باسو
 پیدا ہوتی ہیں اور نہ وہ گمراہیان جو کہ ہوائے نفس سے ناشی ہوتی ہیں غرض کہ
 جب بندہ اس مقام میں پہنچ گیا تو مشرت برتیب و ولایت ہوا اور زمرہ ادیایں آیا
 آسم اگر تقدیر آسمی یوں جاری ہوئی ہے کہ خلق پاس اوس کے لگا تار آ
 جائے اور اوس کی ولایت پر اتفاق کرے تاکہ اوس کے انوار و رخشان اور
 علامات تابان اور حکمت ہائے بالغہ و کرامات ظاہرہ و خوارق عادات ستمرہ
 سے فیضیاب ہو اور اس ذریعہ سے قربات و طاعات و مجاہدات و کمالات
 عبادات رب زیادہ ہوں تو یہ بندہ اون کے ضرر سے محفوظ رہیگا اور میل
 نفس سے طرف ہوا و خواہش کے اور خود بینی نفس و مباحات نفس اور تعظم
 نفس سے بسبب تکثر خلق کے نگاہ رکھا جائیگا اور قبول خلق اور اقبال اونکا
 طرف اس کے کچھ ضرر رسان اسکو نہوگا اسی طرح اگر تقدیر یوں جاری ہوئی ہے

کہ اسکو کوئی عورت نیک سیرت و خوبصورت حسین و جمیل مع اپنی کفارت و مسئوئت
 کے ملے یعنی باوجود حسن و جمال کے وہ مال و مثال بھی لیکر آئی اور کوئی بار اسکا
 اسکی گردن پر نہ تو یہ شر سے اس عورت کی اور بارہواری توابع و اہل زن مذکور
 سے محفوظ رہیگا اور یہ زوجہ پاس اس کے ایک بخشش طرف سے خدا کی کفایت
 کردہ شدہ و مبارک و سازوار و لطیف و پاکیزہ صاف غش و خیانت و کینہ و
 کدرو پلیدی و خشم و کینہ و خیانت پس پشت سے ہوگی اور وہ عورت اور اس کے
 گمراہ والے سب اس کے سحر و رام و فرمان بردار ہونگے اور اسکی کچھ مسئوئت اس پر
 نہوگی اور اذیت اسکی اس سے اٹھالیجائیگی پھر اگر تقدیر میں اس عورت کے
 کوئی فرزند مقدر ہے تو وہ ولد ایک فرزند صالح و ذریت طیبہ قرۃ العین ہوگا
 قال تعالیٰ واصلحنا لہ زوجہ اور فرمایا ہے وھب لنا من اذواجنا ذریۃ ^{تینا}
 قرۃ اعین واجعلنا للمتقین امّا مآء اور فرمایا واجعلہ رب رضیا
 پس یہ دعائیں جو ان آیتوں میں ہیں حق میں اس بندہ کے معمول بہا ہونگی
 یعنی استجاب و مقبول خواہ وہ یہ دعا کرے یا نہ کرے اس لئے کہ یہ دعا اپنے محل
 و اہل میں ہے اور لائق تر شخص جس کے ساتھ معاملہ اس نعمت کا کیا جائے اور
 ینمت اسکو دوی جاے وہ آدمی ہے جو کہ اس منزلت کا اہل ہے اور اس
 مقام میں مقیم ہے اور اس کے لئے قرب و فضل مقدر ہو چکا ہے آسیطرح اگر
 تقدیر میں آنا کسی چیز کا دنیا میں سے مقدر ہو چکا ہے تو وہ کچھ ضرر اسکو نہیں

کر گئی یعنی جبکہ وہ تعلق خلق و نفس و مہوئی و ارادہ و آرزو سے باہر آچکا اور
 فانی ہو چکا ہے کیونکہ جتنی دنیا اس کی قسمت میں لکھی ہے وہ ضرور ہی اس کو
 ملیگی اور اللہ کے فضل و ارادہ سے صاف و خالص ہو کر پاس اس کے آئیگی
 اور اس کے تئوں کا حکم ہوگا اور یہ اس کو ملیگا اور متمثل امر ہوگا اور اس کے لینے
 پر ثواب پائیگا جس طرح کہ نماز فرض و روزہ فرض کے بجائے پر ثواب پاتا ہے
 یہ اس لئے کہ دونوں امر ایجابی ہیں لکن چونکہ امر باطن کا اعتبار حکم ظاہر میں ساقط
 ہے انکار اس کا کفر نہ ہوگا گو موجب خرابی باطن کا کیونکہ نہ تو آنکار و رنجی کا کفر ہے
 اور موجب خرابی ظاہر و باطن ہے اس لئے کہ ہمراہ اس کے روح الامین ہیں جیسے
 خطا پر مہر لگا دی اور جو چیز دنیا سے اس کے قسمت کی نہیں ہے اگرچہ اس کے ہاتھ
 میں ہے اس کے بارہ میں اس کو یہ حکم ہوگا کہ اس کو ارباب دنیا میں صرف کر
 اصحاب و ہمہمایہ و اخوان و فقرار و مستحقین میں یعنی اگر مال زکوٰۃ کا ہے اور
 صرف کرنا غیر زکوٰۃ کا باعتبار اغنیاء و غیر ہم کے بھی جائز ہے اور اصحاب اقسام
 کہ مصارف زکوٰۃ ہیں اور معدودہین شریعت میں یعنی آٹھ قسم ہیں سوائے مکتبہ
 حال کی ہے اور ہر ایک کے حال کو اچھی طرح ٹھونک بجالے اور اس میں خوب
 کشف تمیز کر لے و لیس الخیر کا المعایستہ اس دم شخص اپنے امر میں ایک
 راہ روشن پر ہوگا جو کہ پاکیزہ لطیف ہے عبا روئے تبلیغ و بے تخلیط و
 بے شک و بے شبہ ہی فالصبر بالصبر الرضا بالرضا حفظ الحال حفظ الحال الخ

الخمول الخجود السكون السكون الصموت الصموت الخذر الخذر الخجا الخجا
 الوحا الوحا الله الله ثم الله الاطراق الاطراق الاغماض الاغماض الحيا الحيا
 یہاں تک کہ سر نوشت کا لکھا اپنی مدت و حد کو پہنچ جائے اور اسکا ہاتھ پکڑ کر
 اور سامنے لا کر جو کچھ سختی و محنت اسپر تھی وہ چین لین اور دریا ہائے فضائل
 و کمالات و منن و رحمت میں غوطہ دین پھر انوار و اسرار و غرائب علوم لدنیہ
 کے خلعت پہنائیں اور اسکے ساتھ بات چیت کریں اور یہ محدث یعنی مکتوم ہو
 اور صاحب نعمت و بے نیازی و دلیری و بلندی رتبہ و خطاب حق ہو کہ اذک
 الیوم لدینا صکین آمین اسدم حالت یوسف صدیق علیہ السلام سے عبرت پکڑنا چاہیے
 کہ جب وقت انکو یہ خطاب زبان بادشاہ و عظیم و فزول مصر پر کیا گیا تھا تو زبان
 بادشاہ ظاہرین قائل و معبر اس قول کی تھی اور حقیقت میں خطاب کرنے والا
 ساتھ اس خطاب کے زبان معرفت پر اللہ تعالیٰ تھا جیسے کوئی کسی کو کسی کی
 معرفت پہنچا مہمیتا ہے ظاہرین تو یوسف کو بادشاہی ظاہر کی اور ملک
 مصر سونپا گیا اور حقیقت میں پاس خدا کے اور ملک نفس و ملک معرفت و
 علم و قربت و خصوصیت و علو منزلت کا سپر دیا گیا قال تعالیٰ و کذلک مکنت
 لیوسف فی الارض سے مراد زمین مصر ہو یتبعہ متھا حیث یشاء اور دوبارہ
 تسلیم ملک نفس فرمایا ہے و کذلک لنصرف عنه السوء و الفحشاء انہ معابدنا المخلصین
 اور دوبارہ ملک علم ارشاد فرمایا ہے ذلکما علمنی بنی مانی توکت ملتہ قوم لا یؤمنون باللہ

سوجب بندہ صدیق اکبر مخاطب ساتھ اس خطاب کے ہوتا ہے تو اسکو حظ و
 علم اعظم سے دیا جاتا ہے اور اسکو سب کچھ دی تو فیق و من و قدرت و ولایت عالم
 کے دیتی ہیں اور اسکا انفس وغیرہ اشیا پر نافذ و روان ہوتا ہے و
 فرمان حضرت شیخ رضی اللہ عنہ حکم قطبیت عظمیٰ نواہر و بواطن النس و جن پر
 جاری و ساری و طاری تھا جسکے سب سامنے آپ کے سطوت و جلالت حال کے
 منقاد و سحر و فانی و مضحل تھے سارے اولیاء و وقت اپنے رقاب رقبہ طاعت
 و تسلیم میں رکھتے تھے خلفاء و امراء و اہل اعتقاد و انقیاد پر چلتے تھے کہی بعض خلفاء
 عباسیہ بقصد ملازمت آتے اور دخل پاتے کہی کسی خلیفہ کو لکھتے عبدالقادر
 یامولک بکذا و امرہ نافذ علیک ایک بار خلیفہ مستنجد باللہ جسکے زمان و ولت
 میں وفات شریف واقع ہوئی ملازمت میں آیا اور کس قدر بدرہائے زیر بطور
 ہدیہ کے لایا فرمایا اگر تمکو عزت انساب کی طرف بیت رسالت کے نہوتی تو
 میں ان بدرہائے زیر پر ہاتھ رکھتا اور لوگوں کا خون جسکا مظلمہ ان اموال
 پر ہے باہر نکلتا اور باب السلطنت تک بہر جاتا غرض کہ اس کتاب برکت مآب
 میں جس قدر ابواب سلوک و مقامات قرب مذکور ہیں سب احوال شریف حضرت
 شیخ رضی اللہ عنہ ہیں جسکو بطریق رمز و اشارت کے ذکر کیا ہے مہذا ہم اللہ
 سے امید رکھتے ہیں کہ ہر کو بھی انصاف اور برکات سے ان مقالات پر کرامات
 کی محرومی نہ بخشنے بلکہ بحکم ع و اللاد من کلس الکوام نصیب حسن قول

و عمل و خاتمہ خیر لطف فرمائی کیونکہ اگر ہم لائق اس مرحمت کے نہیں ہیں تو ہمارا خداوند کریم تو بہر حال و بہر زمان و بہر مکان لائق افاضہ جوہر و احسان کے ہے ۵

و ادھق را قابلیت شرط نیست | بلکہ شرط قابلیت و ادوست

فرماتے ہیں کہ اسکو جو طرح تہنیت امر نافذ کی و سجاتی ہے اسی طرح تہنیت تکوین کی بھی باذن خداوند اشیاء عطا ہوتی ہے دنیا میں قبل آخرت کے رہی آخرت سودار السلام و حنت علیا میں نظر کرنا طرقت روئے مبارک مولا کریم کو ایک زیادت و منت ہی نہ تھا بے بہشت پر اور یہ وہ آرزو ہے جسکی غایت و نہایت نہیں ہے اور اس نظر سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں ہو سکتی ہر حال تعالیٰ للذین الحسنو الحسنی و نہ یاد دہ اور فرمایا کل نفس ذائقۃ الموت و انما توفون اجور کھریوم القیامت فمن خرج عن النار و ادخل الجنة فقد فاز و ما الحیاء للدنیا الا متاع الغرور و قول بسبت و ہفتم بندہ کو چاہیے کہ خیر و شر کو دیکھ لے ایک درخت کی دہلیز کے ٹھیرے کہ ایک شاخ اس کے میوہ شیریں لاتی ہے کہ عبارت ہی خیر سے دوسری شاخ میوہ تلخ لاتی ہے کہ عبارت ہے شر سے اب شیخ نص ان شہرون اور اقلین اور کنار ہائے زمین کو جسکی طرف یہ پہل اس درخت کے جاتے ہیں چہرے اور وہاں سے اور وہاں کے لوگوں سے دور ہو جائے اور خود اس درخت ہی نزدیک ہو جو کہ مجمع ہر در شاخ ہے اور تین میوہ تلخ و شیریں کا پاس اسکے آسان ہے اس درخت کا نگہبان و نگہ نگار بنے اور ہر دم پاس اسکے حاضر و قائم ہے

اور دونوں شاخوں اور پھلون اور جابھون کو پیچا نے اور طرف اوس شاخ کے
 جھکے جو میوہ شیرین دیتی ہے اسدم اسکی خورش پرورش و غذا و قوت اوسی میوہ شیرین
 سے ہوگا اور اس سے بچو کہ کہیں طرف دوسری شاخ کے آگے بڑھ کر جائے اور
 اوسکا پھل کھائے کہ تلخی اوس میوہ کی اسکو ہلاک کر دے سو جب بندہ مدام اسحال پر
 رہیگا تو ساری آفات سے راحت و آسودگی و امینی بچے گزندی میں ہوگا کیونکہ ساری آفات
 اور طرح طرح کی بلائیں اسی میوہ تلخ سے پیدا ہوتی ہیں یہ کنا یہ ہے بدی و بدکاری
 سے اور جب یہ بندہ درخت سے غائب ہوگا اور کرانہ ہاے زمین میں سرگردان رہے
 حیران پریگا اور اوسکے سامنے یہ پھل لائے جائیگے یہ کنا یہ ہے نیکی و بدی سے
 اور وہ میوے ملے جلے ہونگی تو تیز شیرین کا تلخ سے ہوگا اور یہ اوسمیں سے کچھ
 لیکر کمانا چاہیگا تو اکثر یہ ہوگا کہ اسکا ہاتھ میوہ تلخ پر جا پڑیگا اور اوسکو اٹھا کر اپنی
 منہ سے نزدیک کر لیگا اور کچھ اوسمیں سے کماے اور چاہیگا تب اوس میوہ کی تلخی
 اسکے تاویہ میں سرایت کرگی اور باطن خلق و دماغ و مینی میں پہنچے گی اور وہ میوہ تلخ
 اسکے اندر اپنا کام کر لیگا اور رگون میں گس جائیگا اور اجزاء میں فرو ہوگا
 یہ شخص سبب اوس میوہ تلخ کے جو بدن میں ساری ہوا اور طبیعت سے ناسازگار تھا
 ہلاک ہو جائیگا اگر اسنے باقی میوہ دہن سے تھوک دیا اور اوسکے اثر کو دہن و کام
 و خلق سے دھو ڈالا تو اس سے وہ چیز جو اسکے بدن میں سرایت کر گئی تھی دور
 نہیں ہو سکتی ہے اور یہ پہنکے یا باقی کا اور دھونا دہن کا کچھ سود مند نہیں ہوتا ف

اس کلام میں تنبیہ ہے اس بات پر کہ مجرد بدی و گناہ کرنا اور عاصی ہونا تمام وجود انسان میں سرایت کر جاتا ہے اور اس کو ہلاک کر ڈالتا ہے اور پشیمان ہونا اور ترک کرنا اس کا بعد سرایت کے کچھ فائدہ نہیں دیتا جو ہونا تھا سو ہو گیا یا رب مگر یہ کہ توبہ درست اور معصیت حاصل ہو کہ اس صورت میں یہ حکم ہو گا کہ گویا وہ گناہ سر سے ہی سے نہیں کیا ہے لکن وجود توبہ صحیح نضوج کا نہایت کیاب و عزیز الوجود ہے خصوصاً حقوق عباد سے اور اس چیز جو کہ موقوف ہے رد مظالم پر انتہی میں کتا ہوں بیان میں توبہ درست و مہوار کے رسالہ مختصرہ تطہیر الثوب بہت خوب و مرغوب ہے، انتہی اور اگر اس شخص نے ابتداء میں پھل کھایا ہے اور اس کی شیرینی اجزاء بدن میں ساری ہو گئی تو اور یہ اس میوہ سے سود مند ہوا اور خوش کیا گیا تو یہ ایک بار کا کھانا اس کو کافی نہ ہو گا بلکہ ضرور ہے کہ ہر دوبارہ اور میوہ لیوے اور ہر روز اس سے امن نہیں کرے کہ یہ بار دوم میں میوہ تلخ نہ لینگا سو اگر کہیں کھٹا پھل لے لیا تو وہ ہی بلا اسپر اور تریگی جو مذکور ہو چکی یعنی میوہ تلخ کمانے سے مر جائیگا

ف اس کلام میں اشارہ ہے طرف اسکے کہ کار نیک میں دوام چاہیے اور تجربہ درست ہونا کہ بخوبی معلوم ہو جائے کہ یہ کام نیک ہے خصوصاً ایسی جگہ میں جہاں اشتباہ و التباس بدو نیک کا مختلط و مجتمع ہو تو درخت مذکور سے جدا رہنے میں اور اس کے پھل سے جاہل ہونے میں کچھ خیر و خوبی نہیں ہے جو سلامتی ہے یہ

اس میں ہے کہ درخت کے پاس ہے اور اس کے ساتھ قائم ہوتا کہ تین میوہ شیرین

سیوہ تلخ سے آسان ہوا اور دوسرے ہونے میں سرگردانی و حیرانی و عدم تمیز کے سوا
 اندیشہ وقوع کا مہلکہ میں ہے کہ سیوہ تلخ کھا کر کہیں برباد نہ ہو جائے سو خیر و شر اللہ
 عزوجل کا فضل ہے اور اللہ ہی ان کا فاعل و جاری کر نوا ہے و گویا شجرہ
 و اللہ المثل کا اعلیٰ مثال ذات مقدس حق تعالیٰ ہے اور دو شاخ مثال صفت
 جمال و جلال و ہدایت و اضلال ہیں اور سیوہ مثال خیر و شر ہے کہ ان دو
 صفت پیدا ہوتا ہے اول شیریں اور ثانی تلخ اور قرب شجرہ کا کنایہ ہے توجہ و
 استمداد سے طرف حضرت صمدیت کے اور استفادہ کرنا علم معرفت کا جناب قدس سے
 تاکہ اس ذریعہ تفرقہ درمیان خیر و شر کے حاصل ہوا و سرگردان ہونا بلا و اقاہیم و
 نواحی ارض میں کنایہ ہے وقوع سے تفرقہ کثرت و تسلسل و تسک احکام عقل
 و دہم و تدبیرات نفس و ارادات و امانی و شہوات نفس و دہوی میں کہ باعث حیرانی
 و سرگردانی و افتادگی کے مفاک ہلاک میں ہیں اور ہو سکتا ہے کہ درخت مثال ہو
 تقدیر الہی کی جسکے دو جانب ہیں قریب ہونا و درخت سے بطریق خدمت و ملازمت
 کے اور ٹہیرنا پاس اس کے کنایہ ہے فنا ہونے سے قدر میں اور جاری ہونے
 سے بمقتضائے علم قدر کے اور غائب ہونا و درخت سے اور سرگردان پہنا اتفاق میں
 کنایہ ہے ارادات و شہوات سے واللہ اعلم حاصل مضمون اس قول کا یہ ہے
 کہ بندہ گوشہ گزیری و عزلت و خلوت اختیار کرے اور جناب حق تعالیٰ میں متوجہ رہا
 ہے اور تفرق و انتشار و تدبیر و اختیار کو واسطے پہنچنے کی گزرنے سے مفاک شر و ہلاک

میں چھوڑ دے اور حق سبحانہ کہ مقدر خیر و شر اور سید جملہ اکوان و آثار ہے اس کی
 جناب میں مستوجہ ہوا اور جانب خیر کو کہ مرجع امن و سلامت کجملہ آفات و مخافات
 سے خوب سا کپڑے ہے انتہی رہی یہ بات کہ سب کچھ اللہ ہی کی خلق و قدرت
 ہوتا ہے سو دلیل اس کی یہ ہے واللہ خلقکم و ما تعلمون اور حدیث میں آیا ہے
 واللہ خلق الجازر و جزر و حق یعنی اللہ ہی پیدا کرنے والا کبری و ادنیٰ اور
 ان کے ذاب و ناحر کا ہے پس فوج و نحر ہی خلق خدایہ سے ہوتا ہے اور سارے عما
 بندوں کے خلق خدا اور کس عباد میں ف کسب کے معنی لغت میں وراہین و
 گرد آوردن ہیں یہ بات اہل مذہب میں مشہور ہے کہ خدا خالق ہے اور بندہ
 کا سب اس کی تحقیق اپنی جگہ میں ہے حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر کام
 کے لئے اسباب پیدا کئے ہیں جیسے آگ جلانے کو پانی تر کرنے کو اور بندہ کے
 قصد و اختیار کو واسطے پیدا کرنے کام کے سبب نہیں دیا ہے جب بندہ سے قصد
 وجود میں آتا ہے اللہ تعالیٰ فضل کو ایجاد فرما دیتا ہے رہی یہ بات کہ پیدا ہونا قصد کا
 بندہ سے موقوف ہے اسباب و آلات پر کہ یہ سب اللہ کی آفرینش سے ہیں سو
 یہ ہی ایجاد حق سے ہوتا ہے کہتے ہیں کہ محض قصد کسی امر کا وجود اس امر کا نہیں ہوتا
 ہے بلکہ وہ موجود ہے اور نہ معدوم یا وجود اسکے یہ بات لازم آتی ہے کہ فیض الہی
 میں کوئی چیز ہے جس کے ساتھ بندہ مستند و مستقل ہوتا ہے اور یہ چیز ایجاد حق کی
 موقوف علیہ ہے بطریق جریان عادت مفتاح میں کما ہے حق آنست کہ بہ بحث

و گفتگو سے غلبے بکنہ این سخن نتوان رسید مگر کشف اتم کہ بدان حقیقت حال
 اطلاع افتد و گویند کہ آن جز در سوطن آخرت در وقت درآمدن در بهشت منکشف
 نکرود و اللہ اعلم انتہی اور دلیل نسبت و اسناد عمل پر طر بندون کے اور اسباب
 پر کہ انکے عمل کو ترتیب ثواب و عقاب میں دخل ہے یہ آیت ہے ادخلوا الجنة
 بما كنتم تعملون حق سبحانہ کا کرم و رحم عجیب تر ہے عمل کو طر بندون کے رمضان
 و منسوب کیا اور کہا کہ وہ مستحق دخول جنت کے ہیں اپنے عمل سے حالانکہ داخل
 ہونا اونکا جنت میں اللہ کی توفیق و رحمت ہے ہر گاہ حضرت نے فرمایا ہے لا یدخل
 الجنة احد بجملة فقیل له ولا انت یا رسول اللہ فقال ولا انا الا ان یتعلم فی
 اللہ جنتہ ہر اپنا دست مبارک سر مبارک پر رکھا یہ حدیث عائشہ سے مروی ہے
 اور یہی سائلہ اس سوال کی تہمین بالجملة خیر و شر اگرچہ تقدیر آہی ہے لیکن مباشرت
 خیر کو سبب فضل و کرم و حمایت و عنایت و لطف و مرحمت کا ثبیر آیا ہے دنیا و آخرت
 میں اور اگر کتاب شر کو سبب ان امور کے ضد کا ثبیر آیا ہے اور یہ بھی تقدیر او کی ہے
 سو جب بندہ اللہ کا مطیع اور اس کے امر کا بجا لاؤالا اور اس کی نہی سے رکنے والا اور اس کے
 قدر و قضا کا تسلیم کر نیوالا ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی حمایت شر سے کرتا ہے
 اور اس پر تفضل فرماتا ہے اور ساری برائیوں اور بدیوں سے دین و دنیا میں بچا دیتا ہے
 کرتا ہے دین میں بدلیل اس حدیث شریف کے کذلک انصرف عنہ السوء
 و الفشاء و انه من عبادنا المخلصین و دنیا میں بدلیل اس آیت کے ما یفعل اللہ

بعد بیکر لشکر تو آئینم مومن شاکر کے پاس بلا اگر کیا کر گی وہ تو بہ نسبت بلا کو عافیت تو
 قریب تر ہوتا ہے کیونکہ محل فریہ نعمت میں ہے اللہ کا شکر ادا کرتا ہے اور شکر
 صید مزید و قید عبید ہوتا ہے نہ موجب بلا و نعمت و عقاب کہ اسکا محل کفر و کفران
 نعمت ہے قال تعالیٰ لئن شکرت لآزیدنکم ولا نکلان کفرتم ان عبد اللہ سوا ایمان مومن کا زبانہ
 آتش و دوزخ کو آخرت میں بھیجا دیا یہ زبانہ آتش عقوبت ہے ہر عاصی کی پہ پہلا
 کس طرح دنیا میں آتش بلا کو نہ بھیجا گیا معلوم ہو کہ ایمان و طاعت سبب لطف و
 رحمت و ناز و نعمت ہے جس طرح کہ حال بندگان مطیع فرمان بردار کا تزدیک
 امر اکامرگار و سلاطین نامدار کے دیکھا جاتا ہے سو مومن مطیعین متبعین اللہ
 کے محبوبین ہوتے ہیں محب ہرگز اپنے محبوب کو عذاب نہ کرے گا مگر یہ کہ کوئی بندہ مجبور
 ہو اور اسکو واسطے ولایت و اصطفا و اعتبار کے پسند کیا ہو تو اس کے لئے بلا
 کا آنا ضرور ہے تاکہ چرک ہو اسے نفس سے صاف اور سیل الی الطبیعیات
 سے پاک اور جہنم سے طرف شہوات و لذات نفس کے اور مطمئن ہوئے سے
 طرف خلق کے اور غوش ہونے سے ساتھ قرب خلق کے اور آرام پکڑنے سے ساتھ
 لوگوں کے اور ثبوت سے ساتھ اونکے اور شادمان ہونے سے ساتھ خلق کے
 مصفی و مبرا و منزه ہو جائے اسلئے اسکو مبتلا کرتے ہیں تاکہ یہ ساری الالیشین
 بچھڑ کر یہ جائیں اور دل ان سب کے خراج ہو جانے سے شہر ہو جائے اور فقط رب کی
 توحید اور حق کی معرفت اور علم غیب کی آمد انواع اسرار و علوم و انوار قرب سے

باقی رہے اس لئے کہ دل ایک ایسا گہر ہے کہ اوہیں دو شخصوں کی گنجائش نہیں ہو سکتی ہے ما جعل الله لرجل من قلوبین فی جوفہ

یاد دست گزین کمال یا جان | ایک خانہ دو مہمان نگہ بند

اسی جگہ سے یہ کہا ہے ع یک دل داری بس ست یک دوست ترا ع
یک آشنای با منزه کی عالم آشناست و نیز اللہ نے فرمایا یون الملوک اذا دخلوا
قدیمہ فامسند و ہار جعلوا اعزۃ ہلما اذ لہ سوغزیز کو اپنے گہر اور ناز و نعمت زدہ گاہی
جب کے ساتھ وہ مقتضائے طبیعت و حکم نفس خوش و ساکن و مطمئن رہتا باہر نکالتے
ہیں اور سارا کار خانہ برہم و رہم کر کے زیر و زبر کڑا لے لیتے ہیں

بہجوس سرست را در خانہ خود رہی | آخر ندانی اینقدر این بشکنم آن بشکنم

دل پر شیطان و مہوئی و نفس کی ولایت و سلطنت و حکومت تھی اور جوارح و اعضا
ان کے حکم سے بہتے جلتے کار و بار کرتے تھے انوار معاصی و باطیل و ترہات و ضلالت
صادر ہوتی تھی اب وہ ولایت انکی جاتی رہی اعضا و جوارح تم گئی و ار الملک و
جسمین نفس و شیطان حکمرانی کرتے تھے خالی ہو گیا صحن سرے دل یعنی سینہ گرد
و غبار غیر سے پاکیزہ ہوا سو دل تو مسکن تو حید و معرفت و علم ٹھہرا اور سینہ کہ ساخت
قلب ہے سور و عجائب غیب ہوا یہ سب نتیجہ و ثمرہ ہے بلا کا حدیث میں فرمایا ہے
انا معاشر الانبیاء اشد الناس بلاء ثم لا مثل فالا مثل میں کہتا ہوں کہ رسالہ
تسلیمۃ المصاب میں بعض احوال بلیا و مصائب جواہل اللہ پر گری ہیں لکھے گئے ہیں

فارح الیہ انتہی حضرت نے فرمایا ہے انا عرفکم باللہ واشدکم له خوفا سو جو کوئی باوجود
 سے نزدیک ہوگا اور سکا خطر و عذر سخت ہوگا ع قرب سلطان آتش سوزان بود
 اسلئے کہ وہ ایسی جگہ میں ہے کہ بادشاہ اور سکو دیکھتا ہے کوئی تصرف اور سکا اور
 حرکات و لمحات اور سکا بادشاہ پر مخفی نہیں ہیں بلکہ جو کچھ وہ کرتا ہے اور بہان
 کہیں چلتا پرتا ہے اور جہر دیکھتا ہے سب احوال پر بادشاہ کو اطلاع حاصل
 ہے کوئی کہے کہ ساری خلقت پاس اللہ کے بنسیر ایک شخص کے ہے اور کوئی
 شے اللہ پر پنهان و پوشیدہ نہیں ہے تو پھر اس کلام میں کیا فائدہ ہے یعنی اس
 کہ میں کہ اللہ احوال مقررین کو جانتا ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ احوال تمام مخلوق کا عالم
 و بیندہ ہے وجہ تخصیص مقررین کی کیا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب مومن مقرب
 کا مرتبہ بلند اور منزلت بزرگ تیسری اور اس کا خطر عظیم ہو ا کیونکہ اوپر شکر اللہ کی
 نعمت عظیم و فضل حسینم کا واجب ہے تو ادنی التیاف اس کا خدمت مولیٰ سے تقصیر ہے
 شکر میں اور یہ تقصیر ایک نقصان ہے طاعت خدا میں جب فریضہ خطر و عذر مقررین
 کا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یا انشاء البقی من یات منک بغاشۃ مبینۃ یضاعف لہا
 العذاب الضعیفین یہ خطاب ازواج مطہرات کو اسلئے کیا کہ اللہ نے اپنی نعمت اور نبر
 پوری کی تھی کہ حضرت سے اوکو متصل کر دیا تھا چنانچہ اس اضافت سے مفہوم
 ہوتا ہے اور یہی الجملہ غلو ہے پھر اس شخص کا کیا ذکر ہے جو کہ متصل بخدا اور
 قریب ہوئی ہو اگر یہ اتصال و قرب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا موجب قرب و اتصال درگاہ

حق تعالیٰ ہے و لکن باوجود اسکے اللہ تعالیٰ تشبیہ خلق سے بلند تر
 ہے لیس کمثلہ شئی و هو السميع البصیر مفتوح میں کہا ہے حاصل
 آنست کہ چون این وعید بنسائے مطہرہ بحیثیت انتساب بحضرت رسالت پناہ
 صلعم درو دیافتمہ ست از حیثیت انتساب بدرگاہ حق کہ بواسطت آنحضرت
 ثنابت گشت نیز بطریق اشد و اقویٰ خواہد بود و ناختم قول بست و شتم
 بندہ ارادہ راحت و آسایش و سرور و خوشی و آسودگی شادی و امن و
 آرام و ناز و نعمت کا کرتا ہے حالانکہ وہ ہنوز کورہ آہنگر میں ہے و اطمینان
 و گداز ختن کے اور مارنے میں اپنے نفس کے اور مجاہدہ میں ہوئی کی اور دور
 کرنے میں مرادات اور عوض کے ہے دنیا و آخرت میں اور ابھی تک اوسمیں کچھ
 بقیہ ان چیزوں کا باقی و ظاہر و ہویا ہے چنانچہ آثار او کے اسکے افعال و اقوال
 سے نمایاں ہیں اور سب لوگ سمجھ لیتے ہیں اور اگر اور لوگ نہیں پاسکتے تو خود تو
 وہ معلوم کر سکتا ہے علیٰ سلسلہ یا مستجمل مھلا مھلا یا مترقب یعنی لے جلد
 باز و راتم اور لے منتظر ذرا آہستہ چل دروازہ اس ارادہ کا ازالہ مرادات و اعراض
 تک بندگیہا تک کہ کچھ بھی نہیں باقی رہے حالانکہ ہنوز اسپر کچھ اوسمیں سے باقی ہے
 اور ایک ذرہ موجود ہے و لکاتب عبد مابقہ علیہ رحمہ اور کاتب غلام ہوتا ہے جب تک
 کہ ایک دم ہی اوسکے ذمہ پر باقی ہے و کاتب وہ بندہ ہے جس نے اپنی قیمت
 اپنے ذمہ لیکر ایک نوشتہ لکھ دیا ہے کہ جب قیمت ادا کر چکے گا تو آزاد ہو جائے گا

شرعیت میں حکم ایسے بندہ کا یہ ہے کہ جب تک ساری قیمت باقی نہ ہو تب تک وہ آزاد نہیں ہوتا اگر ایک پیسہ بھی اس کی طرف باقی رہ گیا تو وہ بدستور حکم غلام و مملوک میں ہے۔
 اسی طرح اس راہ کی سالک اور طالب قرب درگاہ میں جب تک ایک ذرہ طلب مراد کا اور رقیہ آثار ہستی و خود خواہی و خود کامی و خود بینی کا باقی ہے تب تک وہ ہرگز آزاد نہیں ہو سکتا اور نہ حریت خالص کو پہنچ سکتا ہی سو شیخ شخص دروازہ قرب قبول سے روکا گیا ہے جب تک کہ اس میں کچھ بھی دنیا میں سے باقی ہے برابر چوسنے لیا وادہ کجیور کے دنیا اس کی مراد و موہنی و آرزو ہے اس کا دیکھنا کسی شے دنیاوی کو اور طلب کرنا کسی چیز کا اشیاء میں سے اور شوق اس کے نفس کا طرف کسی عوض حاصل ہونیکے دنیا و آخرت میں مانع وصول و دریافت قبول و حصول اخلاص حقیقی و عبودیت تحقیقی و نشان بقائے ہستی و خود پرستی ہے سو جب تک کوئی شے انہیں سے اندر اس کے ہوگی تب تک وہ باب افتاء میں ہے یہاں تک کہ تمام و کمال فنا حاصل ہو اور بھٹی سے گہار کے باہر نکلے اور زرگری اس کی پوری ہو اور آراستہ و پیراستہ ہو کر جامہ و عطر و بخور کے ساتھ سلٹے بادشاہ اکبر کے بیجا یا جادے اور یہ خطاب کیا جائے اِنَّكَ الْيَوْمَ لَدَيْنَا مَكِينٌ آمِينَ پھر وہ انس و ملاطفت پائیگا اور طعام و شراب فضل سے آسودہ ہوگا اور قرب و نزدیکی میں رہیگا اور اسرار پر مطلع ہوگا حالانکہ یہ اسرار اوس سے مخفی نہ ہونگے اور وہ بسبب اس عطاء کے ساری اشیاء سے بے نیاز کر دیا جائیگا کیا اس نے نہیں دیکھا ہی

کہ ریزے سونے کے متفرق متبذل متداول صبح و شام ہاتھوں میں عطر فروشون
 اور سبزی فروشون اور قصابوں اور دباغوں اور روغن فروشون اور خاک روپوں کے
 کہ صاحب پیشہ ہاے گرانمایہ و فرومایہ و مکینہ و پلید کے ہوتے ہیں پر وہ سب بڑے
 جمع کر لے بوتہ زر گرین ڈالے جاتے ہیں جب انپر لگ چمکتی ہے تو وہ گل جاتے
 اور پگھل جاتے ہیں پراونکو بوتہ سے نکال کر ٹھونکتے پٹیتے نرم کرتے ہیں جب وہ ملائم
 ہو جاتے ہیں تب اونکو کالبد میں گرا کر زیور بناتے ہیں پھر حلا ویکر خوشبودار کرتے
 ہیں پراونکو بہتر حلقہ میں اندر خزان و صنایق و جواہرے تنگ و تاریک میں
 دروازے بند کر کے رکھتے ہیں یا کسی عروس وزن نو خاستہ کو وہ زیور پہنا کر
 آراستہ و مکرم کرتے ہیں اور کبھی وہ عروس کسی بادشاہ بزرگ رتبہ کی زوجہ ہوتی
 ہے اس صورت میں قدر و عزت اوس پیرایہ کی اور ہی زیادہ ہو جاتی ہے اور
 وہ ریزہ زر ہاتھ سے دباغین کی منتقل ہو کر بعد کد اخت و کوفت کے قرب محلبر
 بادشاہ میں جاتا ہے اسی طرح جب بندہ مومن مجاری قضا و قدر پر تشکیبائی کرتا ہے
 اور جمیع احوال میں راضی بقضارہتا ہے دنیا میں مقرب مولیٰ ہو کر متنعم بمعرفت و
 علوم اسرار ہوتا ہے اور آخری میں اندر دار السلام کی سکونت کرتا ہے اور ہمایہ انبیاء
 و صدیقین و شہداء و صالحین کا ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ کی جوار دوار و قرب میں
 اور اویسیکے ذکر و شہود سے انس و آرام لپکتا ہے تو اب اسکو چاہیے کہ صبر کرے
 اور شتابکار نہ ہو اور راضی بقضائے ہے اور حق عزوجل پر تہمت نہ کرے یعنی بخل و عدم

اطلاع کی اپنے حال پر تاکہ اللہ عفو کی ٹینڈک اور معرفت حق کی حلاوت اور
 اوسکے لطف و کرم و منت کی لذت اسکو حاصل ہو قول بستی و نحم حدیث میں
 فرمایا ہے کاد الفقر ان یکون کفر یعنی لگتا ہے کہ محتاجی کفر میں والد سے بندہ خدا
 پر ایمان لاتا ہے اپنے سارے کام خدا کو سونپ دیتا ہے اور یہ اعتقاد رکھتا ہے
 کہ اللہ اوپر رزق کا آسان کر نیوالا ہے اور جو کچھ اسکو پہنچا وہ جو کتنے والا نہ تھا
 اور جو اس سے چوک گیا وہ اسکو پہنچنے والا نہ تھا یعنی جو کچھ اس کے نصیب و
 مقدر میں ہے وہ البتہ ضرور اسکو ملیگا یہ اسکو طلب کری یا کرے اور جو اس کے
 نصیب میں نہیں ہے اسکو ہر چند طلب کرے وہ ہرگز نہیں ملیگا پہلے اعتقاد
 کا فائدہ یہ ہے کہ جو کچھ اسکو پہنچے یہ نہ جانے کہ میری کوشش و زور بازو سے مجھے
 پہنچا ہے اور فائدہ اعتقاد ثانی کا یہ ہے کہ جو چیز اسکو نہیں پہنچی اسکی نایافت پر
 حسرت نہ کھائے اور تاسف نہ کرے ومن یتق الله يجعل له مخرجاً و ذلک من
 لا یحسب من یتوکل علی الله فهو حسبہ بندہ یہ بات کہتا، اور حالت عافیت میں
 ہوتا ہے تو اللہ اسکو بلا و فقر میں مبتلا کرتا ہے وہ سوال و زاری کرنے لگتا ہے
 لکن اللہ اس بلا کو اس سے دور نہیں کرتا پس وہ بندہ اس ایمان و اعتقاد
 سے جو ساتھ خدا کے رکھتا تھا ہر کردار کفر میں جا کرتا ہے اسدم یہ قول آنحضرت
 صلعم کہ کاد الفقر ان یکون کفر اثبات و تحقیق ہو جاتا ہے و تصور و تقدیر احکام
 کی یوں ہی سہتی تھی کہ آغاز ہی سے اللہ اسکو مبتلا سے فقر و بلا کرتا اور سبب اس کے

در طہ کفر و مخط و انکار میں گرجاتا و لکن اسکے تصویر یوں کی کہ بعد غنا کے فقر میں
 اور بعد نعمت کے بلا میں گرفتار ہوا یہ اسلئے کہ بلا و نعمت اس صورت میں سخت تر
 ہوتی ہیں اور وقوع در طہ کفر میں بیشتر ہوتا ہے پھر جس کسی کے ساتھ اللہ تعالیٰ
 تعلق کرتا ہے اور اس سے وہ بلا دور کر دیتا ہے اور تدارک اور کما ساتھ عافیت
 و سلامت غنا کے فقیر سے فرماتا ہے اور اسکو توفیق شکر و حمد و ثنا کی دیتا ہے
 و عافیت و غنا مرتے دم تک دائم رہتی ہے اور جس شخص کے ساتھ اللہ ارادہ
 آزمائش و فتنہ و ابتلا کا کرتا ہے تو اسکی بلا و محتاجی ہمیشہ قائم رہتا ہے اس
 مدد ایمان کی منقطع ہو جاتی ہے وہ بسبب اعتراض کرنے اور تمہت لگاتے کے
 حق تعالیٰ پر اور بسبب شک کرنے کے اسکو وعدے میں کافر ہو جاتا ہے اور
 اسی حالت کفر بخدا اور انکار آیات میں اللہ سے ناراض و خوشگین ہو کر مر جاتا ہے
 رسول خدا صلعم نے اسیطرن اشارہ کیا ہے ان اسد الناس عدا ابایعہم القیامۃ
 رجل جمع اللہ بین فقر الدنیا و عذاب الآخرة نعوذ باللہ من ذلک یہی وہ فقر
 منی ہے جس سے حضرت نے پناہ مانگی ہے یعنی ایسی محتاجی جو بندہ کو خدا سے
 فراموشی لائے ف بیان تک و شصون کا حال بیان ہوا ایک وہ شخص جو مبتلا
 فقر ہو کر در طہ کفر میں جا کر اسکو فقر مضطر کہتے ہیں دوسرا وہ شخص جسکے ساتھ
 نطفہ کیا اور اسکو غنی کر دیا اور توفیق شکر کی بخشی کہ عینی شاگرد رہا فقیر صابر اسکو
 افضل ٹھہرا کر فرمایا ہے کہ تیسرا شخص وہ ہے کہ اللہ نے اسکے اصطفا و اجتناب

ارادہ کیا ہے یعنی اسکو ساتھ نعمتہا سے ظاہر و باطن و کمال عقلی و حسیٰ کو برگزیدہ
 کیا اور خاصان درگاہ سے ٹھہرایا اور دنیا و آخرت میں اپنا حبیب و تحلیل بنایا اور
 وارث انبیاء و سید اولیاء کیا اور عباد و علماء و حکماء و شفعاء و شیعہ میں اسکو
 عظیم و متبوع و معلم و مادی طریق مولیٰ و سنن ہدیٰ اور پچائیوا الاراہ ہلاک سے کیا
 اور اسکی طرف صبر کے پہاڑ اور موافقت رضا کے دریا بہیے اور اسکو فعل مولیٰ میں
 فانی کیا پھر اسکو عطاء بسیار دی اور ناز و نعمت میں پالا ساتھ اسے روز و شب میں
 اندر جلوت و خلوت کے کبھی ظاہر میں اور کبھی باطن میں ساتھ انواع لطف و فنون
 عطیہ کے سوا دیکھے یہ عطف و عطا حسین لقادہ یعنی موت تک دائم و قائم رہتا ہے
قول سیام تہذہ اکثر یہ بات کہتا ہے کہ میں کیا کروں کہ مقصود کو پہنچوں اور
 اسکا کیا جیلہ ہو سوا اسکا جو اب یہ کہ وہ اپنی جگہ ٹھہرا رہے اپنی حد سے آگے نہ بڑھے
 یہاں تک کہ جس نے اسکو حکم قیام کا اس کے مقام میں دیا ہے اسکی طرف سے کشائش
 آئی قال تعالیٰ اصبر و اصبر و اصبر و اتق الله یعنی شجاعت طاعت و
 سختی راہ دین پر صبر کرو اور اعدائے دین پر غلبہ و زور لاؤ اور مخالفت ہوائے
 نفس امارہ پر شکست بار ہوا اور سرحد اسلام کی گنگا ہائی کر واد نفس کو ساتھ طاعت
 و عبادت حق اور خلاف خواہش نفس بدر کردار کے باند ہو اور اللہ سے ڈرو غرض
 سو سن کو حکم دیا ہی مصابرت و مہربطت و محافظت و ملازمت کا پرتک صبر ہو یا ہے اور
 فرمایا کہ اللہ سے ڈرتے رہو اور صبر غیور ہو کیونکہ ساری خیر و سلامتی اسی صبر میں ہے

حدیث میں آیا ہے کہ الصبر من الايمان كالراس من الجسد یعنی جس طرح سر
 بریدہ زندہ نہیں رہ سکتا ہے اسی طرح ایمان بے صبر کے کامل نہیں ہوتا اور
 خود ساری عبادات و طاعات بلکہ حقایق ایمان افراد صبر پر ہیں کہ جب تک ان کی
 اشداد سے صبر اختیار نہ کر لیا جائے گا وجود نہ ہوگا فضیلت صبر میں آیا ہے کہ ہر شے
 کے لئے ایک مقدار ثواب کا ہے مگر صبر کہ یہ گران ہے یعنی اس کے ثواب کا کچھ
 حد و اندازہ نہیں ہے جس طرح اللہ نے فرمایا انما یوفی الصابرین اجرہم
 بغیر حساب پس جب بندہ نگہداشت صبر میں پر سیزگاری کر لیا اور حد و کی محافطت
 کر لیا تو اللہ نے جو وعدہ اس سے اپنی کتاب میں کیا ہے وہ پورا کر لیا و ہو تو
 ومن یتق الله یجعل له مخرجاً ویرزقه من حیث یشاء لیسبب سبب
 صبر کے یہاں تک کہ کشائش آئی منجملہ متوکلین کے ہوگا اور اللہ نے صفت توکل
 پر وعدہ کفایت مہمات کا کیا ہے اور فرمایا ہے ومن یتق الله علی اللہ فہو حسبہ
 اور بندہ ہمراہ اس صبر و توکل کی محسنین میں نہیں لگا اور اللہ نے وعدہ کیا ہے
 کہ ہم اچھی جزا دیں گے و کذلک نجزي المحسنین اور اللہ اس کو دوست کرے گا سبب
 اس احسان و خلوص کے ان اللہ یحب المحسنین غرض کہ صبر ہر خیر و صلاح
 دنیا و آخرت کا سرچرہ اور اسی صبر سے مومن حالت رضا و موافقت کی طرف
 ترقی پاتا ہے پھر دوسری ترقی اس مقام سے یہ ہوتی ہے کہ افعال آلہ میں فنا
 ہو جاتا ہے یہ حالت بدلیت و غیبت کی ہے ابدال کو کوئی ارادت و خواست

وفعل واختیار نہیں رہتا ہے وہ ارادت وفعل حق میں غائب و فانی ہوتی ہیں

آمد خبری ز آمد او * ۵ من بعد خبر غائبانہ مارا

اب چاہیے کہ ترک کرنے سے اس حال کے حذر کرے ورنہ دنیا و آخرت میں
مخدول ہوگا اور غیر دیرین اوس سے فوت ہو جاوے گی قول سی ویکم زندہ جب اپنے
دل میں کسی شخص کی دشمنی یا دوستی پائے تو اوس شخص کے اعمال کو کتاب و
سنت پر عرض کرے اگر یہ اعمال اوس کے ان دونوں میں مغضوب ہوں یعنی
مخالفت و نامرضی خدا و رسول تو اپنے اس موافقت پر ساتھ خدا و رسول کے نہیں
و شادمان ہو اور اگر عمل اوس کے ان دونوں میں محبوب ہوں اور یہ اوس شخص
کو دشمن رکھتا ہے تو پھر جان لے کہ میں صاحب ہوئی نفس ہوں میرا دشمن کہتا
اوس کو خواہش نفس سے ہے اور میں اس نفس میں ظالم ستمگار جفا کار ہوں اور
اللہ و رسول کا عاصی و نافرمان ہوں اور مخالف ہوں کہ میں تو اسکو دشمن رکھتا ہوں
اور وہ دونوں اسکو دوست رکھتے ہیں اب چاہیے کہ یہ شخص اپنے اس نفس
سے طرف اللہ کے توبہ کرے اور اللہ سے اوس شخص کی محبت کا خواہاں ہو
اسی طرح اللہ کے دیگر احباب و اولیاء کی محبت کا سائل ہو تاکہ دوستی و دوستان
حق میں موافق خدا ہے **ف** اس کلام میں اشارہ ہے طرٹ اسکے کہ سلمان
کو چاہیے کہ اولیاء خدا کو دوست رکھے اسکے کہ وہ دوست خدا کی ہیں اور انہیں سے
کسی کا دشمن نہ ہو اور اگر تعصب کو ساحت انصاف سے دور کرے تاکہ درطہ زلیخ

وضدالت میں نگرے اور جو ربط و اخلاص و خصوصیت ساتھ پیر کے ہوتی ہے
وہ اور چیز ہے وہاں پہر غیر سے خبر نہیں رکھتا ہے دشمنی کی کیا گنجائش ہے
غیاں بسے جھپٹسم در آئند و بگذرند | آن شوح دیگرند کہ در سینہ جاکنند

آسی طرح اوس شخص کی حق میں جھکود دوست رکھتا ہے عمل کرے یعنی اوس دوست
کے اعمال کو قرآن و حدیث پر عرض کرے اگر کتاب و سنت میں وہ اعمال محبوب
ہوں تو اوسکو دوست رکھے اور اگر بغض ہوں تو دشمن رکھے تاکہ یہ دوستی
و دشمنی براہ ہو اے نفس نہ ہو کیونکہ اسکو تو یہ حکم ہے کہ یہ خلاف اپنے ہو اے
نفس کے کرے قال تعالیٰ ولا تتبع الهوی فیضلاف عن سبیل اللہ
قول سی و دوم بندہ اکثر یہ کہتا ہے کہ جھکو میں دوست رکھتا ہوں یہ محبت
سیری ہمیشہ ساتھ اوسکے نہیں رہتی درمیان میں کوئی مانع اگر حائل ہو جاتا ہے
یا یہ دوست غائب ہو جاتا ہے یا مر جاتا ہے یا آپس میں دشمنی ہو جاتی ہے اور
انواع اموال تلف ہو جاتے ہیں اور ہاتھ سے فوت ہوتے ہیں سوا اسکا جو
یہ ہے کہ اس محبوب خلق اور عنایت یافتہ اور نظر کردہ عنایت اور شگ کردہ کو
یہ معلوم نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ غیور ہے اوسنے اسکو اپنی بندگی کے لئے پیدا
کیا ہے تاکہ وہ اوس کے ساتھ مشغول رہے غیر سے کچھ کام نہ کرے اور یہ یوں چاہتا
ہے کہ غیر کا ہو جائے کیا اسنے یہ قول اللہ تعالیٰ کا نہیں سنا ہے عجب عجب
وما خلقت الجن والانس الا ليعبدون اور حضرت نے فرمایا ہے اذا احب الله

عبد ابتلاہ فان صبرا قتناہ قیل یا رسول اللہ ما قتناہ قال لم یذلک مالا ولا ولداً
یعنی جب اللہ کسی بندے کو دوست رکھتا ہے تو اسکو مبتلا کرتا ہے اگر اسنے
صبر کیا تو اسکو چین لیتا ہے کہا چنا اسکا کیا ہے فرمایا اسکے لئے نہ مال چھوڑتا
ہے اور نہ اولاد یعنی بلکہ سب واپس لیکر اسکو فقیر مگر کر دیتا ہے یہ اسلئے کہ جب
اسکے پاس مال و اولاد ہوگی تو وہ ضرور اونکو دوست رکھیکا اسدم محبت حق عزوجل
کی شلخ و رشلخ اور پراگندہ ہو جائے گی اور کم یا کثرتے کثرتے ہو کر درمیان حق
و غیر اللہ کے مشترک ٹھیر گئی اور اللہ شریک کو قبول نہیں کرتا ہے کیونکہ وہ غیور ہے
اور ہر شے پر قاهر و غالب ہے ۵

حسن غیور و نپسند و شریک دا آمینہ را بدست نگیں و نگار ما

آب اللہ اس شریک و ابنار کو ہلاک و معدوم کر دیگا تاکہ اس بندہ کا دل خالص
اللہ کے لئے رہ جائے بغیر کسی شریک کے ف کوئی کہے کہ شرع میں ترغیب
آئی ہے محبت اولاد پر اور فرمایا ہے من کلایم کلایم تو جواب اسکا یہ ہے کہ مہربانی
و ادا حقوق شرعیہ اور بات ہے اور تعلق باطن کا اور انہماک دل کا اس شغل میں
اور بات ہے کہ یاد حق سے مانع ہو اور باعث ترک حق و دوستی خدا کا ٹھیرے
کہ اسطرح کی محبت ممنوع و مکروہ ہے حکایت امام حسین علیہ السلام نے
علی مرتضیٰ سے پوچھا تھا کہ آپ مجھ کو دوست رکھتے ہیں کہا تم میرا اور حضرت کے
فرزند ہو میں تمکو کس طرح دوست نہ کر لوں گا کہا آپ حق تعالیٰ کو ہی دوست رکھنا

فرمایا اسکا بچہ کیا اللہ کی دوستی سب پر مقدم و مختار ہے کہا دو دوستی ایک دل میں
 کس طرح سما سکتی ہیں علی مرتضیٰ خاموش ہو گئے پھر کہا بھلا اگر آپ کو بخیر کریں ہمارے
 وجود و بقاے ایمان میں تو آپ کسکو اختیار کریں فرمایا ایمان کو اختیار کروں گا
 بس اب آپکی محبت حسیجانہ میں منحصر رہی اور جو محبت آپکو محسوس ہے وہ محبت نہیں
 ہے بلکہ شقیقت و مہربانی ہے علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نے انکی تحسین و آفرین کی
 اور فرمایا کہ ایسی بات سوائے خاندان نبوت کے اور جگہ سے نہیں آتی ہے اتھی
 سفوح میں کہا ہے فیترک آن وقطع ازان را بتدائی حال ست از برائے

تحصیل و تحقیق محبت مولیٰ سبحانہ و بعد از تحقیق و حصول آن ضرر ندارد چنانکہ در آخر مقالہ تصریح
 بدان مینمایند امتی غرض کہ جب دل بندہ کا ساوہ و آئینہ شریعہ آئنا ہو گیا تو اب یہ قول حق عزوجل
 ثابت و راست و درست ہو جاتا ہے عجب ہم و عجب نہ یہاں تک کہ جب دل شرکار و آندانہ
 یعنی اہل و مال و ولد و لذات و شہوات و طلب و لایات و ریاسات و کرامات و
 حالات و منازل و مقامات و جنات و درجات و قربات و زلفات سے پاکیزہ ہو گیا
 تو اندر دل کے کوئی خواہش و آرزو باقی نہیں رہتی ہے وہ ایک آوند رشہ دہا
 کی طرح ہو جاتا ہے کہ او میں کوئی پتلی چیز تم نہیں سکتی و یہ تمثیل و تشبیہ
 کلام حضرت شیخ رضی اللہ عنہ میں کر بار بار واقع ہوئی ہے بحبت غایت مطابقت
 کے ساتھ مقصود کے اسطرح اور مطالب و مقاصد بھی بقصد تاکید و تقریر پیکر آئی ہیں
 گویا اس جگہ بنا بہت طرز کلام مجید ہے کہ یہ طریقہ وہاں ہی سلوک ہے اور حقیقت میں

کا ہم انبیاء و اولیاء کا ظل و پر تو ہے اوس آفتاب کے نور کا باجملہ جب دل لوث
 شکر سے پاک ہوا اور ارادہ کسی چیز کا اندر او سکے نہ رہا تو اب وہ فعل آئی
 سے شکستہ ہو جاتا ہے جب اوسمین کوئی ارادہ پیدا ہوتا ہے تو اللہ کا فعل اور
 اللہ کی غیرت اوسکو توڑ دیتی ہے اور گرد او سکے سر پر وہ ہائے عظمت و جبروت
 و ہیبت لگا دئے جاتے ہیں اور پیچھے اون سرافقات کے خندق کھرا و سطوت
 کو موڑ دئے جاتے ہیں اب کیا ذکر ہے کہ اوس دل تک کوئی شے بجملہ اشیاء کے
 جا کے اسدم دل کو اسباب مال و ولد و اہل اصحاب و کرامات و حکم و عبادات کچھ
 مسرت نہیں کرتے اور کارخانہ جمعیت میں خلل انداز نہیں ہوتا ۵

گرت مال و جاہ ست و ذریع و تجارت	چو دل با خدا ہست خلوت نشینی
---------------------------------	-----------------------------

کیونکہ یہ سارے اسباب دل سے باہر ہوتے ہیں اور اللہ اوس بندہ پر غیرت
 بھی نہیں کرتا ہے بلکہ یہ ساری اشیاء اللہ کی اوس بندہ کے لئے کرامت و عطف
 و نعمت و رزق ہو جاتی ہیں اور جو لوگ پاس اس بندہ کے آتے ہیں اوکے لئے
 شفقت و تکریم و رحمت و حفظ ہوتا ہے کیونکہ یہ بندہ نزدیک اللہ کے کرم ہے
 اور واسطے عباد کے بدرتہ و شمنہ و گماشتہ و کمف و پناہ و حرز و شفیع دنیا و آخرت
 ہوتا ہے و امام وقت شیخ ابوالحسن شافعی قدس سرہ نے فرمایا ہے میں
 خلق سے کیوں نا امید ہوں حالانکہ میں اپنے آپ نا امید ہو گیا ہوں کہ کچھ
 نفع اپنی ذات کو پہنچاؤں اور حق سے کیوں نا امید ہوں حالانکہ مجھے حق قاسم لے

سے امید ہے کہ اور دن کو مجھ سے نفع پہنچائے یعنی میرے ذریعہ سے۔

قول سی وسوم لوگ چار قسم ہیں ایک وہ شخص ہے جو نہ زبان رکھے اور نہ دل یعنی نہ زبان ناطق بحکمت رکھتا ہے اور نہ دل کہ محل علم و معرفت و اسرار ہی آور یہ عامی غافل نا آواز مودہ کار ہوتا ہے اور سفیان یعنی خرد و خوار و ردی ہو کر اللہ کچھ قدر وزن اور کٹا نہیں رکھتا اور اوٹمین کچھ خیر نہیں ہوتی یہ شخص اور اسکے امثال مثالہ یعنی بھوسی ہیں انکے لئے کچھ قدر اعتبار نہیں مگر یہ کہ اللہ کی رحمت انکو عام ہو جائے اور انکے دل کو طرف ایمان کے راہ یاب فرمائی اور جو ارج واسطے طاعت کے جنبش کریں یعنی اس تقدیر پر یہ عوام لوگ اس وجہ سے نکل سکتے ہیں اور اس قسم میں داخل نہیں رہتے یا مرد ادنی مرتبہ ایمان و عمل کا ہے جو عوام و جہال کو حاصل ہوتا ہے یعنی اس قسم میں ایسے لوگ بھی ہوتے ہیں کہ فی الجملہ ایمان و عمل رکھتے ہیں جبکی وجہ سے غلو و نار و عذاب و دوزخ سے رہا ہونگے اگرچہ اور کمالات و درجات سے محروم ہیں سو بندہ کو چاہیے کہ اس قسم اول سے حذر کرے کہ کمین اوٹمین سے نہ ہو جائے کہ نہ زبان حکیم ہی رکھتے ہیں اور نہ قلب سلیم بلکہ انکے در بیان میں ہی نہ آئی اور کچھ اعتبار انکا کم کرے اور نہ اوٹمین ہے کہ یہ اہل عذاب و غضب و عطا اور کان سترو اہل نار ہیں فعوذ باللہ منہم مگر یہ کہ عالم باللہ اور معلم خیر و ہادی دین اور قائد و داعی الی الاسلام ہو کہ اس صورت میں اسکو اوٹمین در بیان میں رہنا پہنچ سکتا ہے اور کو طرف طاعت خدا کے بلائے اور

معصیت خدا سے ڈرا ہے کہ اس دم شیخ نص نزدیک اللہ کے عالم بزرگ نقاد خیر ہوگا
 اور اسکو ثواب رسل و انبیاء کا ملیگا حضرت نے علی مرتضیٰ سے فرمایا تھا کہ لا یتعد
 اللہ عہداً لک رجلاً خیراً لک مما طلعت علیہ الشمس و دوسری روایت یوں ہے کہ لا یتعدی
 اللہ بک رجلاً خیراً لک من جمیع النعم معلوم ہوا کہ ثواب راہنمائی کا اور اعمال کے ثواب کے
 بزرگتر ہوتا ہی دوسرا شخص وہ ہے جو زبان رکھتا ہے نہ دل اور ناطق بھلکتا ہے لکن
 اس حکمت پر کام نہیں کرتا اور عامل نہیں ہے لوگوں کو طرف اللہ کے بلاتا ہے اور
 خود اللہ سے بھاگتا ہے اقامہ من الناس بالبر و تفسدون انفسکم لوگون کے عیب کو
 بد کرتا ہے اور خود اپنے حق میں اسی عیب پر دائم قائم ہے ۵

واعظان کین جلوہ بر محراب ممبر میکنند	چون بخلوت میرند آن کار دگر میکنند
--------------------------------------	-----------------------------------

لوگون کے لئے منظر انبیاء و پیار سائی کا ہے اور خود بڑے بڑے گناہ لیکر
 اللہ کا سامنا کرتا ہے اس سے معلوم ہوا کہ قاصد معصیت گویا رب العزت سے لڑنے کو
 باہر نکلتا ہے سوا اسکا انجام ظاہر ہے کہ سوائے ہلاک کے اور کیا ہوگا غرض کہ جب کسی
 کے ساتھ تنہا ہوتا ہی تو گویا آدمی کی صورت میں ایک گرگ باہر پوش ہے ۵

اینکہ می بینی خلاف آدم اند	نیستند آدم خلاف آدم اند
----------------------------	-------------------------

ایسے ہی شخص سے حضرت نے ڈرایا اور فرمایا ہے اخوف ما اخاف علی امتی
 علماء السوء یعنی بڑا ڈر مجھ کو اپنی امت پر انہیں دانا یاں بکارا اور دانشندان
 ریبا کا کہے کیونکہ علماء بے عمل کی پیروی کرنے سے لوگ گمراہی میں گرفتار ہو جاتے ہیں

گو وہ زبان سے تعلیم خیر کرتا ہی لیکن جب خود اسے عمل نکیا تو اس کی بات کا کیا اثر ہوگا بلکہ اور نقصان پہنچے گا تو خدا اللہ سے بھلا سو ایسے شخص سے دور رہے اور دور کر رہا گے ۷

ازین دیو مردم کہ دام و دواند	نہان شو کہ ہم صحبتان براند
------------------------------	----------------------------

یہ بعد و گریز ایسے چاہیے کہ کہیں وہ شخص اس کو اپنی زبان شیریں و گفتگو سے با مزہ سے اور جب نہ لے اور اس کے دل میں محبت معاصی و شہوات کی نہ ڈال دے اور پھر یہ آتش معاصی سے جل بہن کر رہ جائے اور بد بواہ کے باطن و دل کی اس کو قتل کر ڈالے اس سے معلوم ہوا کہ عامی مومن نسبت انجام کے بہتر ہوتا ہے عالم بے عمل سے و لہذا اہل علم و تجربہ و اصحاب کشف و شہود نے کہا ہے

البلاہۃ ادنی الی الخلاص من الفطنۃ البتداء ۱۷ تیسرا وہ شخص ہے کہ دل رکھتا ہے نہ زبان یعنی قلب تو انوار علم و معرفت سے روشن ہے لیکن زبان شرح و بیان سے بند ہے قفل خاموشی دہن پر لگا ہے حکمت و مخالفت خلق سے آکھو جدا کر رہا ہے ۷

ستم کشان محبت دم از فغان بستند	اگرہ ز جہہ کشاوند و بر زبان بستند
--------------------------------	-----------------------------------

یہ وہ بندہ مومن ہے جس کو اللہ پاک نے اپنے خلق سے چھپا رکھا ہے اور اوپر پردہ اپنی پناہ کا ڈالا ہے تاکہ اس کے علم و معرفت کی حقیقت پر خلق مطلع نہ ہو اور اس کو اس کے عیوب کا شناسا بنایا ہے ۷

خواہی کہ عیسا تو بر تو شود عیان | یکدم منافقانہ نشین در کین خویش

اور اسکے دل کو شناخت عجائب و خود بینی و دقائق سمعہ و ریاء کاری سے و نشان
و منور کیا ہے اور اسکو سختی و دشواری صحبت و آمیزش خلق کی بکلا دی ہے اور
نامبار کی دشواری و سخت گفتگو پر عارت کیا ہے اور اسکو یقین ہو گیا ہے کہ سلامتی
اسی خاموشی و گوشہ گیری و کنج نشینی میں ہے یعنی با وجود علم و دانش کے
جو اسنے خاموشی اختیار کی ہے اسکا باعث یہی ہے کہ اسنے سمجھ لیا ہے کہ
بے گزندگی اور نجات آفات نفس سے اسی سکوت و صمت میں ہے و لہذا خلوت
کو جلوت پر بغرض خاموشی اختیار کیا ہے جس طرح حضرت نے فرمایا من صمت بجا
اور فرمایا ہے عبادت کی دل جزو ہین تو جزو خاموشی میں ہین یہ بیان ہے کثرت
خصیلت خاموشی کا کیونکہ غالباً جو بلا و آفت آتی ہے دنیا و آخرت میں وہ اسی
زبان کی وجہ سے آتی ہے حدیث میں آیا ہے کہ آدمی کو دوزخ میں اندھے
منہ یہی حصا ید السنہ ڈالتے ہین غزانی حنفی نے کلام میں بتیل آفتیں لکھ کر بتائی ہین

ہر چہ بر آدمی رسد ز زبان ۵ ہمہ از آفت زبان باشد

سو ایسا شخص اللہ کا ولی اور اللہ کے راز و نیاز میں ہوتا ہے اور محفوظ و سلامت
رہتا ہے صاحب عقل و افراد ہمنشین رحمن و مقرب درگاہ اور نعم علیہ ہے
ساری غیر و خوبی اسیکے پاس ہوتی ہے چاہیے کہ بندہ ایسے شخص کا صحابہ
و مخاطب و خادم بنے اور دوستدار ہو اور اسکے کام کاج کر دے جو اسکو حاصل

ہوں اور اسکی منفعت میں مدد دے کہ اللہ اسکو دوست رکھے گا اور چن لگیا اور اپنی
اجاب کے زمرہ میں داخل کرے گا اور بندگان صالحین میں شامل فرمائے گا یہ سب بات
برکت صحبت ولی مذکور سے حاصل ہوگی انشاء تعالیٰ چوتھا شخص وہ ہے جو ملکوت
یعنی عالم ملائکہ و ارواح میں ساتھ عظمت کے پکارا جاتا ہے یہ وہی شخص ہے
جو صاحب لسان و قلب ہے حدیث میں آیا ہے من تعلق بعمل بدو علم دعی نے
الملکوت عظیماً یہ وہ آدمی ہے جو عالم باللہ اور عالم بآیات اللہ ہے اللہ نے اس کے
دل میں اپنے غرائب علم امانت رکھے ہیں اور اسکو ایسے اسرار پر مطلع کیا ہے
جنکو غیر سے لپیٹ رکھا ہے اور یہ اللہ کا برگزیدہ و نواختہ و چیدہ ہے خلق پر سب
درجات علم و عمل کے اور اللہ نے اسکو اپنی طرف کھینچا اور راہ یاب کیا ہے
اور اپنی درگاہ قرب کے اوپر لگیا ہے اور اسکا سینہ واسطے قبول ان اسرار
و علوم کے کشادہ کر دیا ہے اور اسکو ایک دانشمند بزرگ و تقا و خیر و داعی عباد
بسوئے خیر اور نذیر مردم اور حجت و راہنما و راہ یافتہ شافع شافع صادق صدق
بدل رسل و انبیاء شہیرا ہے علیہم صلاۃ و تحناتہ و برکاتہ میں کتابوں
شیخ الاسلام ابن تیمیہ و ابن القیم و غزالی و سہروردی و ابن عربی اور اوکلی اشال
اسی قسم کے تھے کہ اللہ نے انکو زبان و دل و دونوں عطا کئے تھے پس ایسا ہی
شخص نبی آدم میں غایت و منہستی ہوتا ہے اسکے مرتبہ کے اوپر کوئی مرتبہ نہیں
ہے مگر مرتبہ نبوت اب چاہئے کہ ایسے شخص کی صحبت و خدمت و محبت و عقیدت کو

لازم پکڑے اگر میر ہو ورنہ عقیدت و محبت کو تو ہرگز ہاتھ جانے دے کہ بیگانگی و دوری آوے
 موجب خسارت و حرمان ہی اور مخالفت او کی سبب او بار و خذلان بلکہ جہان تک ہو سکی او کی
 مخالفت و منافرت پر سہیز کرے اور او کی دشمنی سے کنارہ پکڑے اور او کی بات مانے اور او کی
 نصیحت کی طرف رجوع لاگے تاکہ سلامتی او کی بات میں اور او کے پاس ہے اور ہلاکی و
 گمراہی او کو خیر کے پاس ہے مگر جسکو اللہ توفیق دے اور دہشتی و راستی ہی او کی مدد فرمائے
 اور او کی کردار و گفتار کو سیدھا کر دے تب ہی تقسیم گوگوئی بتا دی ہے اب اگر کوئی
 شخص ناظر و قابل و صاحب فکر و مستعد ہو تو وہ اپنے نفس میں نظر و تامل کرے
 ہم کیا کہیں کہ وہ کسے پاس بیٹھے اور کیا کھائے اور کیا کرے کہ وہ خود عاقل و
 زیرک ہے اور اپنے نفس کی نگہداشت کرے اگر محترم و پرہیزگار و شفیق و مہربان
 نفس و جان ہے تاکہ کوئی مکروہ او کو نہ پہنچے ھللا اللہ وایاک لما یحبہ فیضا
 دینا و اخصی جمع کرنا اپنی ذات کا ساتھ مخاطب کے متبیہ ہے کمال شرف و عظم
 پر اس بدعا کے اور تکریم ہے اجابت دعا کی اللهم و تقنا و حقنا بذلک یا عزیز یا ذا
 قول سی و حیا م بندہ کا خفا ہونا اپنے رب پر اوقمت لگانا جمل و بخل و
 سفہ کی اوپر اور اعتراض کرنا حق پر اور منسوب کرنا عز و جل کا ظلم کے اور دیر
 سمجھنا ملنے میں رزق و تو لگری کے اور تاخیر جاننا کشف اندوہ ہلا میں موجب
 بات ہے کیا اس شخص کو یہ نہیں معلوم ہے کہ لکل اجل کتاب یعنی ہر مدت
 کے لئے ایک سر نوشت و نہایت ہی اور واسطے ہر بلا و اندوہ کے ایک پایان و غنا

دوسری ہونا ہی جو نہ آگے بڑھے اور نہ پیچھے ہٹے اوقات بلایا کے دگرگون نہیں ہوتے ہیں کہ وہ بلا عافیت ہو جائے اور وقت سختی کا نرمی نہیں ہوتا اور حالت درویشی کی حالت تو نگری کی نہیں ہو جاتی یعنی جو چیز جو وقت میں مقدر ہے بر خلاف اس کے توقع رکھنا بچا بیٹے اور خدا پر اعتراض و غصہ نہ کرے ۵

کر دگا رآن کند کہ خود خواہد	حکم بر کردگار نتوان کرد
-----------------------------	-------------------------

بلکہ لایق یہ ہے کہ بندہ حسن ادب کرے اور خاموشی کو لازم پکڑے اور صبر و رضا و موافقت رب کی اختیار کرے اور خفا ہونے سے اپنے رب پر تائب ہو آ اور فعل حق پر تمت و لگائے اللہ کے یہاں استیفاء حق کا عباد سے اور انتقام لینا بغیر گناہ کے مقتضای طبع پر نہیں ہوتا ہے جس طرح کہ بعض بندے بعض کے ساتھ کیا کرتے ہیں بلکہ اللہ تعالیٰ متفرد ہی ساتھ ازل کے اور سابق ہے سب اشیاء پر اوسینے سب اشیاء پیدا کئی ہیں اور اوسکے مصالح و مفاسد بنائے ہیں وہ ہر چیز کی ابتدا انتہا جانتا ہے اور ہر ایک شے کا القضاء و انجام پہچانتا ہے وہ اپنے فعل میں حکیم اور اپنی کاریگری میں متقن ہے اوسکے کام میں مناقض نہیں ہے کہ ایک فعل دوسرے فعل کو باطل کرے وہ کوئی کام عبث و بیفائدہ نہیں کرتا اور نہ کوئی امر باطل لعب کی راہ سے پیدا کرتا ہے اوسپر کوئی صفت عیب و زنا و نقصان کی روانہ نہیں ہے اور نہ اوسکے افعال میں ملامت و نکوہیدگی آتی ہے مومن کو چاہیے ہے کہ چشمداشت کشادہ کار رکھے اگر موافقت سے فعل حق

عاجز ہے اور اسکی قضا و قدر پر خوشنود ہے اور اس کے فعل میں فانی ہو جائے
 حتیٰ یبلغ الکتاب اجلہ اگر ایسا کر گیا تو حالت بلا و محنت کی اپنی ضد سے بدل
 جاسیگی زمانے گزرنیکے اور مدت کے تمام ہونے سے حسب طرح کہ موسم سردی ختم
 ہو کر موسم گرمی آتا ہے اور رات تمام ہو کر دن نمایاں ہوتا ہے یعنی ہر چیز کا ایک
 وقت ہے جب تک وہ وقت نہیں آتا ہے امید رکھنا اور طلب کرنا اس کا وقت سے
 پہلے ہرزہ گرمی و بیہودگی ہے کہتے ہیں اکثر قبض انہا سے دنیا کا دو چیز سے ہے
 قسمت سے زیادہ طلب کرتے ہیں اور وقت سے پہلے چاہتے ہیں اور یہ دونوں محال
 ہیں جب کوئی روشنی روز کی درمیان مغرب و عشا کے طلب کر گیا تو ہرگز نسیلیگی بلکہ
 رات کا اندھیرا بڑھتا جائیگا یہاں تک کہ جب تاریکی شب کی اپنی نہایت کو پہنچ جائیگی
 اور سپیدی آخر شب کی ٹھیکگی تب روز روشن آئیگا خواہ یہ اس کو طلب کرے اور
 چاہے یا چپکے ہے اور ناخوش ہو پھر اگر یہ چاہیگا کہ جس وقت دن نکلا ہی اور سیدم رات
 آجائے تو یہ خواہش قبول نہوگی کیونکہ اسنے شے کو اس کے غیر وقت میں طلب کیا ہے
 اب یہ خاصہ منقطع ختمنا کہ سرگشتہ پیشمان و بہشت زدہ خاموش رہیگا اس سے
 یہی بہتر ہے کہ اس سب کو چھوڑ کر موافقت امر و فعل خدا کی لازم پکڑے اور نیک
 گمان ہو اور صبر جمیل اختیار کرے یعنی نذران سے شکوہ کرے اور نہ دل سے
 اسنے کہ جو چیز اس کے لئے ہے وہ اس سے سلب نہیں کی جائیگی اور جو اس کے نصیب میں
 نہیں ہے وہ اس کو نہیں دی جائیگی مجھے اپنی بقا کی قسم ہے کہ بندہ دعا کرتا رہے

اور سامنے رب کے زاری و خوارگی بجا لاتا ہے واسطے عبادت و طاعت بجا آوری امر کے جو کہ اس آیت میں ہے ادعوا فی استجب لکم اور اس آیت میں ہے واسالوا اللہ من فضله اسکے سوا اور آیات و اخبار بھی ہیں جنہیں ترغیب و عار و سوال کی آئی ہے پس بندہ داعی ہوتا ہے اور رب اوس دعا کو قبول کرتا ہے جبکہ وقت اجابت کا آجاتا ہے اور اللہ اوس کام کا ہونا چاہتا ہے اسی میں اوس بندہ کی مصلحت دنیا و آخری کی ہوتی ہے۔

انہیں کہ تو نگر نہ گرواند	اور مصلحت تو از تو بہتر داند
---------------------------	------------------------------

جس طرح کوئی دہقان کسی بادشاہ سے اس پر عربی مانگے اور وہ اوس کو بندے اسلئے کہ اوس کو زیان ہو گا یا اس کے بدل میں گاؤں کے کہ یہ عین شفقت و رحمت ہے حق میں اوس گنوار کے۔

بس دعا ہا کاں زیان ست و وبال	از کرم من نشنودشان ذوالجلال
------------------------------	-----------------------------

یا وہ اجابت دعا موافق قضا و انتہاء اجل کے پڑتی ہے حاصل یہ ہے کہ حصول مقصود کے لئے بتقدیر آگاہی ایک وقت معین اور مدت مخصوص مقرر ہے کہ اوس سے پہلے وقوع اوس کا نہیں ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اپنے بندہ پر مہربان ہے منع و عطا میں رعایت اوس کو صلاح حال کی کرتا ہے تاخیر کو یہ اسلئے نہیں ہے کہ دعا مستجاب نہوگی اور عطا دعا ممنوع ہی بلکہ وعدہ اجابت و عطا کا تو مطلق ہے متعید ساتھ اوس وقت کے نہیں ہے کہ بندہ چاہے اگر دنیا میں نہ پائیگا تو آخرت میں ضرور پائیگا لہذا اللہ

پاک تاخیر اجابت میں متم نہ کرے اور دعا کرنے سے عاجز نہ ہو کیونکہ اگر اس دعا
 کرنے میں سود مند نہ ہو گا تو زیان کا رہی نہ ہوگا اگر اس جہان میں یہ دعا قبول نہ ہو
 تو اس جہان میں تو ضرور ہی ثواب اس دعا کا ملے گا یہ کلام بر سبیل تنزیل
 و ارخار عنان کے فرمایا ہے بنظر ہوائے نفس داعی کی در نہ نفع آخرت کہ باقی
 و پایندہ ہے اہم و اتم و اکمل و اہل ہے نفع دنیائی نہ پایدہ اسے حدیث میں
 آیا ہے ان العبدیری فی صحائفہ یوم القیامۃ حسنات لا یجرہا فیقال
 انھا بدل سوائک فی الدنیا کم یقدر قضاؤہا فیہا انکما و جہر و سری حدیث میں آیا ہے
 کہ امر و دعا و اجابت کا دائرہ ایک میں تین چیزیں ہیں یا تو سوال کو پورا کر دیتے ہیں یا کوئی
 مانند اسکے دور کر دیتی ہیں یا آخرت کے لئے ذخیرہ کر لیتی ہیں مفتاح میں لکھا ہے تحقیق این مطلب
 در رسالہ تسلیۃ المصابین زیادہ برین کر وہ شدہ است آنجا باید نگارست انتہی آید
 رسالہ فارسی میں ہے اسی نام کا ایک رسالہ تفسیر از دو میں ہے آئین مصائب
 انبیاء و اولیاء صلحاء و علماء و امرو و نحو ہم کا ذکر کیا ہے اور جو آیات و احادیث تسلیہ بخش
 خواطر اہل بلا میں انکو لکھا ہے السہل اصل قل احوال داعی یہ ہے کہ وہ اپنے رب کا
 ذکر اور موجد ہوتا ہے کیونکہ اللہ سے مانگتا ہے اور غیر اللہ سے سائل نہیں ہوتا
 اور اپنی حاجت غیر کے سامنے نہیں لیجاتا اب یہ در بیان دو حالت کی ہے اپنے
 سامنے زمانے میں کیا رات دن کیا تندی و بیماری کیا محنت و اندوہ و ناز و نیت
 کیا سختی و سستی کہ یا تو سوال کرنے سے باز رہے گا اور راضی بقضائے حق ہوگا

اور موافق و مسترسل ساتھ فعل حق کے رہیگا جیسے مردہ سامنے نہلانے والے کے
اور کو دک شیرخوارہ ہاتھ میں دایہ کے اور گیند سامنے سوار کی جھکودہ چوگان سے گردش
دیتا ہے تو اس صورت میں تقدیر حسب طرح چاہیگی اور اسکو نوٹے پرگی اب یہ اس قدر
کاتابع ہے ۵

چکند بندہ کہ گردن نهند فرمان را | چہ کند گوئے کہ تن در دہد چوگان را

پہر اگر مقدر میں ناز و نعمت ہے تو اس بندہ کو شکر و ثنا کرنا چاہی اور اللہ عزوجل کی طرف
سے فرید عطا ہوگی حسب طرح فرمایا ہے لکن شکر تھکا نیدانکہ اور اگر مقدر میں محنت
و اندوہ و سختی و بلا ہے تو بندہ کی جانب سے صبر و موافقت ہونا چاہیگی ساتھ اللہ کے
توفیق و تثبیت و نصرت و صلوة و رحمت کے اور یہ اسکا فضل ہے کما قال تعالیٰ
ان الله مع الصابرين یعنی یہ معیت ساتھ مدد دینے اور ثابت رکھنے کے ہے
و کما قال ان تنصروا الله ينصركم و تثبت اقدامکم سو یہ نصرت دینا بندہ کا خدا کو یون ہی ہوتا
ہے کہ متابعت ہوئی و معصیت سے صبر لازم پکڑے پس جب بندہ نے اللہ کو مدد دی
مخالفت نہ ہوئی نفس میں اس طرح پر کہ اعتراض خدا پر نکلیا اور اس کے فعل پر اپنے حق میں
ناراض نہوا بلکہ اللہ کے لئے اپنے نفس کا خصم بنا اور لڑنے کو کھڑا ہو گیا اور واسطے
خدا کے نفس پر تلوار کینچی اور جب نفس نے ساتھ کفر و شرک خفی کے حرکت کی تو
سر اسکا کاٹ لیا ساتھ صبر و موافقت کرنے کے رب اور مطمئن ہونے کے فعل و
وعدہ رب پر اور راضی رہا اسپر تو پہر اللہ ہی اسکا معین بنا صبر ہو جاتا ہے یہی صلوة

ورحمت سوفرمایا ہے ویش الصابین الذین اذا اصابتم مصیبتہ قالوا ان الله وانا
 الید راجعون اولئک علیہم صلوة من ربہم ورحمتہ واولئک ہم المہتدون
 یعنی کلمہ استرجاع کے کہنے پر طرف سے خدا کے درود و برکت و مغفرت و مہربانی
 و لطف و احسان و منت حال پر بندہ صابر کے ہوتی ہے دوسری حالت یہ ہے کہ بندہ
 طرف اپنے رب کے زاری کرتا ہے ساتھ دعا و تضرع کے واسطے اعظام و تعظیم رب کے
 اور واسطے سجاوہی حکم رب کے کہ فرمایا ہوا دعوا دیکھ اور اس میں رکنا شے کا ہر
 موضع شے میں کیونکہ اللہ نے اسکو طرف سوال کے بلایا ہے اور کہا ہے کہ ہا ہی
 طرف رجوع لا اور اس دعا و سوال کو اس کے لئے ایک تشریح یعنی محل آسائش
 شیرایا ہے اور اپنی طرف کا ایک قاصد طرف اس کے مقرر کیا ہے اور سب بیوستگی
 اور دستاویز نزدیکی کا کیا ہے لکن اس شرط سے کہ تہمت لگانے کو خدا پر چوڑے
 اور حق پر خفا نہ ہو جبکہ اجابت میں تاوقت اجابت تاخیر ہو اب ان دونوں حالتوں
 میں اندازہ و قیاس کرے اور انکی حد سے تجاوز نہ کرے کہ مقام تعبد و تقرب مولے
 میں کوئی اور حالت بجز ان دونوں کے نہیں ہے اور اس بات سے حذر کرے
 کہ یہ منجملہ ظالمین معذین کے ہو کر برباد و تباہ و ہلاک ہو جائے اور اللہ کچھ پر دہا
 اسکے ہلاک کرنے کی نکر جو طرح کہ اس نے اگلی امتوں کو ہلاک کر دیا ہے دنیا میں
 سختی بلا سے اور آخرت میں عذاب دردناک سے سبحان اللہ العظیم یا علما
 بحالی علیک اتکالی ف ایک جماعت کے نزدیک دعا افضل ہے خواہ اسجملہ

قبول ہوا نہ ہو کیونکہ مقصود دعا سے اظہار فقر و فاقہ و احتیاج عبودیت ہے اور یہ بات حاصل ہو گئی اور حدیث میں فرمایا ہے کہ دعا مغرب عبادت ہے اور قرآن میں کہا ہے کہ تم مجھے دعا کرو میں قبول کروں گا بعض نے کہا کہ سکوت و خمود تحت جریا حکم و رضا سابقہ قضا اولیٰ ہے حدیث میں آیا ہے جسکو میرا ذکر دعا و سوال سے باز رکھیں اور سکوسائیں سے بھی زیادہ دیتا ہوں بعض نے کہا زبان سے سب اشہر دعا ہو اور دل سے مقام رضا میں ہے تاکہ جامع ہر دو فضیلت ہو بعض نے کہا اولیٰ یہ ہے کہ اوقات مختلف ہیں کسی جگہ دعا بہتر ہے اور کہیں سکوت اور اسکا علم ہی اسی وقت میں حاصل ہو جاتا ہے قول سی و پنجم بندہ پر ورع و تقویٰ واجب ہے ورنہ ہلاک اسکی بند و قید میں ہے اور ملازم ہے یہ ہرگز اس ہلاک سے دستگاز نہیں ہو سکتا ہے مگر یہ کہ اللہ اسکو اپنی رحمت و مہربانی و آمرزش سے ڈھانپ لے حدیث میں آیا ہے کہ اصل و مدار و ملاک دین و رع یعنی پرہیزگاری ہے اور ہلاک دین طمع ہے اور جو کوئی شخص اس درگاہ چکا گاہ کے پہنچتا ہے قریب ہے کہ وہ اس میں جا کر گنجا جیسے کوئی آس پاس کھیتی کے چرتا ہو تو بلا وہ کہیں اس سے سلامت رہ سکتا ہی یہ مثال ہے پرہیز کرنے کی شبہات سے عمر بن خطاب نے کہا ہے ہم نوحے حلال کے چوڑ دیتے تھے اس ڈر سے کہ کہیں حرام میں گرفتار نہ ہو جائیں اور ابوبکر صدیقؓ نے کہا ہی ہم ستر باب مباح کے ترک کر دیتے تھے ڈر سے جناح یعنی گناہ کے یہ احتیاط ان لوگوں نے براہ توہج کے مقابرت جملہ

سے کی تھی حضرت صلح کے اس قول پر عمل کرنے کو الا ان لكل ملك حمى وان
 حمى الله محارمه من حام حوال الحمى يوشك ان يقع فيه و دوسری مثال اخذ
 عزیمت اور ترک کرنے عمل کی رخصت پر ہے کہ شخص بادشاہ کے قلعہ میں آتا ہے
 اور پہلے دروازہ سے پہرہ دہرے سے در سے گزر کر چوکت محلہ کے نزدیک ہوتا
 تو وہ بہتر ہے اس شخص سے جو کہ پہلے در پر متصل صحرا و دشت کے کنارے اگر اس سے
 در سوم کو بند کر لیا جائے تو اس کو کچھ زیان نہ ہوگا کیونکہ وہ در ہا کو شک سے دور
 اور دہرے اور اوہر اس کے بادشاہ کو خزانہ اور لشکر میں اور اگر وہ در اول
 پر ہے اور اس کو بند کر لیں تو وہ اکیلا اس جنگل میں رہ جائیگا اس کو گرگ و
 دشمن پہاڑ کھائیں گے وہ ہلاک ہو جائیگا یہ مثال ہے عمل عزیمت
 و رخصت کی جو شخص اندر در دوم و سوم کا آیا ہے اور سدہ قصر سے نزدیک ہوا
 وہ عامل عزیمت ہے کہ مختص بشفرت قرب بادشاہ ہوا جو شخص کہ بیرون در ہے وہ
 عامل رخصت ہے اور مقام قرب و اختصاص سے دور ہے و لہذا فرمایا ہے کہ یہی
 حال اس شخص کا ہے جس نے طریق عزیمت کا سلوک کیا اور اس راہ کو لازم پکڑا
 اگر اس سے مدد توفیق و رعایت کی سلب کر لی جاتی ہے اور منقطع ہو جاتی ہے
 تو وہ رخصت میں رہ جاتا ہے لکن دائرہ شرع سے خارج نہیں ہوتا اور اگر بعبیت
 میں نہیں پہنچتا اگرچہ مقام قرب و مرتبہ فضیلت سے دور چاہتا ہے اور جب اس حال
 میں اس کو موت آتی ہے تو وہ طاعت و عبادت پر ہوتا ہے اس کے لئے عمل خیر

کی گواہی دیتی ہے اور جو شخص کہ خض پڑھ گیا اور طرف غزیت کے نہ پڑھا اگر
 اوس سے توفیق سلب کر لی جاتی ہے اور مد منقطع ہو جاتی ہے اور سب کا نفس و
 شہوات غالب آجاتی ہیں اور حرام کو تناول کرنے لگتا ہے تو حد شرع سے باہر
 ہو کر گرفتار معصیت ہو جاتا ہے اور منجملہ زمرہ مشیاطین اور اعداء خدا اور ضالین
 کے ہوتا ہے اوسکو اگر موت تو بہ سے پہلے آ لیتی ہے تو وہ ہالک ہو جاتا ہے مگر یہ
 کہ اللہ اپنی رحمت و فضل سے اوسکو ڈھانپ لے اور سارا خطر اسمین ہے کہ خض
 کے ساتھ قیام کرے اور ساری سلامتی اسمین ہے کہ ہمراہ غزیت کے ہے اسی
 غزیت کا نام تو بوع و تقویٰ ہے قول سی و ششم بندہ کو چاہیے کہ آخرت کو اپنا
 اصل مال ٹھیرائے اور دنیا کو سودا و س مال کا سمجھے کہ اس المال پر زیادہ ہی
 اولاً اپنا زمانہ تحصیل آخرت یعنی کار دین میں صرف کرے کہ حکم میں اس المال کی
 سب پر اگر کچھ وقت اوس زمانہ سے باقی ہو تو اوسکو دنیا میں بطلب معاش صرف
 کرے یہ نہ کرے کہ دنیا کو تو اصل مال ٹھیر لے اور آخرت کو اسکا بیج و نفع قرار دے
 کہ اکثر اوقات و خلاصہ عمر اسی تحصیل دنیا میں برباد جائے الذین ضل سبیلہم
 فی الحقیۃ الدنیا وہم یحسبوا انہم یحسبون صغیرا اگر کچھ اور زمانہ باقی ہے تو اوسکو کار آخرت
 میں خرچ کرے وہ یہ ہے کہ نماز پنجگانہ پڑھے لگن اگر یہ نمازین ایک بارگی اس طرح
 پڑھ گیا جس کے ارکان ساقط اور واجبات مخالفت یکدیگر ہو گئے نہ رکوع ہو گانہ سجدہ
 اور نہ ارکان میں طمانینت یا مانگی و مشقت و عجز کی وجہ سے بالکل نماز ہی نہ پڑھ گیا

اور ادا نماز سے بالکل سوسہ گاہ اور شب میں مثل ایک مردار کے پڑا ہوا اور
 دن میں بیکار اور تابع نفس و ہوا و شیطان ہو گا حدیث میں آیا ہے کہ ہر آدمی کے
 ساتھ ایک شیطان اور ایک فرشتہ ہوتا ہے شیطان بدی کا حکم کرتا ہے اور
 فرشتہ نیکی کا آخرت کو دنیا سے فروخت کر ڈالے گا اور نفس کا بندہ و بارگی اور
 مرکب بن جائیگا حالانکہ اسکو یہ حکم تھا کہ نفس پر سوار ہو اور اسکی درستی کرے اور اسکو
 اپنا رام بنائے اور اسکو سہلاستی کی راہ و نمین لیچکے کہ طرق آخرت و طاعت مولیٰ ہین
 سو یہ تو اسنے نہ کیا بلکہ اپنے نفس پر ظالم ہوا کہ جو کچھ اسنے کہا وہی مانا اور اسکی
 اباگ اسیکے ہاتھ میں دیدی کہ جدھر چاہے جائے اور شہوات و لذات میں اسکی ہر
 کی اور نفس و شیطان و ہوی کا موافق و بار غار بنا اب اس شخص سے خیر دنیا و
 آخرت کی فوت ہو گئی اور اسنے دونوں کا زیان کیا اور عرصہ قیامت میں سب
 لوگوں سے زیادہ ناوار و مفلس و زیان کار وین ہو کر آیا اور سبب پیری و نفی کر دینا
 ہی قسمت سے زیادہ اسکو نہ ملی مفتاح میں کہا ہے خسارت بالاتر ازین چہ باشد
 کہ دنیا بدست نیامد و دین از دست رفت انتہی اگر شیخ نفس اپنے نفس کو راہ آخرت
 میں لیچلتا اور آخرت کو اپنا راس المال کرتا تو دنیا و آخرت دونوں میں رائج و
 متفع ہوتا نفع آخرت غور ظاہر ہے رہی دنیا سو ساتھ اہل تقویٰ کے اسبات کا وعدہ
 ہے کہ وہ عظم و نامودہ سے نجات پاتے ہین اور جہان سے گمان نہیں ہوتا ہے و علم
 سے اوں کو رزق ملتا ہے غرض کہ جتنی دنیا نصیب میں ہے وہ نہیامریا اسکو پہنچتی اور

اور یہ آفت و خواری سے محفوظ و مکرم و معزز رہتا جس طرح حدیث میں آیا ہوا اللہ تعالیٰ یعطی اللہ دنیا علی نیتہ الاخرۃ ولا یعطی الاخرۃ علی نیتہ الدنیا یعنی جو ایک آخرت کو دنیا ملتی ہے اور نیز آخرت اور خواہان دنیا کو دنیا ہی ملتی ہے نہ آخرت اور یہ بات کس طرح نہوگی کیونکہ نیت آخرت کی ہی طاعت خدا ہے اور نیت روح عبادت کی بلکہ ذات عبادت ہے جب بندہ نے اللہ کی اطاعت کی اور دنیا میں رہ کر کیا اور آخرت کو طلب کیا تو وہ خواص خدا اور اہل طاعت و محبت میں شمار اور اسکو آخرت ملی کہ وہ جنت و جوار مولیٰ ہے دنیا اسکی چاکری کرتی ہے اور خدمت بجا لاتی ہے اور جب قدر دنیا اسکو مقدر میں ہے وہ اللہ اسکو پوری دیتا کیونکہ ساری کائنات اپنے خالق و مولیٰ کی تابع و محکوم و مقہور ہے اور وہ خالق و مولیٰ اللہ عزوجل ہے فمن للمولیٰ فلہ کل کے یہی معنی ہیں حکایت محرم طوطی عفا اللہ عنہ نے کہ ابتدائی عمر شعور سے شغل طلب علم کا اور محبت کتب دین و علم و آخرت کی رکھتا تھا بضرورت ادائے حقوق اہل و عیال و وطن مالوت سے بتلاش معاش سفر اختیار کیا فامشوا فی منا کبھا و کلوا من سرانقہ اس شہر میں جہان اسدم حاضر ہو ایک نوکری متوسط ملی جو بقدر کفایت ضروری کے تھی اسکو قلعہ رکھ کر طلب رزق میں ہمیشہ اجمال کیا کبھی سی ترقی معاش میں نہیں کی اوقات فرصت کو غنیمت سمجھ کر مطالعہ کتب و تحصیل علم سنت و کتاب میں بیشتر اور فنون دیگر میں کمتر صرف کیا تنہا ہی کہ توفیق زیادت علم و عمل کی حاصل ہو کچھ کثرت مال و منال پر نظر قاصر نہ تھی

اللہ تعالیٰ کے کرم فیاض و احسان جم و لطف اتم کا شکر ہزار زبان و دل
 و ارکان سے ادا نہیں ہو سکتا ہے کہ آؤ سنئے علاوہ علم کے اس قدر مال دیا جو میرے
 حوصلہ سے کہیں بڑھ کر ہے اور جسکی طرف میرا ذہن انتقال ہی نہیں کرتا تھا بلکہ اوکی
 تصور سے خیال کو نگلی حاصل ہوتی تھی میں خیال کرتا ہوں کہ یہ سب نتیجہ میری حسن
 نیت کا تھا کہ میں نے آخرت کو اپنا راس المال سمجھا ہے اور دنیا کو ایک بیج اگرچہ عمل
 صالح میں بغایت تصور و فتور واقع ہے لکن بعد اللہ انقلاب نیت کا ہمیشہ طرف
 ارادہ خیر کے رہتا ہے چنانچہ اسوقت معاش سالانہ میری مع عیال یک نیم
 مبلغ رائج الوقت ہے واللہ الحمد والمنة اب مجھ کو فقط ایک تنہا باقی ہے وہ یہ ہے
 کہ میں اس تعلق حاضر و محال راہنہ سے آزاد ہو کر صحت عقیدہ و عمل صالح پر راہ خدا
 میں شہید ہوں یا احد المحرمین پنج پیر و نواب انت ولی فی الدنیا و الاخرۃ نفی
 مسلماً و الحق فی الصالحین میں تہ دل سے خواہاں ترک تعلق و علیحدگی کا ہوں
 اور انصاف اپنا ساتھ ان مقالات کتاب کے چاہتا ہوں لکن مجھے معلوم نہیں
 کہ کونسا وقت اسکے لئے علم الہی میں مقدر ہے اور یہ دعا کس دم قبول ہوگی اگرچہ
 یہ بات یقیناً معلوم ہے کہ رحمت ارحم الراحمین محرومی میری استجاب دعا سے بحسب
 وعدہ کریم خود پسند نفراٹیکا کیونکہ اوسنے فرمایا ہے ادعوا فی استجب لکم اذ میں
 ہمیشہ دل سے یہ دعا نیت رکھتا ہوں انتہی الحاصل جب بندہ دنیا میں مشغول
 ہوتا ہے اور آخرت سے اعراض و روگردانی کرتا ہے تو اللہ اوپر خشنماک ہوتا ہے

ونعوذ بالله من غضب اللہ اور آخرت اوس سے فوت ہو جاتی ہے اور دنیا
 اوس پر سرکشی کرتی ہے اور دشوار ہو جاتی ہے آسانی سے ہاتھ نہیں آتی اور یہ شخص
 اپنے نصیب و قسمت کے ایصال میں رنج و شقت اٹھاتا ہے اس لئے کہ اللہ اوس پر خفا
 ہوتا ہے کیونکہ دنیا اللہ کی ملک و کینزدواہ ہے اللہ اپنے نافرمان کو خوار و ذلیل
 کرتا ہے اور اپنے مطیع فرمان بردار کو بزرگی و عزت بخشتا ہے ف یہ معاملہ ساتھ
 مسلمانوں کے ہی کہ اگر طاعت کریں اور امر و نہی بجالائیں تو پاداش اوسکی جس طرح کہ
 آخرت میں وعدہ کیا ہے دنیا میں ہی پائیں اور ناز و نعمت و جاہ و عزت سے
 بسر کریں اور اگر نافرمانی کریں اور ادا حق میں تقصیر و ارکمیں تو اوسکی سزا
 و دنون جہان میں پائیں اگرچہ ادنیٰ تقصیر ہو ہے کفار سو وہ دولت ایمان و سعادت
 اسلام سے محروم ہیں جو گناہ چاہیں کریں دنیا میں انکا کچھ نقصان نہیں ہوتا ہی
 اور سزا نہیں پاتے بلکہ اور افزایش دنیا کی ہوتی ہے تاکہ مغرور ہو جاویں اور
 اللہ تعالیٰ کو استدراج و امہال سے وہاں تک پہنچیں کہ ہر علاج نہو سکے جس طرح طبیب
 کا حال ہے کہ جب صحت بیمار سے نوید ہو جاتا ہے تو پرہیز نہیں کرتا بلکہ کہہ دیتا ہے
 کہ اب جو تیرا جی چاہیے سو تو کسا انتہی بالجمہ اسدم یہ قول حضرت کا مستحق
 وثابت ہو جاتا ہے کہ الدنیا والآخرۃ ضرتان ان ارضیت احدہما اسخطت
 علیک الاخری اور اللہ نے فرمایا ہے منکم من یزید الدنیا و منکم
 من یرید الاخرۃ ان دونوں کو اپنا الدنیا اور اپنا والاخرۃ کہتے ہیں اب شخص

دیکھے کہ انہیں سے کس زمرہ میں اور کس قبیلہ میں ہونے کو ان دونوں گروہ
 میں سے دوست رکھتا ہے اور اسی یہ دنیا میں ہے پہر جب آخرت میں چاہیں گے
 تہ وہ ان ہی فریق فی الجنة و فریق فی السعیر ہوگا ایک گروہ موقف میں اتر
 طول حساب کے کٹا ہوگا ایسے دن میں جو پچاس ہزار سال کا دن ہے ہماری
 گنتی سے جس طرح کہ ذکر اس مقدار کا قرآن کریم میں آیا ہے متفتح میں کہا ہے کہ
 متفلسفان بحبت تنگی جو صلہ فہم و عقل خود تاویل کنند کہ مراد مبالغہ و کنایت از درازی
 آن روز است نہ کہ بحقیقت اینقدر است و خدا داناست بآن سلامتی آنست کہ چون
 وہ نعل خیر دادہ مارا اعتقاد بآن باید کرد قدرت دیگر بنکر کہ ہمیں روز بر جماعہ دیگر کہ درازی
 در حساب شان نیفتد چنان بگذر و کہ در آن دو رکعت نماز بگذارند انتہی اور ایک گروہ
 سایہ عرش میں کہ محل عزت و عظمت و حرمت ہے مقیم ہوگا وہاں دسترخوان گسترہ
 ہوئے بہتر سی بہتر طعام و فو کہ و شہد ہوتے سے سفید تر و نیچر چاہوگا جس طرح کہ حدیث
 میں آیا ہے اور اپنے گہروں کو جنت میں دیکھ رہے ہونگے یہاں تک کہ جب پروردگار
 حساب سے فنا ہوگا یہ مسلمان لوگ بہشت میں داخل ہونگے اور اپنے گہروں کا
 رستہ لینگے جس طرح کوئی آدمی دنیا میں اپنے گہر کی طرف بے تکلف چلا جاتا ہے تو
 یہ پہنچنا انکا اس مرتبہ کو نہیں ہے مگر اسی سبب کہ انہوں نے دنیا کو چھوڑ دیا تھا
 اور طلب آخرت و مولیٰ میں مشغول ہوئے تھے اور وہ دوسرے اگر وہ حساب و انواع
 شہادہ و خاری میں نہیں پڑا مگر اسی وجہ سے کہ دنیا میں مشغول رہا اور اسی میں غلبہ

کی اور آخرت میں نہ بد کیا اور اس سے نافرہوا اور کچھ پروا امر آخرت کی نیکی
 اور قیامت کے دن کو ہول گیا اور یاد نہ رکھا کہ کل انجام میرا کیا ہوگا حالانکہ اسکا ذکر
 کتاب و سنت میں موجود ہے **ف** میں نے بیان میں دوزخ و جنت کے دو رسالے
 مستقل اردو زبان کے لکھے ہیں وہ جامع ہیں جملہ ذکر نعم آخرت و عذاب جحیم کو
 ہر مسلمان کو لازم ہے کہ ان احوال و احوال پر واسطے دوستی و خوبی داریں کے
 اطلاع حاصل کر کے عامل صالح بنے رسالہ جنت کا نام **ہادی القلب السليم**
 الی درجات جنات النعیم ہے اور رسالہ دوزخ کا نام **الذیلا العیان** میں درج
 الیزان ہی واللہ التوفیق اب مسلمان کو چاہیے کہ اپنے نفس پر نظر رحمت و شفقت
 کرے اور اس کے لئے بہترین ہر دو قبیلہ مذکور کو پسند کرے اور نفس کو یا ران بد
 شیطین انس و جن سے جدا کرے اور قرآن و حدیث کو اپنا پیشوا ٹھیرا لی اور ان دونوں
 میں متامل و تدبر کرے اور بموجب اسکے عامل فاعل ہو اور قیل و قال مامشا و
 ہوس و ترات بے عمل پر فریفتہ نہ ہو دوسری جگہ فرمایا ہے کہ تصوف قیل
 و قال سے نہیں لیا گیا ہی لکن گرسنگی و ترک دنیا و قطع مافالوت و سختی سے
 ماخوذ ہے تو ہم قدس سرہ فرماتے تھے **التصوف هو بذل الروح ولا تشغل**
بترہات الصوفیہ قال تعالیٰ ما اتاکم الرسول فخذوہ وما نہاکم عنہ فانتہو
 شو لوگون کو لازم ہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈریں اور خلائ اس کے حکم کے نکرین کہ عمل
 کرنا اور دہ رسول پر چوڑ دین اور اپنے نفس کے لئے کوئی عمل و عبادت اختراع کریں

جو رسول نے نہیں بتائی اور فرمائی ہے مفتاح میں کہا ہے ایجا معلوم میشود کہ
ریاضات و مجاہدات و اعمال کہ نہ موافق شرع و فرمودہ حق باشند چنانکہ بعضے
از طوائف درویشان کنند سود نکند

بزرگوار و ورع کوش و صدق و صفا	ولکن میفرمائی بر مصطفیٰ
-------------------------------	-------------------------

جس طرح اللہ تعالیٰ نے حق میں ایک قوم کے جو راہ راست گمراہ ہو گئی تھی
اور اسنے اپنی طرف سے اعمال و عبادات اختراع کئی تھے فرمایا ہوں وہ ہائیدہ
ابتدعوا ہما کتبنا ہا علیہم و رہبانیت عبارت ہے کثرت ریاضت و مبالغہ
کرنے سے عبادت میں اور گوشہ گیری کرنا اور خلق سے جدا ہونا اور کسی شہوت و
لذت کے آس پاس نہ پھٹکنا اللہ تعالیٰ نے انکے فضول کی شکایت کی کہ اس
گروہ نے خود اپنی جان پر دشواری ڈالی تمہذا پر او کی پوری رعایت نہ کر سکے اور
حقیقت یہ ہے کہ اس قوم نے معنی بندگی کے سمجھے اور اپنی عمل کو علت جانا اور یہ
سمجھا کہ ثواب محض فضل خدا سے ملتا ہے نہ اتلاف حقوق و تالہ و تعب غیر مامور بہا
سے ان اللہ یحب ان یوتی خصصہ مکا یحب ان یوتی غلٹہ جس طرح بدعت
ایک خاصہ امم سابقہ کا تھا اسی طرح خاصہ اس شریعت اسلام کا یہ ہے کہ مخصوص
بارگاہ کو جو خود سے فانی اور ساتھ حق کے باقی اور مرکز اعتدال پر قائم ہیں انکو
عمل سیر پر بدعت تقصیر میں اجر کبیر و ثواب کثیر دیتے ہیں کہ اور ان کو ہزار ریاضت
و مجاہدات و جان کنی پر نہیں دیتے صحیح بخاری میں قصداً جرت یہود و نصاریٰ

وامت اسلام کا آیا ہے کہ یہود کو ایک قیڑا صبح سے دوپہر تک دیا اور نصاریٰ کو دوپہر سے عصر تک دو قیڑا اور اس امت کو عصر سے شام تک تین قیڑا دے اور انکی شکایت پر فرمایا کہ کیسی مزدوری میں کمی نہیں ہوئی اور یہ زیادتی میرا فضل ہے جسکو میں چاہوں دن اسمین کسیکا کیا اجاڑ ہے اسکا حاصل آیت دلیل ہے رو بہت و مزید ریاضت پر اللہ نے اپنے نبی کو باطل سے مڑکی و منہ کیا اور فرمایا ما یَنْظِقُ عَنْ آلِهَیْ اِنَّ هُوَ اَلَا ذِیْ یُحِیْ یُمِیْتُ جُو کچھ دین و شرع پنہیں پاس تمہارے لائیں وہ سب میرے پاس ہیں انکی خواہش نفس سے سقم انکی پیروی کرو پھر فرمایا قل اِنْ کُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِیْ یُحِبِّکُمْ اللّٰهُ اللہ نے اس آیت میں بیان کر دیا ہے کہ طریق محبت حق کا یہ ہے کہ پیغمبر کی پیروی کرے قولاً و فعلاً یعنی گفتار و کردار میں اتباع پس جب قول و فعل میں اتباع حاصل ہوگا تو حال میں ہی کہ اثر و نتیجہ اسکا ہے اتباع ہوگا کہ المواہب اللہ حاصل ہوگا سب اور علت محبت کی حسن ہے یا احسان سو یہ دونوں امر ذات مقدس باری تعالیٰ میں منحصر ہیں اور اجل مظاہر و انور مشارق ذات مبارک آنحضرت صلی علیہ وسلم ہے بعد حضرت کے بتفاوت مراتب اتباع و استقامت اولیاء امت میں سرایت اسکی ہوئی ہے اور حقیقت محبت کی میل و انجذاب نفس کا ہی طرف کسی چیز کے محبت اعتقاد کسی کمال کے محبوب میں جو کہ باعث ہو اسکے تقرب پر اور طاعت و موافقت کہ سبب تقرب ہم محبت کو لازم ہے بے اسکی محبت

ناقص ہوتی ہے اور دعویٰ کمال محبت کا دروغ ہوتا ہے اگرچہ اصل محبت باقی ہے لکن عتوہ فائدہ عجب اللہ و رسولہ دلیل ہے اس پر اور حضرت کا اتباع سبب محبت حق کا راستہ ہی کہ جب کوئی کسی کا پیرو ہوتا ہے تو جس جگہ وہ پہنچتا ہے یہ بھی اوس کے پیچھے اسی جگہ میں پہنچ جاتا ہے اور حضرت مقام محبت و محبوبیت میں مقیم ہیں تو آپ کو تابعین ہی صاحب اس مقام کے ہونگی المرء مع من احب اسی طرف اشارہ ہے اگرچہ اوس جگہ جہاں حضرت ہیں کوئی نہیں پہنچ سکتا ہے کیونکہ آپ کا مقام اعلیٰ و ارفع ہے ہر شخص سے لکن دائرہ وسیع ہے اور اوس مقام میں منازل و مراتب متعدد ہیں اور علاقہ محبت کا جذاب ہوتا ہے

آسنا کہ توئی کجا بود نزل ما	۵	در راہ طلبت کستہ شد محل ما
لکن شب و روز با تو کجا بودیم		ما بر در تو تقسیم تو در دل ما

حضرت نے کہا ہے اکتساب میری سنت ہے اور توکل میری حالت اور کہا قال سو بندہ طالب آخرت در میان حضرت کے سنت اور حالت کے دائرہ ہے اگر اس کا ایمان مست و ضعیف ہے تو وظیفہ اس کا کافی کرنا ہے کہ یہ سنت ہے اور اگر اس کا ایمان قوی ہے تو حالت اس کی توکل ہی قال تعالیٰ و علی اللہ فتوکلوا اور فرمایا ومن یتوکل علی اللہ فحسبہ اور فرمایا ان اللہ یحب المتوکلین پس جب اللہ توکل و متوکلین کو دوست رکھتا ہے تو ضرور گرفتاری اس کے کہ ضد توکل ہیں اور غیر محبوب خدا نگاہ کریگا ۵

محال ست چون دوست فرار ترا | کہ در دست دشمن گزارد ترا

اللہ نے بندہ کو حکم توکل کا دیا ہے اور اپنے نبی کو فرمایا توکل علی اللہ آمین
 تنبیہ ہے اس بندہ کو اور حضرت نے فرمایا ہے من عمل عملاً ایس علیہ امرنا
 فقہرہ یہ حدیث شامل ہے جملہ رزق و اعمال و اقوال کو سوا حضرت کے ہمارا
 اور کوئی نبی نہیں ہے جسکی ہم پیروی کریں اور نہ کوئی کتاب ہے سوا قرآن کے جسپر
 ہم عامل ہوں تو اب ساکب راہ کو چاہیے کہ ہرگز دائرہ سے ان دونوں کے
 باہر نہ جائے کہ ہلاک ہو جائے اور ہوئی و شیطان اسکو گمراہ کر دین قال تعالیٰ
 ولا تتبع الہوی فیضلاً عن سبیل اللہ اور سلامتی ہمراہ کتاب و سنت
 کے ہی اور ہلاک ہمراہ غیر ان دونوں کے انہیں دونوں کے طفیل سے بندہ حالت
 ولایت و بدلیت و غوثیت تک ترقی کرتا ہے و حالت ولایت یہ ہے کہ اتباع
 ہوائے نفس سے محترز مجتنب ہو حالت بدلیت یہ ہے کہ اپنے فعل و ارادہ سے
 خالی و فانی ہو اندر اسکے بجز فعل و ارادہ مولیٰ کے کچھ باقی نہ رہے حالت غوثیت
 یہ ہے کہ بامر خدا خلق خدا پر حاکم ہو مفتاح میں کہا ہے کہ ازینجا معلوم شد کہ طریقہ
 سلسلہ عالیہ قادریہ اتباع کتاب و سنت و اجتناب از وقوع در مادی عبت
 ست پیر مافروضہ کہ در سلاسل دیگر از چیز ہائے دیگر پر سندا تا دین سلسلہ از
 شریعت زنا کر کے تا شریعت مطہرہ شکایت نکند از تو انتہی قول سی و ہفتم
 مجھے کیا ہوا ہے کہ میں مومن کو دیکھتا ہوں کہ وہ اپنے ہمسایہ کے طعام و

شراب و لباس و نکاح و مسکن و تغلب پر غنا اور نعمتہائے مولیٰ میں حسد کرتا ہی
 اور جو قسمت اللہ نے اسکو نصیب کی ہے اس پر حاسد ہے و حسد یہ ہے کہ کسی
 کی نعمت کے زوال کی آرزو و خواہش کرے خواہ اس نعمت کو اپنے لئے چاہی
 یا نہ چاہی اور بعض نے کہا ہے کہ اپنے لئے چاہیے اور یہ خاص ہے ساتھ غیر
 ظلمہ کے کیونکہ متنائے زوال نعمت ظالم جس سے دوسرے کو آزاد ہینچا ہی
 حسد مذموم نہیں ہے اور اگر غواہان نعمت کا اپنے لئے ہی بے آرزو زوال کے
 دوسرے سے کہ مثلاً جو اس کے پاس ہے وہی میرے پاس ہی ہو اور اسکو
 غبطہ یعنی رشک کہتے ہیں تو یہ مذموم نہیں ہے بلکہ عموم کریمہ و و اسئلوا اللہ من
 فصلہ میں داخل ہے انتہی اس میں کو کیا یہ بات معلوم نہیں ہے کہ حسد
 ایمان کو مست و ناتوان کر دیتا ہے یعنی ایمان بسبب طریان اس صفت فہیمہ
 کے جیکے ضمن میں اور زمام ہی میں ضعیف ہو جاتا ہے اور رشک نہیں کہ یہ
 ظہور اس ذہیمہ کا بھی ضعف یقین و ظلمت جہل ہے لاجرم بسبب اجتماع ظلمات
 بعضہما فوق بعض کی نورانیت ایمان میں ایک طرح کا فتور آ جاتا ہے اور حاسد
 نظر مولیٰ سے گر جاتا ہے اور حسد اسکو دشمن خدا بنا دیتا ہے کیا اسنے یہ ہیش
 نبوی نہیں سنی ہے کہ ان اللہ یقول الحسود عدو لدنی حاسد دشمن ہے
 میری نعمت کا یعنی وہ نہیں چاہتا کہ میری نعمتیں میرے بندوں میں ظاہر ہوں
 اور فرمایا ہے ان الحسد لیا کل الحسنات کما کل النار الحطب تہب

سکیں بچاؤ کس چیز پر حسد کرتا ہے اس کی قسمت پر یا اپنی قسمت پر اگر اس کی قسمت
 پر جو اللہ نے اس کو نصیب کی ہے حسد کرتا ہے اس قول میں منحن قسمنا
 بینہم معیشہم فی الحیات الدنیا الخ تو اس معسود پر متکرو ظالم ہے وہ تو
 اپنی مولیٰ کی نعمت میں غلطان و متصرف ہے جو براہ تفضل اس کو عطا کی ہے
 اور اس کے مقدر میں رکھی ہے اور کسی اور کا کچھ حصہ و نصیب و بہرہ اس میں نہیں
 ہے تو اب اس حاسد سے حکم کیا اور کون تم کا جفا کا ظالم ناہنجار ہوگا اور کون
 اس سے زیادہ ترخیل و احمق و ناقص العقل ٹھیرے گا اور اگر یہ حسد اپنی قسمت
 ہے اور گمان کرتا ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے وہ میرا نصیب ہے جو اس کو
 دیدیا ہے یا ممکن ہے کہ یہ چیز میری قسمت میں ہوتی تو یہ نہایت درجہ کا جہل
 ہے کیونکہ تیرا نصیب غیر کو نہیں مل سکتا اور نہ تجھے منتقل ہو کر اس کی پاس
 جاسکتا ہے حاشا اللہ نے فرمایا ہے مَا يَدُلُّ الْقَوْلُ عَلَى مَا أُنَا
 بِنَظَامٍ لِلْعَبِيدِ یعنی اللہ کسی بندہ پر ظلم نہیں کرتا ہے کہ جو اس کی قسمت و
 تقدیر میں ہے وہ اس کے غیر کو دیدے یہ تو بالکل اس حاسد کا ظلم ہے اپنی
 بہائی پر اور سخت نادانی ہے بلکہ حسد کرنا اس کا زمین پر جو کہ معدن کنوز و دھاتیں
 انواع زر و سیم فراہم آوردہ یا دشنامان گذشتہ ہی جیسے عادی و شہود و کسری و
 قیصر اولیٰ تر ہے اس کی حسد کرنے سے اپنے بہائی پر اور اگریون کہتا ہے کہ یہ
 مال و منال اللہ نے میرے پاس کیوں نہ کر کہا اور مجھ کو کس لئے ندیا اور اس

دوسرے کے پاس کیوں رکھا تو یہ جنگ ہے ساتھ حق تعالیٰ کے جو فاعل مختار
 اور جو چاہے سو کرے اس حاسد کی مثال ایسی ہی جیسے ایک شخص نے ایک
 بادشاہ کو مع اوکلی شوکت و غلبہ و لشکر و حشم و خدم اور ملکیت اراضی و جمیع حاصل
 اور آمدنی ملک اور تنعم کے با انواع نعیم و لذات و شہوات دیکھا لیکن ادھر حسد
 نکلیا پھر ایک جنگلی گتے کو دیکھا کہ وہ ایک گتے کی سگان پادشاہ میں سے غد
 کرتا ہے اور صبح و شام اوسیکے ساتھ بسر کرتا ہے اور اس گتے کو بچا کچا سٹرا
 بسا کھانا اوس سگ بادشاہ کا دیا جاتا ہی ہی اسکا قوت ہے آب لگا یہ کتنا ادھر
 حسد کرنے اور اوسکو دشمن رکھنے اور تمنا کرتا ہے کہ وہ مر جائے اور بھلاک ہو جائے
 اور بجائے اوسکے میں قائم ہو جاؤں اور اوس سگ شاہی کا خلیفہ بنوں اور
 یہ آرزو اوسکی خست و دناوت طبع و فز و ما لگی ہمت کی راہ سے ہی نہ زہد و دین
 و قناعت کی راہ سے سو بہلا سارے زمانے میں کوئی شخص ہی اس سے
 زیادہ احمق تر و گول تر و سبکتر و نادان تر ہو گا جو کہ اس گتے پر حسد کرتا ہی یعنی
 یہی حال اوس شخص کا ہے جو لوگوں پر بابت اشیاء خفیس لذات و شہوات
 فانیہ دنیا کے حاسد ہے اور بسبب طلب دنیا کے حکم کلاب کا رکھتا ہے امام
 ہمام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے ۵

وما حق الا حیفۃ مستحیلۃ	علیہا کلاب ہمہن اجلابہا
فان تجتنبہا کنت مسلما لہا	وان تجتنبہا نازعتا کلابہا

آدمی کو چاہیے کہ لوگوں کی قسمت پر نظر نہ کرے ہمت بلند رکھے ۵

ہمت بلند دار کہ نزد خدا و خلق | باشد بقدر ہمت تو اعتبار تو

ہر اگر یہ مسکین یہ جانتا کہ کل کے دن وہ ہمسایہ اسکا طول حساب روز قیامت سے کیا کچھ دیکھ لگا اگر اسنے اللہ کی اطاعت اوس نعمت میں نہیں کی ہے اور اسکا حق ادا نہیں کیا ہے اور بجا آوری حکم کی نہیں کی ہے اور وہ اسکی نہی سے باز رہا ہے اور اوس نعمت سے کوئی مدد اسکے بندہ دن پر اور اسکی طاعت پر نہیں لی ہے تو یہ تمنا کر لگا کہ کاش ایک ذرہ اس ناز و نعمت کا اسکو نہ دیا جاتا اور ایک دن بھی وہ نعیم کو نہ دیکھتا کیا اسنے نہیں سنا کہ حدیث میں کیا آیا ہے انہ یتمنین اقوام یوم القیامۃ ان تقرض لحو مہم بالمقارضین ہا یرون لاصحاب البلاء من الثواب اسیطرح اسکا ہمسایہ اوس دن جو چاہے ہزار برس کا ہو گا سورج کی دھوپ میں کڑا ہو کر طول حساب سے سبب تنم کے دنیا میں بھی تمنا کر لگا اور شخص جسکو دنیا میں یہ نعمت نہیں دی گئی ہے اس محنت و شدت سے علیحدہ سایہ عرش میں کھاتا پیتا چین اوڑاتا شادمان خوشحال آسودہ ہو گا اسلئے کہ اسنے دنیا کی سختیوں پر اور تنگی رزق و اوقات و فقر و حاجتوں پر صبر کیا تھا اور اپنی قسمت پر راضی و خوشنود تھا اور اپنے رب سے تدریر و تقدیر کی بابت موافق تھا کہ یہ فقیر ہو اور اسکا غیر تو لگا اور یہ سقیم رہی اور اسکا غیر تندرست اور یہ سختی میں ہو اور اسکا غیر نرمی میں اور یہ غوار ہو اور اسکا غیر گرمی میں

جعلنا الله ذی الکرام صبر علی البلاء و شکر علی النعماء وسلم و فوض الامل الی
رب الارض و السماء ۵

کار خود را بخیر باز گزار | اکت نمی بینم ازین بہتر کار

قول سی و ہشتم جسے معاملہ کیا اپنے مولیٰ سے یعنی سلوک طریق طلب میں
ساتھ راستی و خلوص کے بے آمیزش ریا و شرک کے وہ ماسوائے مولیٰ سے
صبح و شام اندر گہمیں و بے آرام و حشتناک ہوتا ہے تو کم کو بچا بیٹے کہ جو مقام او کو
حاصل نہیں ہے او کا دعویٰ کرے بلکہ یہ چاہیے کہ موحّد بنی مشرک نہوا و نشانہ
تیر قضا و قدر شیرے یہ تیر او کو بطور غراش آ کر لگتے ہیں نہ واسطے قتل کرنے کے
اور اگر فرضاً ما بھی ڈالے تب بھی کچھ ڈنہیں ہرے ۵

اے دل تمام نفع ہی سودا عشق میں | ایک جان کا زبان ہے سوایا زبان نہیں

کیونکہ جس کسی شخص کا تعلق ہونا راہ خدا و طلب محبت خدا میں ہوتا ہی تو اللہ کے
فضل و کرم و لطف پر واجب ہے کہ او کا بدل و عوض کرے ۵

کشتگانِ خجستہ تسلیم را | ہر زمان از غیب جانی و میریت

قول سی و نہم لینا بیٹے کسی مال و رزق کا بلکہ اختیار کرنا کسی مذہب راہ
اور کسی فعل و قول کا اور ہر کام و پیشہ کا ہو او داخلت نفس سے بے امر و حکم
خدا کی کہ باطن میں نورانیت قلب و صفائی وقت و صحت حال سی و پیدا ہو جو طرح
کہ او لیا کو ہوتا ہے غنا و شفاق ہی یعنی راہ راست پہر جانا اور بر غلات حق کے

آوراخذ کرنا بے وجود ہوا ئے نفس کے وفاق و اتفاق ہے یعنی سازگاری کرنا ہے ساتھ حق کے اور حق کے ساتھ ایک ہو جانا ہے اور ترک کرنا اسکا باوجود امر و عدم ہوا کے ریا و نفاق ہے اور علیہ صدق و اخلاص سے عاطل اور برہنہ ہونا ہے طالب صادق کو تو یہ چاہیئے کہ جب نیت صحیح ہاتھ آجائے کام کرے اور گفتگو سے خلق کا ملاحظہ اور اونکی ملامت کا خوف نہ کرے چہ جائے اسکے کہ امر ہی اوسکے ساتھ منضم ہوے

کار جامی عشق خوبان ست ہر سو عالمے میکن انکار او دہمچنان در کار خویش

قول چہلم یہ امید نہ کرے کہ زمرہ روحانین میں داخل ہو یعنی اوس گروہ میں جو کہ قیود بشریت و کہورات جسمانیت سے گزر کر اور صاف ہو کر متصف باحکام روح و صفات ملکیت ہو گئے ہین بلکہ روح مجرد ہو کر صفات روحانی سے بھی متجرد و منفرد و فانی ہو کر جمیع ماسوائے حق سے گزر گئے ہین یہاں تک کہ اپنے تمام وجود کا احکام بشریت و صفات جسمانیت میں دشمن بن جائے اور سارے اعضا اور جوارح سے جدا اور اپنی ہستی سے علیحدہ و تنہا اور اپنے حرکات و سکنات و سمع و بصر و کلام و طبع و عقل سے منفرد ہو جائے اور جو کچھ قبل وجود روح کے اندر اسکے تھا اور جو کچھ بعد نفع روح کے اندر اوسکے پیدا کیا گیا ہے اول سے مبائن بن جائے کہ یہ سب اسکے حجاب ہین اسکے رب سے جب وہ نری روح ہو گیا اور سارے علانق صوری و معنوی سے معرا ہوا تو سر السر و سر الغیب

مبائن جمیع اشیاء اپنے ترین ہو جاوے گا اور سب اشیاء کو دشمن و پروردہ مقصود و ظلمت گردانے کا جطر کہ ابراہیم خلیل نے فرمایا ہے فانہو عدولی لادب العالمین اور یہ بات خلیل جلیل علیہ السلام نے حق میں اصنام کے کہی تھی سو اب اسکو چاہیئے کہ اپنے مجموع وجود و اجزاء کو اصنام ٹھہراے ہمراہ سائر خلق کے اور کسی شے کا اس وجود و خلق سے مطیع نہواور یکبارگی اوکی پیروی نہ کرے جب ایسی حالت ہوگی تو اسرار و علوم لدنیہ و غرائب اون اسرار پر امین بنایا جائیگا ۵

چشم بند مگوش بند و لب پبند | اگر نہ بینی ستر حق پرما بخت
اور او سپر تکوین و خرق عادات رکئے جائینگے جو کہ قبیل سے اون قدر توکل
ہیں جو واسطے زمینین کے جنت میں ہونگے اور وہ اسمالت میں ایسا ہوگا کہ گویا
بعد موت کے آخرت میں زندہ کیا گیا ہی اب اسکا سارا وجود مظہر قدرت اکہی
ہو جاوے گا سنا دیکھنا بولنا کھڑنا چلنا سمجھنا سب باللہ قائم ہوگا اور اللہ ہی
کے ساتھ قرار و آرام پکڑے گا یعنی سب امور اشیاء میں منظور و موجود نظر شہود میں
سوائے خدا اور اوکی قیامت کے اور کچھ نہوگا اور ماسوا الحق سے اندہا بہر ہو جائیگا
اور غیر حق کا وجود نہ دیکھیگا ۵

تو او نشوی ولی اگر جب کہنی | جائے بڑی کر تو توئی بر خیزد
ف یہ مقام فنا فی التوحید کا ہے کہ بند کو وجود او خیل و ذات و صفات

فانی ہو جاتا ہے اور اسکی نظر شہود میں سوائے ذات و صفات و افعال حق
 کے کچھ باقی نہیں رہتا یہ مرتبہ اعلیٰ و اکمل و نہایت مراتب قرب و توحید کا
 ہے اور شامل ہے جمیع مدارج و اقسام توحید کو لیکن یہ حالت اسوقت معتبر و
 صحیح ہوتی ہے کہ حفظ حدود کا اور لزوم اوامر و نواہی کا باقی و موجود رہتا ہی
 اگر کوئی شے حدود سے کم ہو جائیگی تو وہ مفتون ٹھیر گیا اور شیاطین ساتھ
 اس کے تلاعب کریں گے سو یہ چاہیے کہ حکم شرع کی طرف رجوع لائے اور اسکو
 پکڑے ہے اور ہوس و ہوی کو چھوڑ دے کل حقیقۃ لایشہد لھا الشرع فہی
 نہ مذاقہ انتہی یعنی کفر و السخا و انکار دین و آخرت و نفی احکام ربوبیت ہے
 ف بعض متاخرین صوفیہ نے مراتب قرب کو چار قسم ٹھیرایا ہے ایک قرب نوافل
 یہاں بندہ فاعل اور حق آلہ ہے اور یہ مرتبہ فناے صفات کا ہی حدیث ہے
 یسمع و بے میسر تمام اس پر محمول ہی دوم قرب فرائض یہاں حق فاعل اور
 بندہ آلہ ہی اور یہ مقام فناے ذات کا ہی الحق ینطق بلسان عمار اسی مقام
 میں فرمایا ہے سوم مقام جامع ہر دو مرتبہ مذکور و مادہ صیت اذ رمیت لیکن
 اللہ سہی اسیطرن اشارہ ہے چہارم وہ مقام ہے کہ ان سب مقامات سے
 ارفع و علیٰ ہی اسجگہ شہود بندہ مقرب کا مقید بفاعلیت و آلیت نہیں ہوتا ہے
 کمال اسمقام کا مخصوص ہے ساتھ خاتم الانبیاء و علیہ الصلوٰۃ والسلام کے
 ان الذین ینالون انسا یا یعون اللہ ید اللہ فوق ایدیکھ اور من بیطع

الرسول فقلا طاع الله اشارہ طرف اس مقام کے ہی سو تقسیم اصطلاح جدید
 متاخرین ہی اور کلام حضرت شیخ رضی اللہ عنہ وارضاه میں اشارہ طرف مجمل مقام
 قریب کے ہی بغیر ملاحظہ اس اعتبار و تقسیم کے پس کوئی یہ تو ہم نہ کرے کہ انہوں نے
 اشارہ طرف بعض مرتبہ فنا کے فرمایا ہے نہ طرف کل مراتب کے ف مفتاح
 میں کہا ہے کہ حقیقت کوئی امر مبائن و مخالفت شریعت کے نہیں ہی بلکہ حقیقت
 شریعت ہے کہ جیسر ایمان لائے ہیں او سکو عیناً و یکہ لین اور اگر کسی کو ایسا
 ہو کہ مخالفت شریعت ہے تو وہ دروغ و باطل ہوگا اور اگر او سکو اعتقاد کر گیا تو
 کافر ہو جائیگا ابوسلیمان دارانی قدس سرہ نے فرمایا ہی اکثر کوئی نکتہ راہ
 مواجید کا مجھ پر کشف ہوتا ہے اور حسن و جمال کے ساتھ جلوہ کرتا ہی تاکہ
 میں او سکو قبول کر یوں لکن جب تک دو گواہ عدل او سکی دستی و راستی پر
 گواہی نہیں دیتے ہیں میں قبول نہیں کرتا وہ دو گواہ کون ہیں ایک کتاب
 اللہ دوم سنت رسول اللہ ف شہود توحید کا ساتھ حفظ حد و شریعت کے
 مقام صدیقین و عارفین و اہل تحقیق کا ہے بعض لوگ اس جگہ سر اسیمہ ہو جاتے
 ہیں اور بعض دائرہ اسلام سے باہر نکل جاتے ہیں اور دین برباد کر دیتے ہیں
 اور کہنے لگتی ہیں کہ جب توحید ہے تو پھر شریعت کیا ہے تو بعض کہتے ہیں کہ
 شریعت واسطے پاسانی و نگاہیانی خلق و انشظام کارخانہ آبادانی کے ہے
 بعض کی سیما سے حال سے ایسا ظاہر ہوتا ہے کہ ائمہ نے جو وصیت حفظ

حد و شریعت کی ہے وہ اسی غرض سے کی ہے اور مقتدا بنے کو یہ کام کرتے
 ہیں وگرنہ کوئی ضروری بات نہیں ہی نعوذ باللہ من الشیطان الرجیم اور
 ایک جماعت جو آپ کو محقق کہتی ہے اس کا یہ قول ہے کہ حفاظ مرتب کا شرط ہے
 ورنہ زندگی سے شریعت ہی منجملہ شیونہات و اعتبارات وجود کے ہی سو یہ عبارت
 اصطلاح اہل وحدت وجود پر تو درست ہی لکن زبان شریعت و عرف دین سے
 نا آشنا ہے مفتاح میں کہا ہے دینی کہ بیشک از شارع آمدہ خود ہمیں شریعت
 و ادا امر و نواہی و در نہوت و حقیقت آن چہ تردد است کہ ادرا بیان توجیہات
 و عبارات اثبات نمایند او خود ہست و اصل ست فرضاً اگر توحید نباشد کمال حق
 خواہ شد و شریعت اگر نباشد ایمان زوال سے پذیرد و توحید حالی را میگوئیم کہ
 کہ بحکم واقعہ وجود داشته باشد اما این سخنان توحید کہ عوام الناس بدان نفوذ
 مینمایند و بتقلید اعتقاد میکنند بے تجلی ایمان و عمل صالح آن خود عین زندگی
 و اتحاد است و توحید حالی ست کہ بعد از عمل شریعت و اتباع آن نوزائیتی در
 باطن پیدا میگردد کہ بآن اینچنین چیز سے مینماید کار سے باید کرد کہ آن شریعت
 و اعتقاد مسلمانی جمع گردد و مجموعی باید فهمید کہ منافات باین نداشته باشد نہ
 این را تابع آن ساخته و روطہ تذبذب افتادہ توجیہات نمایند و اصل را تابع
 فرع ساختن خلاف وضع و منافی طریقہ انصاف ست پس توحید محتاج توجیہ
 نہ شریعت واللہ یعول الحق و هو یهدی السبیل قول چیل و یکم ہم ایک مثال

تو نگری کی بیان کرتے ہیں تو نے دیکھا ہوگا کہ بادشاہ ایک مرد عامی کو کسی
 ایک شہر پر ولایت و حکومت دیتا ہے اور خلعت بنشتا ہے اور اس کے لئے نقارہ
 و نشان عقد کرتا ہے اور کوس و طبل و لشکر عطا فرماتا ہے وہ ایک مدت دراز
 تک ایسی حال پر رہتا ہے یہاں تک کہ جب وہ اپنی اس ولایت پر مطمئن ہو
 بیٹھتا ہے اور اپنی حالت کی بقا و ثبات کا یقین کر لیتا ہے اور خوشی
 میں ہو جاتا ہے اور پہلی حالت و نقصان و ذلت و خواری و محتاجی و گمنامی
 کو بھول کر اس کے اندر ناز و تکبر و نخوت و کبر پاؤں آ جاتا ہے تو بادشاہ کی طرف سے
 حکم اس کے عزل کا صادر ہوتا گا اس حال میں کہ وہ اپنے حال میں نہایت
 شادان و فرحان تھا پر بادشاہ اس کے جرائم کی جو اس نے کئے تھے باز جست
 کرتا ہے اور جس امر و خی میں وہ حد سے آگے بڑھ گیا تھا اس کا مطالبہ فرماتا ہے
 اور اس کو ایک تنگ و سخت قید خانہ میں بند کر دیتا ہے اور وہ مدت دراز تک
 محبوس رہتا ہے اور اس کی یہ مضرت و خواری و درویشی دائمی ہو جاتی ہے
 اور ساری نخوت و بزرگی پگھل جاتی ہے اور نفس شکستہ ہو جاتا ہے اور آتش
 ہوائے نفس خاموش ہو جاتی ہے یہ سب حالات سامنے پادشاہ کے اور
 اس کے علم سے ہوتی ہیں لیکن چونکہ صلاح وقت و علاج حال اس کا اسی میں ہے
 بادشاہ تغافل کرتا ہے اور ایسی خواری و زاری و محنت و شدت میں اس کو
 باقی رکھتا ہے تاہر بادشاہ اس کو بنظر مہربانی و رحمت نظر کرتا ہے اور مہربان ہو کر

حکم اور سکے اخراج کا جس سے دیتا ہے اور اس کے ساتھ احسان کرتا ہے اور خلعت پہناتا ہے اور بدستور اہل شہر کو دیتا ہے بلکہ مثل اس کے ایک دوسرے شہر کی ولایت بھی اس کے حوالہ کرتا ہے اور اس کو ایک اپنی مومنت اور شبش اوپر سمجھتا ہے کیونکہ یہ ولایت اس کو بے سابقہ استحقاق کی باوجود تقصیرات و جرائم کے عطا کی ہے اور اس کے اون گناہوں سے درگزر کیا اب یہ ولایت ہمیشہ کو واسطے اس کو صاف اور کفایت کردہ شدہ اور گوارا شدہ باقی رہتی ہے اس طرح حال بندہ مومن کا ہے کہ جب اللہ اس کو اپنی طرف نزدیک کرتا ہے اور قبول فرمالیتا ہے تو سامنے اس کے چشم دل کے دروازہ رحمت و منت و انعام کا کھول دیتا ہے وہ اپنے دل سے وہ چیز دیکھتا ہے جو نہ آنکھ نے دیکھی اور نہ کان نے سنی نہ کسی بشر کے دل پر گزری یعنی مطالعہ کرنا خوب ملکوت ارض و سموات کا اور قرب لطف باری تعالیٰ اور کلام بامزہ نرم و نازک اور نوید خوش امید بخش اور ناز و اجابت و دعا اور تصدیق قول اور وفاء و عداور کلمات حکمت طرف اس کو دل کے ہینکے جاتے ہیں اور ہر جائے دور سے کہ مقام غرت و کبر یا بی حقی ہے اس کی طرف ڈال جاتی ہیں اور وہ اس کی زبان پر ظاہر ہوتے ہیں اور باوجود ان نعم باطن کے نعمت ظاہر بھی اس کے جسد و جوارح پر پوری کیجاتی ہیں جیسے تندستی و خوبی و فراخی ماکول و مشروب و طبوس و منکوح کے حلال و مباح سے اور حفظ حدود و عبادات ظاہرہ کا اور اللہ ان ظاہر و باطن کی نعمتوں کو اس بندہ مومن کو عطا فرماتا ہے

ایک مدت دراز تک دائم قائم رہتا ہے یہاں تک کہ وہ بندہ اس حال پر مطمئن
 و خاطر جمع ہو بیٹھتا ہے اور یقین کر لیتا ہے کہ یہ حال ہمیشہ واسطے اوسکے
 ہیگیا تب اللہ اوس پر دروازہ آفتاب و بلبل و انواع محنت کی ذات و مال و اہل
 و ولد میں کھول دیتا ہی اسدم وہ ساری نعمتیں جو پہلے سے اوس کی تہیں منقطع ہو جاتی
 ہیں وہ حیران و شکستہ دل اور بے منتقطع ہو کر رہ جاتا ہے اگر اپنی ظاہریہ
 نگاہ کرتا ہے تو وہ چیز دیکھتا ہے جو اوسکو بڑی لگتی ہے اور اگر طرف اپنے دل
 اور باطن کے نظر کرتا ہے تو وہ چیز دیکھتا ہے جو اوسکو اندوہ گین کرتی ہے
 اور اگر اللہ سے کشف ضرک سائل ہوتا ہے تو اجابت نہیں دیکھتا ۵

من از سر زندہ گردم کہ تو بآن کج خلق گوئی | تو میدانم نگوئی لیک من گفتار میگویم

اور اگر کسی وعدہ جمیل کا طالب ہوتا ہے تو اوس وعدہ کو جلدی نہیں پاتا اور
 اگر کسی شے کا موعود کیا جاتا ہے تو اوسکے ایفا پر مطلع نہیں ہوتا اور اگر کوئی
 خواب دیکھتا ہے تو اوسکی تعبیر و تصدیق پر کامیاب نہیں ہوتا اور اگر طرف خلق
 کے راجع ہونے کا قصد کرتا ہے تو کوئی راہ طرف اس رجوع کے نہیں پاتا
 اور اگر اوسکو کوئی رخصت اس بارہ میں ظاہر ہوتی ہے اور اوس پر عمل کرتا ہے
 تو عقوبات طرف اوسکے شتابی کرتے ہیں اور خلق کا ہاتھ اوسکے جسم پر مسلط
 ہوتا ہے اور اوسکی زبان اوسکی آبرو پر اور اگر اوس حالت محنت و ابتلا سے
 جسمیں داخل کیا ہے اقلہ و معانی چاہتا ہے طرف حالت اولی کے رجعت

پہلے تو قبول نہیں ہوتا اور اگر رضا و طیبیت و نعم بالبلدا کا طالب ہو تا ہی تو یہ مرتبہ ہی نہیں دیا جاتا بالکل جب راہ نشاط و آسائش کی ہر طرف سے بند اور مجال گریز کا تنگ ہو جاتا ہے تب نفس گھیلنے اور ہوا گم ہونے میں آوارا وہ و آرزو کو چھ کرنے میں اور آگواں نیست و نابود ہونے میں قدم رکھتے ہیں اور یہ حالت واسطے اس کے ستم رہتی ہے بلکہ سختی و فشار و استواری بلا زیادہ ہوتی جاتی ہے ۵

نور چشم من چه واقع شد گناہ من چه بود | کہ نظر انداختی مارا یہ کیا راین چنین

یہاں تک کہ جب بندہ اخلاق انسانیت و صفات بشریت ہی فانی محض ہو کر روح مجبور ہو جاتا ہے تو اپنی باطن میں یہ نہاں سنتا ہے کہ کس بربط و ہذا مغفل باسرد و شراب و حبط طرح کہ ایوب علیہ السلام سے کہا گیا تھا قصہ ابتلا و ایوب کا مشہور ہے کہ جب بارگاہ حق میں نالان ہوئے اللہ نے ان کو شفا دی اس طرح اس بندہ مبتلا کو الہام ہوتا ہے کہ پائے طلب سے زمین تو بہ و معذرت کو مار تاکہ چشمہ مغفرت و رحمت کا جوش میں آئی اور اس چشمہ سے ناکر لوث ظاہر و باطن سے پاک ہو اس دم اللہ اس بندہ کے دل پر دریا رحمت و رافت و لطف و منت کو برساتا ہے اور اس کو اپنی رحمت و روح و طیب معرفت و دقائق علوم سے زندہ کرتا ہے اور اس پر ابواب نعمت و ناز و محبت کے کھولتا ہے اور لوگوں کے ہاتھ ساتھ بدل و عطا و خدیت کے سائر احوال میں آور

زبانین انکی ساتھ حمد و ثنا و ذکر طیب کے ہر محل میں اور پاؤں ساتھ کوچ کرنے
 کے طرف او سکے مطلق کر دیتا ہے گردنیں او کی رام اور بلوک و ارباب او سکے
 مسخر ہو جاتی ہیں اور اپنی نعمتیں ظاہر و باطن کی او سپر تمام کرتا ہے اور خود مولیٰ
 او کی تربیت ظاہر کا اپنی خلق و نعمت سے ہوتا ہے اور اپنے لطف و کرم سے
 پر داخت او سکے باطن کی کرتا ہے اور یہ حالت واسطے او سکے تا وقت مرگ و
 احوال برزخ باقی رہتی ہے پیر او کو محض اپنے فضل و کرم سے ایسی حالت
 و نعمت میں داخل کرتا ہے جسکو کہی آنکھ نے دیکھا اور نہ کان نے سنا اور نہ دل پر
 او کا خطرہ گزرا کما قال تعالیٰ لا فلا تعلم نفس ما اخفی لہم من قسۃ العین
 جزاء بما کانوا یعملون قول چل و دوم نفس کی دو حالتیں ہیں جسکو کئے
 تیسری حالت نہیں ہے ایک حالت عافیت کی دوسری حالت بلا کی ف
 مراد عافیت سے سلامتی ہے بلا و سختی و ہر مکر وہ ظاہر و باطن سے اور یہ شامل
 ہے تمام خیرات دنیا و آخرت کو اور یہی مراد ہے اوس حدیث سے کہ بہترین ہوا
 جو خدا سے کیا جائے سوال عافیت ہے، یہ حدیث پچاس طریق سے آئی ہے
 اور نزدیک اس قوم کی عافیت سکون و آرام ہے دل کا ساتھ حق کے اور یہ
 شامل ہے بلا کو بھی نسبت اون لوگوں کے جو راضی ببلارہتے ہیں اور عورت
 میں عافیت عبارت ہے صحت و تندرستی و سلامتی امراض و اعراض و آلام و
 اسقام سے اور ہونا فراخی و تسلیش کا اسباب آلات دنیا میں اسکو کہی جاتی

مراد ہیں اور بلا مقابلہ میں عافیت کے ہے جو نسے معنی ہوں انتہی پس جبکہ
 نفس بلا میں گرفتار ہوتا ہے تو کام اوسکا بے صبری اور ناشکیبائی و ناراضی
 ہے قضا سے اور اعتراض و تہمت کرنا ہے حق عزوجل پر اور بدگمان ہونا،
 ساتھ خدا کے جیسے جہل و سہو و نیان و بخل و ظلم و سفہ کی نسبت کرنا طرف او
 تعالیٰ اللہ عن ذلک علو لکیرا اوسدم نہ صبر ہوتا ہے اور نہ رضامندی اور نہ
 موافقت ساتھ ارادت حق کے بلکہ بے ادبی و شرک ساتھ خلق و اسباب کے
 اور کفر اور جب عافیت میں ہوتا ہے تو کام اوسکا شادان ہونا اور تکبر کرنا اور
 حد سے گزر جانا اور نعمت حق کو ناخوش رکھنا اور شہوات و لذات کے درپے ہونا
 جب ایک شہوت و خواہش پائی تو اب دوسری شہوت کا خواہان ہوتا ہے
 اور جو نعمت پاس اوسکے موجود ہوتی ہے یا کول و مشروب و بلبوس و منکوح و
 مرکوب و مسکون سے اوسکو حقیر و خوار جانتا ہے اور ان نعمتوں میں عیب و
 نقصان نکالتا ہے حالانکہ اگر تمام جہان کے لوگ جمع ہوں تو ایک نعمت ہی
 ویسی پیدا نہ سکیں اور اللہ نے یہ نعمت اوسکو بے سابقہ استحقاق کی محض اپنے
 فضل و کرم سے دی ہے اور یہ اوس نعمت سے اعلیٰ تر اور روشن تر کا طالب
 ہوتا ہے جو اسکی قسمت میں نہیں ہے اور جو قسمت میں ہے اوس سے روزگار
 ہوتا ہے نفس کی خاصیت یہی ہے کہ وہ اپنی قسمت پر راضی نہیں ہوتا ہے
 اور زیادہ تر دہتر اوس سے جھگڑتا ہے اور انسان کو محنت و مشقت دراز میں

ڈالتا ہے اور جو کچھ اوسکے ہاتھ میں ہے اور مقسوم ہے اوس پر راضی نہیں رہتا
 اور ترکب سختیوں کا ہوتا ہے اور ممالک میں گمشتا ہے اور تعب طویل اوٹھاتا
 ہے جسکی کچھ غایت و نہایت دنیا میں نہیں ہے کیونکہ ہر دن طلب زیادت
 میں اور ایک تعب دیگر میں پہنستا ہی ہر عقبی میں اور زیادہ تعب میں گرفتار
 ہوگا اور پشیمانی اوٹھائیگا جس طرح کہا ہے کہ سخت ترین عذاب سب تو اس چیز
 کی ہے جو قسمت میں نہیں ہے پر جب نفس کسی بلا میں گرفتار ہوتا ہے تو
 سوا اس بلا کے دور ہونے کے اور کچھ آرزو نہیں کرتا اور ہر نعمت و ثروت
 و لذت کو بھول جاتا ہے اور کسی شے کا ادن نعمتوں میں سے طالب نہیں
 ہوتا پر جبکہ اس بلا سے عافیت میں آجاتا ہے تو اوسی رعوت و سستی و گولی
 و شادی و تکبر کی طرف رجوع کرتا ہے اور طاعت رب سے روگردان ہو کر
 معاصی الہی میں منہمک ہو جاتا ہے اور جو بلا سختی اوس پر نازل ہوئی تھی
 اوسکو بھول جاتا ہے اب یہ طرف سخت تر کے اوس انواع بلا و گزند سے پورا
 جاتا ہے یہ اوسکی عقوبت ہے بسبب اکتساب و ارتکاب عظامم جرائم یعنی
 کفران نعمت و طغیان کی معاصی میں ۷

چو قدر دولت وصل ترا اندانستم	فراق ہر چہ میں میکنند سزاوارست
------------------------------	--------------------------------

اور اس میں باز رکھنا ہے اوسکا اور روکنا ہی گناہوں کے زمان آئندہ میں کیونکہ نعمت
 و نعمت لایع اوسکے نہیں ہے بلکہ نگہبانی و مصلحت اسکی اسی میں ہے کہ یہ

بلا سختی و شکنجہ میں کچا رہے اور تربیت اور سکی ساتھ لطف خفی کے ہو پس اگر
 یہ بندہ وقت دور ہونے بلا کے حسن ادب کو نگاہ رکھتا ہے اور ملازم طاعت
 و شکر و رضا بالمقسوم رہتا ہے تو یہ امر واسطے اسکے دنیا و آخری میں بہتر ہوتا
 اور نفیم و عافیت میں زیادتی پاتا ہے اور اللہ سر راضی و خوش ہوتا ہے اور
 خوشحالی و خوشوقتی و خوش زندگانی اور توفیق و لطف و سازگاری و مہربانی کا
 یا بندہ ہوتا ہے اب جو کوئی یہ چاہے کہ دنیا و آخرت میں سلامت و بے گزند رہے
 او سپر واجب ہے کہ صبر و رضا اختیار کرے اور خلق کے سامنے شکوے کرنا
 چھوڑ دے اور اپنی ساری حاجتیں سامنے رب عزوجل کے نازل کر دی اور
 طاعت خدا کو لازم کرے اور امید و ارکشائش کا سہے اور طرف حق کے
 منقطع ہو جائے کیونکہ اللہ غیر اللہ سے بہتر ہے غالباً اور حاجت کا طرف او کو
 لانا بہتر ہے لیجانے سے طرف او کو غیر کے غالباً اسی لئے کہا ہے کہ اگر ہاتھ ساتھ
 اسباب و وسائل کے مابین اور شہود حق کو نگاہ رکھیں اور پہنچنا نعمت تک طرف
 خدا کے جانیں تو یہی کچھ حرج نہیں ہے لکن قطع اسباب کرنا اور بیواسطہ رب
 الہی باب سے خواستگار ہونا بہتر ہے محروم ہونا حق سے اور پہنچنا نعمت کا بالفعل
 حقیقت میں عطا ہے کہ اس جگہ یہی مصلحت و حکمت ہے شاید دوسرے وقت میں
 بیشتر و بہتر اس سے دے بلا جو مولیٰ واسطے اپنی بندے کے پسند کرے
 اس سے اور کیا چیز بہتر ہوگی ۵

گر وصال تو نباشد بفراق تو خوشم | ہم فراق تو مرا بہ زوصال و گران

اللہ کا بند کو عقوبت کرنا نعمت ہے خدا کی کہ بسبب اس عذاب کی آلائش
معصیت پاک کر کے مستحق دخول جنت کا فرما تا ہے اور بلا ہیجنا اللہ کا بند
پر دوا اور وعدہ اور کافراور نسیہ اور کافی الحال ہے جب یہ فرماو یا کہ میں
دو گنا تو گویا دیدیا اور وعدہ بالفعل میں ایک عنایت ہے جو نزدیک محب کے
شیرین بر حصول موعود سے ہوتی ہے غرض کہ خدا کا قول فعل ہے انما قولہ و
امرہ اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون سارے افعال حق کے نیک
اور متضمن حکمت و مصلحت ہوتے ہیں اتنی بات کہ اسنے علم مصالح کا اپنی
عباد سے پوشیدہ کر رکھا ہے اور خود ساتھ اس علم کے منفرد و تنہا دیکتا ہے سو
اولی اور الیق بجال بندہ یہ ہے کہ رضا و تسلیم میں ہوا و گردن حکم قضا و قدر
پر رکھے ۵

جامی از یار پسندیدہ مبر بدعاشا | کان پسندیدہ بجز کار پسند ہی نکند

اور مشغول عبودیت ہو کر امر و نہی بجالاے قدر کو تسلیم کرے ۵

اگر بخشش نہی رحمت بخشش تو نکایت کیا | سر تسلیم خم ہے جو مزاج یارین کے

اور مشغول ہونے کو ساتھ لوازم ربوبیت کے چھوڑ دے یا یہ مراد ہے کہ افعال
ربوبیت پر معترض نہ ہو کیونکہ یہی ربوبیت علت اقدار ہے دنیا میں اور مجاہدی
و اصول قضا و قدر ہے اولیم کیف و متی اور تمت لگانے سے حق پر جمع ہوگا

وسکنات حق میں خاموش رہے یعنی یوں نہ کہے کہ چراچنین بندہ چکونہ شدہ کے خواہد
شد پس حاصل امر سلمانی ہی و چیزین ہین ایک امثال دوم تسلیم غنی عبادت
و عبودیت غرض کہ جو کچھ کہیں ویسا ہی کرے اور ج طرح رکھیں اویس طرح پر رہے ۵

مزن زچون و چرا دم کہ بہت رہ مقبل	قبول کرو بجان ہر سخن کہ جانان گفت
----------------------------------	-----------------------------------

یہ جو کچھ کہیں جگہ کہا گیا ہے اس سے ایک حدیث عبد اللہ بن عباس سے بطریق عطاسی
آبن عباس نے کہا بئنا انار دلیف رسول اللہ صلم اذ قال لی یا غلام حفظ
اللہ میحفظت اللہ احفظ اللہ تجدد امامت و اذا سألت فاسأل اللہ و
اذا استعنت فاستعن یا اللہ جفت القلم بما هو کائن و لوجه العباد ان
ینفعوا لبتی لم یقضہ اللہ لک لم یقدر و اعلیہ و لوجه العباد ان
یضرک لبتی لم یقضہ اللہ علیک لم یقدر و ان استطعت ان تعمل
اللہ بالصدق فی الیقین فاعمل و ان لم تستطع فان فی الصبر علی ما تکرہ خیر
کثیر و اعلم ان النصر بالصبیر الفرج مع الكرب و ان مع الغسر السیرا یعنی اس
لڑ کے حق کو نگاہ رکھ اس طرح کہ اوامر و نواہی کو سجالا آور قضا و قدر کو مان اللہ
تجھ کو نگاہ رکھ اپنی رحمت و مغفرت و نصرت سے تو اللہ کو نگاہ رکھ مراقبہ علم
و حضور و معیت سے تو اس کو اپنے سامنے پایگا نصر و عون و مدد و اسعادی
اور جب تو مانگے کوئی حاجت تو اللہ ہی سے مانگ نہ کسی اور سے ۵

از خدا خواہم و ز غیر نخواہم بخدا	کہ نیم بندہ و دیگر نہ خلائے دگر ست
----------------------------------	------------------------------------

اور جب تو مدد چاہے اپنے کاموں میں تو اللہ ہی سے چاہ ایاک نعبد و ایاک
 نستعین ترکیب حصر ہے وہ قلم جس سے احکام قضا و قدر لکھے گئے ہیں خشک
 ہو گئی اسپر جو کچھ ہو نوا لایا تا دوسری حدیث میں آیا ہے کہ اللہ نے مقادیر
 خلق کو پچاس ہزار برس پہلے پیدا کرنے سے خلق کے لکھ رکھا ہے اگر سارے
 بندے کو شش کرین کہ تمہکو کچھ نفع پہنچائیں جو نفع کہ اللہ نے مقدر نہیں کیا
 ہے تو وہ اسپر قدرت نہیں رکھتے اور اگر اس میں کو شش کرین کہ تمہکو کچھ نقص
 پہنچائیں جو اللہ نے قضا و قدر نہیں کیا ہے تو اسپر توانائی نہیں رکھتے۔
 حکایت جس شہر میں فی الحال میری بود و باش ہے اسجگہ کے سارے
 بندے درپے آزار ہو گئے تھے اور اب تک ہزار ہا فکر گزار سانی کرتے ہیں فافہم
 عدو الارباب لعالمین لکن بحسب مضمون اس حدیث صادق مصدق کے
 حق تعالیٰ نے مجھ کو ان کے اضرار و آزار سے جسکے وہ تیر دل سے خواہاں نہ ہو سکا
 ہیں یعنی قتل و ہلاک و نفی بلد و نقص ثمرات و نحوہ محفوظ رکھا اور انکے منہ سیاہ
 کر دیئے و اللہ الحمد لا حصی ثناء علیک انت کما اثبت علی نفسک

یومیدون ایلما لاضغاض

لما ظفر منها بآذنی مضمر

لوا الثقلان لانس والجمعوا

یکون لہا رب السموات ناصر

میں جب اپنی تنہائی و بکیسی و ضعف حال اور قلت حیلہ و مقال کو خیال کرتا
 ہوں اور اللہ تعالیٰ کی اس نوازش و کرم فیاض و فضل و جہم کو اپنی نسبت سے

و مشہود ہوتا ہوں تو سب کے کہ اقرا عبودیت کا اور اعتراف تقصیر شکر نعمت کا
 کروں کوئی طریقہ احسان شکر کا میسر نہیں آتا بالجملہ یہ حضرت نے اس حدیث
 میں یہ فرمایا کہ اگر تجھے بن سکے کہ تو اللہ کے لئے کوئی کام سچے دل سے ہمراہ یقین
 کے کرے تو کر اور اگر نہ بنے یعنی سبب کسی عارض کے جو ایمان یقین میں خلل نہ آئے
 تو نا امید نہ ہو کہ صبر کرنے میں کمزورہ پیخیر کر شیر ہے معلوم ہوا کہ صابر کو اگر بعض
 اعمال خیر و نوافل میں تقصیر پیش آئی اور اسکو سبب نہ لاسکے تو صبر کرنا مصائب
 و بلا پر بھی کفارہ اور تقصیر کا ہو جاتا ہے اور کبھی یہ صبر سبب رفع درجات کا ہوتا
 ہے تہہ فرمایا کہ جان رکھ کہ نصر صبر میں ہے اور کشادہ کار دنیا و آخرت ہمراہ غم و
 اندوہ کے ہے اور ہر دشواری کے ساتھ آسانی لگی ہوئی ہے ۵

مرد با یکہر اسان نشود

مشکل نیست کہ آسان نشود

ان مع العسر یسرا مع العسر لیسئلنا عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کہتے کہ اللہ کی
 قضا و قدر خواہ تنخواہ ہوتی ہے اگر تو نے صبر کیا تو تجھکو اجر ملے گا اور اگر نہ صبر
 کیا تو تجھکو سزا ملے گی اور علی مرتضیٰ نے کہا ہے وہ سواری جو کبھی ٹھوکر کھائے
 اور وہ تلوار جو کبھی کند ہو صبر ہے مشائخ رحمہم اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے مصیبت وقتی
 کہ صبر نہ کرے چون صبر کرو اجر یافت دیگر مصیبت نامید ۵

عظمت مصیبت مبتلا یصاب

واذا تصابک مصیبت فاصبر لہا

فقید اسلایا فی قاجر کہ جب

وعوضت اجر من فقید فلا یکن ۵

گراہین خواہی کشادہ و بیخ نیایا حرج ۵ صبر میکن صبران الصابر و مفتاح الفج

مومن کو چاہئے کہ اس حدیث کو اپنے دل کے لئے آئینہ بنائے تاکہ اس کے
مضمون میں اپنے دل کا احوال دیکھے اور خوبی و زشتی و برستی و نادرستی
قلب کے معلوم کرے بلکہ اس حدیث کو اپنا شعار و دثار اور ہر وقت کے لئے
ایک سخن و حکایت ٹھہرا کرے کہ دل سے اس کو کتنا رہے اور بارے حرکات و
سکناات میں اس حدیث پر عمل کرے یہاں تک کہ دنیا و آخرت میں ساری آفات
انفسی و آفاقی سے سلامت رہے اور دونوں جگہ عزت و ارجمندی اللہ کی رحمت
و عنایت سے پائی قول چیل و سوم جس کسی شخص نے جس کسی شخص سے
سوال کیا وہ نہیں کیا مگر اس وجہ سے کہ وہ جاہل باللہ ہے اور اس کا ایمان
نا توان و سست و ضعیف ہے اور اس کی معرفت و یقین کمزور ہے اور اس کا صبر
کمتر ہے یعنی اگر ایمان کو قوت ہوتی اور صبر کو طاقت تو ہرگز اللہ کو چہرہ کر خلق
سے سوال نہ کرتا اور پریشان و مضطرب نہ ہوتا اور پارسائی نہ کی کسی شخص نے
سوال کرنے سے مگر سبب و فخر علم کے ساتھ اللہ کی اور بوجہ قوت ایمان و
یقین و زیادت شناخت رب کی کہ ہر دم دائم ہے یعنی ایک چشم زون بھی خدا
سے غافل نہیں رہتا ہے اور سبب شرم و حیا کی خدا سے کہ میں خالق کے
ہوتے خلق سے کیا مانگوں سوال سے باز رہتا ہے ۵

شرست باد کہ من بسویت نگران ۵ با شتم تو نہی چشم بسوئے دگران

ف شیخ اجل اکرم عارف باللہ علی متقی نے بعض رسائل میں لکھا ہے کہ
 اس راہ کے طالب کو چاہیے کہ پانچ علم کی تکرار کرتا رہے تاکہ وہ اس کے ذہن
 میں بیٹھ جائیں اور موجب حصول توکل کے ہوں اول یہ جانے کہ علم حق
 کا ساری خلق کو شامل ہے اور احوال خلق کو محیط ہے بخلاف آدمی کے کہ
 بہت سے فقر اور شہ اور جہان میں ہوتے ہیں جنکو وہ جانتا پہچانتا نہیں ہے
 اگرچہ سخی ہو اور حیب نہ جانے گا تو کس طرح اونکو دیگا دوم یہ جانے کہ اللہ تعالیٰ
 قادر ہے پھیلانے پر رزق و عطا کے جہاں کہیں کوئی فقیر و محتاج ہو اگرچہ اقتضا
 عالم میں کیوں نہ ہو اور آدمی کو یہ قدرت نہیں ہے اور جب ینین کر سکتا تو کس طرح
 رزق پہنچا یگا سو م اللہ تعالیٰ پر نسیان و فراموشی روا نہیں ہے بخلاف
 آدمی کے کہ کچھ جانتا ہے تہرا و سکو ہو بجاتا ہے اکثر یہ ہوتا ہے کہ کسی فقیر کو
 گھر کے دروازے پر بٹھا کر کہہ جاتا ہے کہ میں گھر میں جا کر کچھ تیرے لئے
 بھیجتا ہوں تہر گھر میں جا کر بول جاتا ہے چہا م یہ کہ حق تعالیٰ کو مال
 و کلال نہیں ہوتا کہ کوئی کام کرے پرتک جائے اور ماندہ ہو جائے بخلاف
 آدمی کے کہ عطا کرنے کو بیٹھتا ہے ذرا دیر نہیں ہوتی کہ ملول ہو جاتا ہے اور
 اوتھہ کھڑا ہوتا ہے جب یہ کہ اللہ کے خزانے کو فنا و نقصان نہیں ہے
 وہ کبھی ختم نہیں ہوتا بخلاف مال آدمی کے کہ دینے اور سخاوت کرنے سے
 سپری ہو جاتا ہے انتہی قول چہل و چہا م اللہ تعالیٰ عارف کا ہر حال

قبول نہیں کرتا ہے اور نہ ہر وعدہ جو اس کے ساتھ ہوا ہے وفا کیا جاتا ہے
 تاکہ اوپر اسے دوسری غالب نہ ہو اور ترک خوف سے کہ لازم حقیقت عیو ویت ہے
 غرور و استبداد میں گرفتار نہ ہو جائے اس لئے کہ ہر حالت و مقام کے لئے ایک خوف
 ورجا ہوتا ہے جس کے زوال و تنزل سے ترسان اور اس کی ثبات و ترقی کا امیدوار
 رہتا ہے یہ بیم و امید گویا دو پرہیز طائر کے کہ بے اسکے وہ اوڑ نہیں سکتا اسپر
 حال و مقام ہے کہ بے خوف ورجا کے باقی نہیں رہتی فقط اتنی بات ہے
 کہ خوف ورجا ہر مقام کا مناسب و لائق اس مقام کے ہوتا ہے مثلاً خوف اہل یا
 کا یہ ہے کہ کہیں ایمان زائل نہ ہو جائے اور تصدیق مبدل بشک نہ ہو کسی
 مفاک دوزخ و درکات آتش میں نہ جا پڑے یا مرتبہ کمال سے انحطاط نہ ہو جائے
 اور مواقع معصیت و ملال میں نہ گر پڑے اور خوف اہل ارادت و سلوک کا یہ
 ہے کہ آویں و شرائط طلب و ترقی میں کوئی خلل نہ آئے اور خوف اہل قرب کا
 طغی و سرک و غلبہ حال اور اقدام سے بساط انبساط پر اور زنج بصر و اذلی الثقات
 سے طرف ماسوا کے ہوتا ہے اور خوف منتہیوں کا خروج و انقلاب نفس سے
 ہوتا ہے کہ کہیں وہ قیود و سلاسل سیاست و احتیاس و استرسال و توسع لذات
 و شہوات و ترک نوافل خیرات سے باہر و برگشتہ نہ ہو جائے اور رجاء بر خلاف و ضد
 خوف کے جمیع مراتب میں اور خوف ورجا سارے احوال و مقامات میں دائمی
 ہوتا ہے غایت یہ ہے کہ بعض رجاء کو غالب رکھیں اور ترجیح دیتے ہیں

کہ شعرا نس و محبت یہ تسک ہے ساتھ ذیل رحمت کے امام محمد بن علی شوقانی
نقشبندی رحمہ اللہ کا مسلک یہی تھا انکی تالیفات میں ہر جگہ غلبہ رجا کا خوف پر ہے
اور بعض کو اہتمام خوف کا بیشتر ہوتا ہے کہ طالب ہیبت تازیانہ ہم سے تیز تر
چلتا ہے اور کام زیادہ کرتا ہے امام محمد بن محمد غزالی کا مسلک کتاب احیاء
العلوم و نحوہ میں یہی ہے ہر جگہ ہر مار خوف کی رجا پر ہے مفتاح میں کہا ہے
بالجملہ ہر دو بایہ تاکار شاید ۵

انہما کہ خواص در کہ تکریم اند	و خشت زندگان عالم تسلیم اند
نومید مشوکہ رحمت حق عامست	مغور مشوکہ خاصگان و رحیم اند

بعض نے کہا ہے کہ مدت حیات تک غلبہ خوف کا چاہیئے اور وقت نزول موت
کے رجا پیدا ہو یہ نشان ہے سعادت کا امام نووی اسیرٹف گے ہیں تینے
اسباب میں دور سائل مستقل آرزو زبان میں لکھے ہیں جو بچہ تعالیٰ طبع ہر کہ
شائع و مطبوع ہو چکے ہیں اور یہ جو بعض نے کہا ہے کہ عارف مصفیق و
خوف و رجا سے ہر تکرار ہے سو یہ نری ایک عبارت ہے وہاں تو ہیبت و انس
بجائے خوف و رجا کے بیٹھا ہے گویا کہ خوف و رجا میں ملاحظہ مکروہ و محبوب
کا ہے اور صاحب اس مقام کا تجلی صفات میں ہے اور انس و ہیبت میں
یہ بات ساقط ہوتی ہے اور ملحوظ و مان ذات ہے انتہی التحاصل عارف مقرب
خدا کا ہے اوسکی حالت و مقام یہ ہے کہ وہ کسی شے کو بغیر خدا کے سچا

اور طرف غیر حق کے مائل و مطمئن و متانس نہ تو پس طلب کرنا اور اسکا اجابت اپنے
 سوال کے اور وفا اپنے عہد کے سوا اور پس چیز کے ہے کہ جسکے درپے وہ ہو رہا ہے
 اور لائق اسکے حال کے ہے مراد نفی ماسوا و قطع نظر ہے مدعا سے
 اور عدم التفات بسبب غیر خدا کے تو اس عدم اجابت و وفا میں دو امر ہیں
 ایک یہ کہ رجا و سپر غالب نہوا اور کہیں وہ دہو کے میں کر رہے نہ آجائے اور قیام
 بالا و سپر غفلت کرے اور اس ترک ادب کے وجہ سے ہلاک ہو جائے دوسرا
 امر عدم اجابت و وفا میں خوف شرک کا ہے کہ کہیں رب غرور جل کو ساتھ کسی
 شے کے اسکے ماسوا سے شریک نہ کر بیٹھے کیونکہ جہان میں جسب ظاہر بعد انبیاء
 علیہم السلام کے کوئی شخص معصوم نہیں ہے اسلئے حق اسکے سوال کو قبول
 اور عہد کو وفا نہیں فرماتا ہے تاکہ عادتہ سائل اور طبعاً اسکا خواہان نہ ہو
 امتثالاً لامر کہ یہ دے عاکر نے سے واقع ہوا ہے کیونکہ اجابت و وفا نہ کرنے میں
 شرک شہوت طبع و ارادہ نفس کا ساتھ حق غرور جل کے لگا ہے اور وجود
 شرک خفی کا سارے احوال و اقدام اور جملہ مقامات میں کثرت سے ہوتا ہے
 لکن مناسب ہر حال و ہر قدم و ہر مقام کی بطرح کہ کہا ہے حسنات کا ابدال
 نشیئات المقرین مفتاح میں کہا ہے انچہ مقربان آنرا شرک و ریا نام
 سیکند و دیگران آنرا عین توحید و اخلاص میداند انتہی یہ ذکر اسوقت کا ہی
 کہ عادت اپنی طرف سے عادت دعا و سوال کے کرے اور اگر سوال کرنا اسکا باہر

بامرغلا ہے تو یہ سوال اس کے لئے موجب خیر قریب حق کا ہوگا جیسے نماز روزہ وغیرہ
 فرائض و نوافل کہ فرض میں امر بطریق ایجاب کے ہوتا ہے اور نفل میں بطریق استحباب
 کے کیونکہ اس میں وہ عارف بجالانے والا حکم خدا کا ہے و عبارت متقدم میں جو
 یہ گزرا کہ کبھی وہ وعدہ جو ساتھ عارف کے کیا جاتا ہے وفا نہیں کیا جاتا اس سے بظاہر
 وعدہ حق میں خلف نکلتا ہے اور یہ باتفاق روانہ نہیں ہے تو اس کا جواب یہ ہے
 کہ شاید وہ وعدہ کسی دوسرے وقت پر موقوف ہوتا ہے دنیا یا آخرت میں اور اگر کسی
 وقت معین میں ہی وعدہ کیا ہے تب ہی ہو سکتا ہے کہ وہ مشروط و مقید ہو ساتھ
 ایسے مشروط و مقید کے جسے بندہ کو اطلاع نہیں دیکھی ہے اگرچہ وہ شرط یہی کیوں
 نہ کہ سوال و دعا کرے اور یہ لازم نہیں ہے کہ جو کچھ علم الہی میں ہو اس پر بندہ کو مطلع
 کیا جائے قال تعالیٰ و لا یحیطون بشئ من علم الا بما شاء اسی جگہ سے یہ
 بات کہی ہے کہ خواتین و مبشرین کا حکم الہی بالی ہے نہ عدم و ثبوت سے وعدہ کریم
 مشال پر قول چیل و خیم لوگ دو قسم ہیں ایک نعم علیہ نبی خیر پافاضہ انعام و اکرام کا
 ہوا ہے دوسری مبتلی بقضائینی گرفتار بلا سوچ سپر انعام ہوا ہے وہ تیرگی و بھائی
 زندگانی ہی اوس نعمت عطا شدہ میں خالی نہیں ہے وہ بڑے ناز و آرام میں تھا اس
 انعام سے کہ تقدیر نے اگر اوس نعمت کو مکر کر دیا اور طرح طرح کی آفتیں اور بلائیں
 اور مصیبتیں بیماریوں اور دردوں اور اندوہوں کی نفس و مال و اہل و ولد میں
 آگئیں جنہوں نے اوس عیش و حیات کو تیرہ وٹے مڑ کر دیا گویا اوسنی کبھی کچھ آرام ہی

نہ پایا تھا اور نہ کبھی کوئی انعام اوپر کیا گیا تھا وہ اس دم اور نعمت و حملاوت کو بھول جاتا ہے اگرچہ پہنوز تو نگری او کی طرف سے مال و جاہ و غلام و کنینر اور امن اعداد کی بانی ہے سو آدمی حال میں ناز و نعمت کے ایسا ہوتا ہے کہ گویا بلا کا سرے سے وجود ہی نہیں ہے اور حالت بلا و محنت میں ایسا ہوتا ہے کہ گویا نعمت کا وجود ہی نہ تھا یہ سب تفاوت او کے احوال کا سبب او کو بھل و نادانی کے ہی ساتھ اپنے مولیٰ کے اگر وہ یہ جانتا کہ او کا مولیٰ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے اور ایک حال سے دوسرے حال پر تغیر و تبدل کرتا رہتا ہے تغیریں ساز و تلخ کن اور تو نگری اور رویش ساز اور بلند و پست نما اور معروف و مذکور و محیی و ممیت و متقدم و مؤخر ہے تو ہرگز اور نعمت پر جو او کے پاس ہے مطمئن نہوتا اور دہوکا نکھاتا یعنی بسبب خوف عدم و زوال و ملاحظہ تبدل و انتقال کے ۵

برمال و جمال خویش مغرور شو	اے کانا زبانی بر بند و این را بہر تپہ
----------------------------	---------------------------------------

اور حالت بلا میں ہرگز کشادہ کار سے نا امید نہوتا کہ شاید زمانہ غم و محنت کا جاتا ہے اور ایام شادی و راحت کے آدین نیز تفاوت احوال مرد و کم محنت و غم میں اس لئے ہو کہ یہ لوگ حقیقت حال دنیا سے جاہل ہیں نہیں جانتے کہ دنیا سرگرم بلا و محنت اور تیرگی زندگی و جاے تکلیف و مشقت و کدورت زریست ہے اور اصل دنیا کی اور صفت ذاتی او سکی ہی بلا و اندوہ ہے اور حال عارضی او کا کہ کبھی برخلان اصل کے ہوتا ہے نعمت ہے اسی جگہ سے سید طائفہ جہنم پیدا ہوتی ہے

فرمایا ہے کہ سینے اپنے لئے ایک اصل قاعدہ باندھا ہے جس سے میں غور نہ
 رہتا ہوں وہ قاعدہ یہ ہے کہ دنیا اصل میں جگہ غم اندوہ محنت و بلا کی ہے
 جو کچھ اس بات سے پہنچتا ہے میں ممکن نہیں ہوتا کہ اپنی اصل پر ہے اور اگر نشادی
 و نعمت و راحت آتی ہے تو اسکو مفت جانکر غنیمت گنتا ہوں انتہی سہوہ دنیا کی
 وخت ایلوسے کے ہے جو ایک دار و ستلخ ہے پہلا سیوہ اسکا تلخ ہے طعم
 و ذوق میں اور پہلا پھل اسکا شہد شیرین ہے نفع و خاصیت میں آدمی اسکی
 حلاوت کو نہیں پہنچتا جب تک کہ اسکی تلخی کو نہ پیئے پس ہرگز اسکا شہد نہیں لی سکتا
 جب تک کہ زہر نہ پیئے اور محنت نہ کھینچے اب جو کوئی بلا سے دنیا پر شکلیا بی کر گیا اسکو
 نعمت دنیا کی ملیگی مزدور کو مزدوری جب ہی ملتی ہے کہ ماتے میں پسینا آجاتا ہے
 اور بدن ماندہ ہو جاتا ہے اور جان اندوہ دیکھتی ہے اور سینہ تنگ ہو جاتا ہے
 اور زور رکھت جاتا ہے اور نفس خوار ہوتا ہے اور خواہش جی کی ٹوٹ جاتی ہے
 چاکری میں ایک آدمی کی جو کہ مثل اپنے ہے ۵

نا بردہ سنج گنج میسر نہیں شود	مزد آن گرفت جان برادر که کار کرد
-------------------------------	----------------------------------

پس جب مزدور یہ ساری تلخیوں پی جاتا ہے تب کہیں پیچھے اسکے اچھا طعام و
 اعام اور عمدہ ناخورش و سالن اسکو ملتا ہے اور سیوہ و لباس و راحت و سرور
 و آسائش و خوشی ہاتھ آتی ہے اگر قیاس قلیل ہو کیونکہ مدت دنیا کی اور اس جگہ کے
 عیش و سرور کی غایت کوتاہ ہے آؤں دنیا کا تلخی و محنت و شدت ہے جیسے

کرانہ بالا تر شہد کہ کسی برتن میں ہوا میختمہ تلخی ہوتا ہے اور کمانے والا او کا قرا کر
 ظرف تک کہ کرانہ پایاں ہے اور تناول خالص تک نہیں پہنچتا مگر بعد تناول صفحہ علیا کی
 آسید طرح جب بندہ ادا و ادا مرحق عزوجل اور انتہاء نوا ہی آئی اور تسلیم و تقویٰ
 جاری قدر و قضا پر صبر کرتا ہے اور اس کی تلخی کو پی جاتا ہے اور اس کا بار اوٹتا ہے
 اور ہوائے نفس کے خلاف کرتا ہے اور اپنی مراد کو چھوڑ دیتا ہے تو بعد اسکی
 اللہ اسکو طیب عیش اسکی آخر عمر میں دیتا ہے اگرچہ اول عمر میں وہ بلا محنت
 و شدت دیکھتا ہے مگر آخر کو خوشی و راحت پاتا ہے اور اسکو ناز و آسائش غلبہ
 و اجندی حاصل ہوتی ہے اور خود حق اس کے کار و بار کا براہ لطف و کرم متولی
 ہو جاتا ہے ۵

بفقر و نیستی یکدور روزہ خوش میباش | کہ یار خود ز کرم عذر خواہ ما گردو

آر او اسکو غذا دیتا ہے جس طرح بچہ شیر خوار کو غذا ملتی ہے تغیر کے تکلف و تحمل
 موت اگر انباری کی دنیا و آخرت میں جس طرح کہ کمانے والا صفحہ علیا کے عمل سے
 بسبب کمانے شہد کے تہ آوند سے مرہ پاتا ہے بنا رطے ہذا بندہ منعم علیہ کو لائق
 ہے کہ مگر خدا سے اس میں نہ ہے اور نعمت پر مغرور و فریفتہ ہو کر یقین اس کے دعا
 کا نکرے اور اسکی ملنے سے غافل نہو اور بہت نعمت کو سست اور تبرک شکر ڈھپلا
 نکرے حضرت نے فرمایا ہے نعمت وحشی ہے اور اسکو شکر سے قید میں نہ تو شکر
 نعمت مال کا یہ ہے کہ جس منعم بفضل نے وہ عطا کی ہے اسکا اقرار کرے وہ

منعم اللہ پاک ہے اور اس نعمت کو سائر احوال میں بیان کرے واما بنعمۃ
 سربا یک فحدث یعنی حالت قلت و کثرت و قبض و بسط و جمع و تفرقہ میں اور یہ دیکھے
 کہ یہ نعمت محض اللہ کا فضل و احسان و امتنان ہے دوسرا اور شکر نعمت کا یہ ہے
 کہ اس نعمت کا مالک بنکر نہ بیٹھے کہ لوگوں پر بہ سبب وجود مال کے تکبر کرے
 یا بندگی و شکستگی ترک کر کے خدا پر تہ و کرے اور اپنی حد سے حکم خدا میں بڑھ جائے
 اور اس کے امر کو دربارہ مال ترک کر دے کہ وجہ حلال سے تحصیل نہ کرے اور اسرا
 و تہذیر و بھڑائی سے شکر نعمت مال کا یہ ہے کہ جو حقوق شرعی اس مال میں ہیں
 ان کو ادا کرے جیسے زکوٰۃ و کفارہ و نذر و صدقہ اور فریادری کسی مظلوم فریادخواہ
 اندوگہین کی اور باز پرس احوال خدا و ندان حاجت کے جو کہ سختیوں میں وقت
 قلب احوال اور تبدیل حسنات کے ساتھ سیئات کے گرفتار ہیں مراد تبدیل حسنہ
 ساتھ سیئہ کے یہ ہے کہ زمانہ او کی نعمت و فراخی کا زمانہ سختی و گزندہ سے بدل
 گیا ہے اور شکر نعمت عافیت کا جو اس و اعضا میں جیسے ہاتھ پاؤں آنکھ کان
 زبان وغیرہ ہیں یہ ہے کہ ان اعضا سے طاعات میں مدد لے اور محارم سے
 انکوروں کے اور سیئات و معاصی سے باز رہے یہ شکر کرنا نعمت کا قید کرنا ہے کچھ
 کرنے اور جاننے سے اور درخت نعمت کو پانی دینا اور پانا ہے اس سے
 اس درخت میں شاخیں نکلتی ہیں اور پتے پیدا ہوتے ہیں اور وہ اچھا پھل لاتا ہے
 اور اس کا میوہ شیرین ہوتا ہے اور انجام اس میوہ کا سلامتی و بے گزندگی ہوتا ہے

جب اس کو چباؤ تو خوش مزہ ہے اور نگلو تو آسانی سے گلے اتر جائے اور اس کے پیچھے تندرستی آئے اور بدن میں نشوونما ہو پیرا کی برکت جواج پر گوناگون طاعات و قربات و اذکار سے ظاہر ہو گویا یہ سارے انوار و برکات و خیرات آثار میں شکر نعمت کے پیرا کے بعد بندہ آخرت میں اللہ کی رحمت میں داخل ہوتا ہے اور ہمیشہ کے لئے بہشتوں میں ہمراہ نبیین و صدیقین و شہداء و صالحین کے رہتا ہے و حسن اولیات رفیقاً چہ اگر بندہ نے شکر گزاری نعمت حق کی نئی اور آرائش و زینت دنیا پر فریفتہ ہو گیا اور اس کے مزے اڑائے اور ظاہر کی تری و تازگی پر مطمئن ہو بیٹھا اور دنیا کی چمک دمک پر آرام بکھڑا اور ابتداء ذوق و لذت دنیا میں ہمیں گیا جس کا انجام شدت و محنت ہے بسطرح کہ ہوائے سرور و سرور اول روز تابستان میں چلتی ہے پیردن چڑھتا پیر چلنے لگتی ہے اور نرمی و تازگی متاع دنیا پر دھوکا کھایا جس کا ظاہر نرم و لطیم و خوش و نازک ہے اور باطن میں درشت اور گزندہ ہے جیسے پوست سانپ بچھو کا اور اس کے زہر سے جو قاتل ہے اور باطن کی تمون میں رکھا گیا ہے غافل ہو گیا اور کاندھ مصائب دنیا میں گرفتار ہوا یعنی اس کے حیلہ و کمربند و بیکالی میں اور خوبی و لذت و شہوت میں جو مثل دام کے ہے جس سے وہ لوگوں کے دلوں کو بھکا کر کرتی ہے ہنس گیا اور یہ جال اوٹنے واسطے گرفتار کرنے اور قید میں لانے اور ہلاک کرنے کے بچھا رکھا ہے تو اس شخص کو یہ ہلاک مبارک ہو اور اسے تباہی اور

محتاجی شباب کا ہمراہ خواری و سبکداری و اہانت و حقارت کئی نیا مین مژدہ ملے
اگر دولت گئی فقیر ہو گیا ورنہ جو خواری و زاری و نگو ساری مرگ سے آئیگی اور
آخرت میں اوسکو پائیگا وہ تو صد چندان ہے اور عذاب اوس جہان کا آتش
دوزخ میں ایک شعلہ جوالہ ہے **ف** ذکر تہنیت و بشارت کا اس جگہ بطریق سحر یہ
استنزا رکے ہے جیسے فبشرہ بعد اب الیم فرمایا ہے یہ حال اوس شخص
کا ہے جو نعم علیہ ہے کہ اگر وہ شکر کرے گا مرتب و درجات مذکور پائیگا اور اگر شکر نہ کرے گا تو
مہالک و درجات میں جا پڑے گا یہاں وہ شخص جو گرفتار بلا و آفت ہے سو کہی ابتلا
اوسکی بطور عقوبت و سزا کے ہوتی ہے مقابلہ میں اوس گناہ و جرمیہ کے جو اوسنے
کیا ہے اور کوئی معصیت اوس سے ہوئی ہے اور کہی ابتلا و اسکی بطور کفارت و نوب
کے ہوتی ہے واسطے پاک و خالص کرنے کے چرک گناہ سے جس طرح کہ زر و نقرہ
کو گلا کر خالص دے آمیزش کرتے ہیں اور کہی یہ ابتلا واسطے بندہ کی درجات و درجوں
کے منازل عالیات تک دین و علوم و معرفت میں ہوتی ہے تاکہ شخص بسبب اوس
بلا کے اہل علم و صاحب حالات و مقامات سے معرفت و قرب میں جاملے جیسے لکھو
عنایت پروردگار خلق و خالق انواع مخلوقات کسابق ہو چکی ہے اور مولیٰ نے
اونکو میدان آفات و بلا میں رفق و لطف کی اونٹینوں پر پہرایا ہے اور اونکو
با و نرم نظر ہائے لطف سے آسائش و راحت دی ہے اور دیکھنے سے بگوشہ چشم
عنایت خود حرکات و سکنات میں سکون بخشا ہے یہ ابتلا اونکی کچھ اسلئے نہیں ہوتی ہر

کہ وہ ہلاک ہو جائیں اور درکات و دوزخ میں جا گرین و لکن اللہ نے اونکی
 آزمائش کی ہے ساتھ اس بلا کے واسطے اونکی برگزیدگی و چیدگی اور پہنچانے
 کے درجات عالیہ تک اور ان بلایا سے اونکی حقیقت ایمان کو بزور استخراج کیا
 ہے اور اس حقیقت کو شرک خفی استناد و اعتماد سے نغم و اسباب پر اور دعویٰ
 نفس سے دربارہ توحید و تخرید اور نفاق و عدا و احوال و معارف و حقائق سے
 جو باطن میں نہیں ہیں صاف و پاک و نمیز کیا ہے اور سبب ان آفات گوناگون
 کے اوپر انواع علوم صفات تہذیبہ جلالیہ کو بار کیا ہے بلکہ لطیفہ جلالیہ کو بھی و
 مخفی طور پر اور وہ اسرار جو سبب حالت مشغولی نعمت کے مکشوف نہ تھے اور
 وہ انوار جو علم و انکشاف کو لازم ہیں اوپر رکھے پس جب یہ لوگ ظاہر و باطن میں
 خالص ہو گئے آئین شکر و دعویٰ و نفاق سے آرا نیکے سرسرا اور بواطن
 پاک ہو گئے تب اونکو مخلصان خاص میں منجملہ ملازمان درگاہ ہمنشینان مجلس
 رحمت کے دنیا و آخری میں ٹھیرایا دنیا میں دلوں سے اور آخرت میں اجسام
 فکالین کو جو کمال آخرت میں نعیم نبوت و درویش حضرت عزت بدن ظاہر
 کے ساتھ حاصل ہونے والا ہے وہ دنیا میں دل اور باطن سے حاصل ہوتا
 ہے وہاں اوکو چشم سے دیکھیں گے اور بیان دیدہ دل سے دیکھتے ہیں بیان
 کمالات روحانی حاصل ہوتی ہیں اور وہاں لذات جسمانی حاصل ہونگی یہاں
 کا نکتہ تراء ہوتا ہے کیونکہ دنیا میں پردہ و ریاں ہیں ہے جس سے ظاہر

باطن سے جدا ہے جب یہ پردہ اوٹھ جائیگا تو ظاہر و باطن ایک ہو جائیگا اور بصیرت و بصیرت ایک حکم میں ہوگی جس نے یہ کہا ہے کہ ۵

امروز چون جمال تو بے پڑہ ظاہر	در حیرت مگر کہ وعدہ فردا بر آچیت
-------------------------------	----------------------------------

سو یہ کہنا اس قائل کا مستحق و غلبہ دے تمیزی ہی ہے ورنہ نظر ہوش و تمیز میں اللہ ایک پردہ در میان میں پڑا ہے ۵

کہہ سکے کون کہ یہ جلوہ گری سکی ہے	پردہ چھوڑا ہے وہ اوسنے کہ اوٹھا بنی
-----------------------------------	-------------------------------------

لیکن غایت صفا و لطافت سے ایسا نظر آتا ہے کہ گویا پردہ نہیں ہے ۵

حجاب چہرہ جان میشود غبار تنم	خوشا دمی کہ ازین چہرہ پردہ بر فگنم
------------------------------	------------------------------------

سو یہ بلائیں پاک کرنے والی دل کی ہین چرک شکر خفی سے اور تعلق سے ساتھ خلق و اسباب و آرزو و خواہش کے جو حالت وجود نعمت میں ناگاہ پیدا ہو جاتی ہے اگرچہ عارف کو وہاں ہی تعریف و شہود صفات کا حاصل ہوتا ہے لیکن باوجود اسکے احتمال تعلق باسوا کا بجا نصیت نفس و طبیعت کے باقی ہے اور یہ بلائیں سبب گداحت و سخت نفس و طبیعت کی ہوتی ہیں جس طرح سونے چاندی کو بوتہ میں گلاتی ہیں اسی طرح دعاوی و ہوسات و طلب اعراض بطاعت ان بلاؤں کی وجہ سے گل جاتی ہیں کیونکہ امراض و آلام و اسقام میں کوئی طاعت و عبادت نہیں بنتی اگرچہ ثواب و تعریف جو او میں حاصل ہے وہ وفات سے چند و چند زیادہ ہوتا ہے اور سبب ان بلا یا کے بستان بہشت و فردوس برین اور سارگزار

جنان میں درجات و منازل عالیات حاصل ہوتے ہیں سو علامت ابتلا کی
 بروجہ مقابلہ و عقوبات کی یہ ہے کہ بندہ وقت وجود بلا کے صبر نہیں کرتا اور اس نے
 خلق اور سارے خولیش و ریگانہ و یار و اغیار کی ناشکیبائی و گلہ و شکوہ ظاہر کرتا کہ
 اور علامت ابتلا کی بطور تحیض و تکفیر خطیات کے یہ ہے کہ صبر جمیل میر ہو بدون
 شکوے اور اظہار جزع کے سامنے دوستوں اور مہمایوں کے اور آداب اور
 وطاعت سے ملول و مستوہ نہ ہو کیونکہ جب صبر کیا اور طاعت سے مزہ پایا تو نور نیت
 او کی باطن کو پاک کر دیگی اور تاریکی معصیت کو دل سے نکال کر پیکیدگی اور علامت
 ابتلا کے واسطے ارتفاع درجات کے یہ ہے کہ رضا و موافقت ساتھ اراوہ حق
 کے پائی جائے اور نفس بند کر مولیٰ مطمئن اور بفضل خداوند زمین و آسمان آریں
 ہو اور بلا میں تا وقت انکشاف بہرہ ایاام و ساعات فاق و بے اختیار رہے
 ف رضا نزدیک بعض کے سکون و آرام پانا ہے ساتھ مجاری اقدار کردگار
 کے اور نزدیک بعض کے وجدان حلاوت ہے فعل حق سے اور یہ مرتبہ اعلیٰ
 و ارفع ہے سلوک میں کوئی مقام بالاتر رضا سے نہیں ہے بطرح کہ کوئی
 حال محبت سے شریف تر و نفیس تر نہیں ہے یہ رضا اسی محبت کا دھتی ہے
 جس قدر محبت بیشتر و قوی تر ہوگی رضا صاف تر و کامل تر ہوگی ف صبر و رضا
 منجمہ مقامات قلب کے ہیں دل جب اپنے قرار پر ہوتا ہے اور قلب سے محفوظ
 تو رضا حاصل ہوتی ہے اگرچہ نفس و طبیعت کو بسبب اوس خاصیت کے جوہر

رکتے ہیں قلق و کراہت کیونکہ انہوں کا کچھ غم نہیں ہے محبوب اگر تلوار مار بیگا
تو ضرور الم اور اس کا نزدیک طبیعت کے باقی ہوگا لکن اس جہت سے کہ ہاتھ سے دھو
کے اور او کی بجائے ہی محبوب و شیرین ہے کل شئی من الملیح ملیح انتہی ۵

نفسود نصیب دشمن کہ شود ہلاک تنیت | سردستان سلامت کہ تو خنجر آید

قول چہل و ششم حضرت نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے میں شغلہ ذکر کی
عن مسألتی اعطیتہ افضل ما اعطی السائلین یعنی جس کی سب سے زیادہ قربانی پاس
سوال و دعا کرنے سے باز رکھتا ہے میں اس کو سائلین سے زیادہ تر دیتا ہوں
یہ اس لئے ہے کہ جب اللہ تعالیٰ کسی مومن کا اصطفا و اجتباء چاہتا ہے تو اس کو
احوال میں چلاتا ہے اور اس کا امتحان انواع و اقسام کے کرتا ہے اور
اس کو بعد تو نگری کے محتاج کر دیتا ہے اور وہ مضطر ہوتا ہے طرف سوال کرنے
کے خلق سے دربارہ رزق جبکہ ساری جہات رزق کی اوپر بند ہو جاتے ہیں
پھر اس کو مسئلہ خلق سے نگاہ رکھتا ہے اور وہ بیچارہ بحکم ضرورت معیشت کے لوگوں
سے قرض و وام لیتا ہے پھر اللہ تعالیٰ اس کو قرض ستانے سے بھی محفوظ رکھ کر سب
کی طرف مضطر کرتا ہے اور سب کو اوپر سہل و آسان کر دیتا ہے تب وہ اپنے
ہاتھ کی کمائی سے کماتا ہے اور یہ کمائی اگر ناسنت ہے حضرت کی یا عادت ہے
خدا کی حدیث میں آیا ہے کہ ہر پیغمبر ایک پیشہ رکھتا تھا میرا پیشہ جہاد ہے بیان
میں جواز و سنیت و شرف و افضلیت حرفہ کی رسالہ رفوآخرتہ ایک تحریر مستقل ہے

پھر اللہ اوس بندہ پر کسب کرنا مشکل کر دیتا ہے یا تو اسکو طاقت کمائی کی نہیں
 رہتی یا اوس پیشہ میں کچھ فائدہ حاصل نہیں ہوتا تب اسکو الہام سوال کرنے کا
 خلق سے کرتا ہے اور اسکو یہ حکم با مریض دیتا ہے یا تو صریح صیغۃ افعال سے
 کہ ایسا کر یا اسکے ولیدین یقین اوس امر کا آجاتا ہے اور یہ مومن اوس امر کو اپنی
 باطن میں جانتا پہچانتا ہے یا اللہ اسکو بتلا دیتا ہے اور یہی ظاہر ہے
 اور اسکی عبادت بھی ہوتی ہے کہ وہ اس امر کو بجالائے اور اگر ترک کر گیا تو عاصی ٹھیک
 اسطرح اس امر سوال سے یہ ہوتا ہے کہ خواہش اسکے نفس کی جاتی رہے
 اور نفس شکستہ ہو جائے یعنی سبقت ذل و انکسار کے جو سوال کرنے میں خلق
 سے ہوتا ہے اور یہ حالت ریاضت کی ہے کہ اللہ نفس مومن کو اسطرح رام
 کرتا ہے اور یہ امر لا بد حالت مخصوصہ واضطرار میں ہوگا ورنہ امر کرنا سوال حرام کا
 یعنی چہ غرض کہ یہ سوال اسکا بطریق جبر کے ہوتا ہے نہ بطریق شرک کے ساتھ حیثاً
 کے پھر اللہ اوس بندہ کو اس سوال کرنے سے نگاہ رکھتا ہے اور جزا حکم قرض لینے
 کا دیتا ہے جسکا ترک کرنا ممکن نہیں ہوتا جیسے پہلے حکم سوال کا بخرم و قطع دیا جاتا
 ہے اور اسکو اس حالت سے کہ قرض ستانی ہے نقل کر کے خلق سے جدا کر دیتا ہے
 اور اسکا رزق یوں مقرر کرتا ہے کہ اب وہ اللہ ہی سے سوال کرتا ہے اور ساری حیا
 اپنی مانگتا ہے اور اللہ اسکو دیتا ہے اور اگر وہ خاموش بیٹھا ہے اور سوال سے
 روگردان ہوتا ہے تو پھر اسکو نہیں دیتا اور یہ طلب و سوال زبان سے ہوتا ہے

اور ضرور ہے کہ دل بھی ساتھ اس کے موافق ہو گا پھر اللہ اس کو سوال سنانے
 طرف سوال قلب کے نقل کرتا ہے اور یہ ساری حاجات اپنے دل سے مانگتا ہے
 اور اللہ اس کو دیتا ہے اگرچہ دل ہی سے سوال کرے اور زبان پر نہ لائے یہاں تک
 کہ اگر زبان سے مانگے تو اس کو نہ دے یا اگر خلق سے مانگے تب بھی نہ دے یہ اس لئے
 کہ اس کو خلق و معاملہ خلق سے قطع کر کے اپنے سوال میں منحصر کیا ہے پھر اللہ تعالیٰ
 اس کو خود اس سے اور سوال بالکل بے نیاز کر دیتا ہے ظاہر و باطناً اور جو چیز
 اس کی اصلاح کرے اور کجی کو راست کر دے وہ بے سابقہ سوال و طلب کے
 عطا فرماتا ہے ماکول و مشروب و ملبوس و جمیع مصالح بشر سے بغیر اسکے کہ اس
 شخص کو کچھ ہی اوسمیں دخل ہو سوال کرنے یا قرض لینے یا کسب کرنے کا یا اس کے
 دل میں خطر تک اس امر کا اگر دے بلکہ خود اس کا مستولی و کار ساز ہو جاتا ہے یہی
 ہیں اس آیت کے ان دلیلی اللہ الذی نزل الکتاب وھو یتولی الصالحین
 اور اس میں قول حضرت کا من شغلہ ذکرہ عن مسألتی الخ متحقق و ثابت
 ہو جاتا ہے اور یہ وہ حالت فنا کی ہے جس پر احوال اولیاء و ابدال کا ہے یعنی
 یا بحق میں سوال و طلب حوائج سے باز رہنا حالت نیستی کی ہے اور یہ حالت
 نہایت احوال مذکورین ہے اور نہایت نزدیک اس قوم کی عبارت ہے فنا فی اللہ
 سے کہ سیر سالک تا خدا منتہی ہو جائے اوصفات بشریت مضمحل ہو کر رسوم خلقت
 محو ہو جاوین اور جب بندہ اس مرتبہ کو پہنچ جاتا ہے تو دروازہ ولایت میں داخل

ہو کر منتہی و کامل ہو جاتا ہے اور بعد فرق کے ساتھ جمع کے مشرف ہوتا ہے اسکے
 بعد سے سیر فی اللہ شروع ہوتی ہے اور اسجگہ تخلیقات صفات حق سے تربیت پا کر
 سیر من اللہ میں جا گرتا ہے اور فرق بعد الجمع کو پہنچ کر دوسر دن کی تکمیل کرتا ہے پتلی
 پر کہی طرف اس بندہ کے بعد پہنچنے کے مرتبہ فنا و ولایت و بدلیت کے افرکوں کو رد کرتے
 ہیں کہ عبارت ہی خرق عادات و کرامات سے اب جس کسی چیز کی حاجت او کو ہوتی
 ہے وہ سب باذن خدا موجود ہو جاتی ہے یعنی وہ حقیقت میں حق کا فعل ہے
 جو ہاتھ پر ولی کے ظاہر ہوا ہے جیسے معجزہ ہاتھ پر پیغمبر کے ف قید لفظ کہی ہے
 یہ ثابت ہوا کہ ظہور کرامات و خرق عادات کا لازم و شرط مقام ولایت نہیں ہے
 یہ بات ہوتی ہے اور نہیں ہی ہوتی اگر ہوتی ہو تو اسے مصلحت ارشاد و تحصیل یقین
 مریدین کی ہوتی ہے یا اسے مزید یقین و تثبیت ولی کہ اور اگر نہیں ہوتی ہے تو
 اسلئے کہ کوئی کسی ولی کو متصرف اور مختار سمجھ لے کہ جو چاہے سو کرے اور سیکو
 نفع نقصان پہنچائے مطلب اس رد نکون کا طرف او سکے وہی ہے جو بعض
 کتب آسمانی میں آیا ہے ابن آدم انا لله لا اله الا انا قول للشی کہ فیکون
 اطعنی لقول للشی کن فیکون و بید اس میں یہ ہے کہ جب بندہ نے حق کی
 اطاعت و فرمان برداری کی اور اپنے اختیار سے باہر ہوا و ظلمات صفات شر
 سے فانی و خالی ہو گیا اور ہر فنا کے لئے بقا اور ہر خلا کے لئے ملازم ہے تو
 ناچار وہ انوار صفات ربوبیت کے ساتھ باقی رہتا ہے اور آثار قدرت حق کے

بیرون پردہ اسباب و عادت سے ظاہر ہوتی ہیں غرضکہ بندہ جب اپنی عادت سے خارج ہوتا ہے تو حق ہی اپنی عادت کا خرق کرتا ہے اور جب تک بندہ مضیق عادت میں مقید و گرفتار رہتا ہے تب تک حق سبحانہ و تعالیٰ بھی اپنی عادت پر قرار رہتا ہے ۵

تو کز سر اے طبیعت نمی رود بیرون	کجا کیوں حقیقت گزرتوانی کرد
---------------------------------	-----------------------------

قول چیل و صفیہ ایک پیر مرد نے خواب میں مجھے پوچھا کہ وہ کیا چیز ہے جس سے بندہ اللہ کا تقرب پا ہے اور شیعوں کے بنے کہا اسکی ایک ابتدا انتہا ہے ابتدا و ع ہے یعنی تقویٰ و پرہیزگاری کہ عبارت اجتنب محرمات و مکروہات سے جہاں بن سکے اور انتہا اسکی رضا و تسلیم و توکل ہے ۵

رضا بدہ بقضا و زجین گرہ بکشا	کہ بر من و تو در اختیار نکشا دست
------------------------------	----------------------------------

ف خلاصہ اس خواب بרכת آئین کا وہی ہے جو قول اول میں گزر چکا ہے کہ ذور ان کمال ولایت و مراتب ولایت کا منحصر ہے تین امر میں ایک امتثال امر کا دوم اجتنب معاصی سے سوم رضا بقدر و تمہارہ توکل و تسلیم کے کلام حضرت شیخ رضی اللہ عنہ کا ہر مقالہ میں ایسے اذکر و آس پاس گہو متاچسک رہتا ہے کوئی بیان صراحت یا اشارت سے طرف ان امور سے گانہ کے خالی نہیں ہے اس مدعا کو با نواع عبارت اس کتاب مستطاب میں مجملًا و مفصلاً بیان فرمایا ہے اور عجائب و غرائب قوال میں اسکو ادا کیا ہے یہ بھی ایک کراست ہے چہرہ شہر

کو توانائی حاصل نہیں ہے واللہ یختص برحمۃ من یشاء حکایت امام
 احمد نے رب العزت کو خواب میں دیکھا تھا پوچھا اے رب تیرا تقرب کس چیز میں حاصل
 ہوتا ہے فرمایا تلاوت قرآن سے کما سمجھے یا سمجھے فرمایا سمجھو یا سمجھو **قول چہل و شتم**
 مومن کو چاہیے کہ پہلے اداء فرائض میں مشغول ہو کیونکہ ترک فرائض و واجبات سے
 گنہگار و عاصی ہوگا جب فرائض سے فارغ و خالی ہو تب سنن ہو کہ وہ میں
 مشغول ہو کہ ترک کرنے سے سنن کی عتاب ہوتا ہے اور یہ ترک بے ادبی ہے
 پس بعد سنن کے نوافل و فضائل میں مشغول ہو کہ انکے کرنے میں ثواب ملتا ہی
 اور نہ کرنے میں کوئی گناہ و بے ادبی نہیں ہوتی ہے اور جبکہ فرائض سے فارغ
 نہیں ہے تب تک سنن میں مشغول ہونا حتمی و دعوت و نشان چہل و پنجہری و
 شبکی عقل کا ہے کیونکہ ترک کرنا اس چیز کا جواز ضروری ہے اور اہتمام کرنا
 اس چیز میں جو کہ ضروری نہیں ہے قاعدہ عقل و خرد و دانش سے دور ہے
 مسئلے کہ دفع ضرر کا اہم ہے عاقل پر جلب نفع سے بلکہ حقیقت میں نفع اس صوت
 میں منتفی ہی اور اسی قیاس پر سجالانا نوافل کا ہمراہ ترک فرائض کے نامقبول
 و باطل ہے و لہذا فرمایا ہے کہ اگر فرائض سے پہلے سنن و نوافل میں مشغول
 ہوگا تو وہ قبول نہونگے اور شیخص خوار و ذلیل ہوگا ف یہ جہتے ہیں کہ نوافل
 سبب جبر نقصان فرائض کے ہوتے ہیں سوا اس صورت میں ہیں کہ فرائض سجالا
 اور بعض حقوق جو قبیل واجبات سے نہیں ہیں بلکہ سبب کمال ہیں فوت ہو جائیں

تب یہ جب نقصان ہوتا ہے نہ یہ کہ مکفر فوت فرائض ہوں اہل علم نے کہا ہے کہ
 بجا لانا نوافل کا ہمراہ ترک فرائض کے ایسا ہے جیسے کوئی پاس اوش شخص کے
 جب کا قرضدار ہے ہدیہ بھیجے اور قرض ادا نہ کرے تو یہ ہدیہ ہرگز قبول نہوگا البتہ
 اگر بعض حقوق و صفات قرض میں کچھ نقصان ہو گیا ہوگا تو بھیجنا ہدیہ کا جبر
 نقصان کر گیا یہ ہی کہا ہے کہ جس کے نزدیک نوافل ہم میں فرائض سے وہ مخدوع
 محکوم ہے علماء کہتے ہیں ہلاک لوگوں کا دو کام میں ہے ایک اشتغال نافلہ میں
 بتفصیل فرائض دوم عمل جوارح میں بدون مواعظ قلب کے انتہی بالجملة مثال اس
 شخص کے جو کہ شغل نوافل قبل فرائض کے ہے ایسی ہے جیسے کسی شخص
 کو بادشاہ اپنی خدمت کو بلائے اور وہ اوس کے پاس نجائے اور کسی امیر کی
 خدمت میں جوارح بادشاہ کا غلام و خادم ہے اور اوس کا زیر دست ہے واسطے
 خدمت کے کہڑا ہوئے مقرر فی نے رفعا کہا ہے ان مثل مصلی النوافل وعلیہ
 فرضیۃ کمثل حلی حملت فلما دنا نفاسہا اسقطت وجہ تشبیہ کی کہینچنا رخ
 و مشقت کا ہے بیفائزہ فلاہی ذات حمل ولاہی ذات ولا یہ اسلئے کہ حمل
 ساقط ہو گیا وکذاک المصلی لا یقبل اللہ لہ نافلۃ حتی یؤدی الفرضیۃ
 دوسری مثال یہ فرمائی و مثال المصلی کمثل التاجر لا یحصل لہ سہجۃ حتی یاخذ
 اس مالہ فکذاک المصلی بالنوافل لا یقبل لہ نافلۃ حتی یؤدی
 الفرضیۃ ۵

حافظ ہر آنکہ عشق نور زید وصل خواست | احرام طون کعبہ دل بی وضو بہت

اسی طرح حال اوس شخص کا ہے جو تارک سنت و شغل نوافل ہے اور وہ نوافل
کچھ راتبہ و وظیفہ دائمی ہمراہ فرضیہ کے نہیں ہیں اور نہ شارع نے اوس شخص کی
ہے اور نہ اوسکو کوکہ ٹھیرایا ہے سو منجملہ فرائض کے ایک ترک کرنا حرام کا ہے
اگرچہ واجب کا بجالانا بھی فرض ہے لیکن ایہا تم ترک حرام کا کرنا اشد و قوی ہے
اور رعایت جانب اجتناب کے اہم و اقدم ہے رعایت امتثال سے کیونکہ نفع
ضرر کا اہم ہوتا ہے جلب نفع سے اور خود فعل واجب مستلزم ہے ترک حرام کو اور
ترک حرام مستلزم ہے فعل واجب کو ایسے کہ اوسکی جگہ ہے دوسرا فرض ترک کرنا
شکر خلق کا ہے ساتھ حق تعالیٰ کے کہ اسناد افعال کی وجہ استقلال طرف خلق
کے کرے اور اسباب و وسائل پر مستبد و مستم ہو اور قضا و قدر پر اعتراض کرے
اور راضی بقضائو اور یہ کہ اجابت و طاعت خلق کے معصیت و نافرمانیاں حق میں
ترک کر دے اور اسد پاک کے امر و طاعت سے روگردان ہو حضرت نے فرمایا ہے
لا طاعة لمخلوق في معصية الله مفتاح میں کہا ہی حاصل کار سلما نی اتنا
او امر تشرعی و استسلام احکام را دی ست انچہ فرمایہ کردن و چنانچہ دار و بودن
انتی قول چیل و نہم جسے خواب کو بیداری پر کہ سبب آگاہی و ہوشیاری کی
ہے اختیار کیا آوے ایسی چیز اختیار کی جو کمتر و فو تر ہے رتبہ میں اور ملنا اپنا
میں اور بخیر اپنی تمام نیک کاموں سے پسند کی کیونکہ خواب برا و مرگ ہے

اور نونا شاہ مرنے کے بچے قطیل جوارح و قوی مین ولہذا اللہ پاک پر خواب روا
 و ممکن نہیں ہے کہ وہ ہر آن ایک کام مین ہے اور سارے صفات نقائص و کم
 ذات پاک سے منتفی مین اسی طرح فرشتے بوجہ قرب جناب اقدس اور تنزہ کے
 صفات بشریت و اسباب فقر سے خواب سے منفی مین اسی طرح اہل جنت کیونکہ
 و ارفع و اطہر و انفس و اکرم جگہ مین ہونگے اودن سے ہی خواب دور ہے اور
 خواب ایک طرح کا نقصان ہے اونکی حالت مین اسلئے کہ خواب کسل و فقرت ہوتی
 ہے تصاعد بخارات غلیظہ سے جو جوف سے طرف دماغ کے چڑھتے مین اور
 قوی و آلات معطل ہو جاتے مین اور اس مین شک نہیں ہے کہ کسل و فقرت و عطلت
 قوی بنجملہ نقائص کی ہے اور غالب سبب خواب کرنے کا بے شوقی و محضوہی
 ہے اور اہل جنت ہمیشہ مطالعہ صفات و شہود ذات حق اور شوق و ذوق حضور
 و اگا ہی مین ہونگے اودنکو خواب کمان سے آئگی سے این سخن بگناہ راگو آشنا
 را خواب نیست پس ساری خیر و خوبی بیداری و ہشیاری مین ہے اور ساری
 برائی خواب و غفلت مین نیک کامون سے آور چونکہ غالب سبب خواب کا تکثیر
 طعام و شراب ہے اسلئے جو کوئی جو اسلئے نفس و شرہ طبیعت سے بے ملاحظہ احتیاط
 کراتا ہے وہ بہت کماتا ہے اور بہت پیتا ہے اور بہت ساقی ہوتا ہے خیر کثرت
 ہو جاتی ہے اور طاعت و عبادت و تفکر و اعتدال سے باز رہتا ہے اور جو کوئی
 تہوڑا سا طعام حرام کراتا ہے وہ مانند اوس شخص کے ہے جو بہت سا طعام سباج

ہوا اے نفس سے کھانا ہے یعنی کم کھانا طعام حرام میں بغیاہ اور حکم میں بہت
 کھانیکے ہے بلکہ اس سے بھی بدتر ہے حلال کھائے اور کم کھائے اور پھر اس
 ہے جو حرام کھائے اور بہت سا کھائے حرام ایمان کو چھپا لیتا اور اسکی نورانیت
 کو تاریک کر دیتا ہے جس طرح کہ شراب عقل کو تاریک کر دیتی ہے اور چھپا لیتی ہے
 اور حکم میں مجاہدین و بہائم کی کر دیتی ہے پس جب ایمان تیرہ و تاریک ہو گیا تو پھر
 نہ نماز ہی نہ عبادت نہ اخلاص اور کمان سے ہو کہ نہ عقل نکالنے سے ہے اور نہ شعور
 ادراک ہے اور جو کوئی بہت سا حلال باہر آئی جسکو اپنے باطن میں پاتا ہے کھانے
 نہ ہوا اے نفس و حرص طبعیت جس طرح بعض منتھیوں کو کہ نفس اونکا اسیر ہو گیا
 ہے حالت توسع و اسودگی میں اذن بعض مباحات کا دیتی ہیں تو وہ مثل او شخص
 کے ہوگا جو طعام حلال کھاتا ہو اور کم کھاتا ہو نشاط پائین اندر عبادت و قوت کے سو
 حلال نور نور ہے اور حرام ظلمت و ظلمت کوئی خوبی آسمین نہیں ہے حلال کا
 ہوا اے نفس سے کھانا بغیر امر کے ایسا ہے جیسے مجملہ حرام کا کھانا ایسے کھانے
 سے نیند آتی ہے کوئی خیر و مین نہیں ہے ف یہ چار قسمیں ہوئیں ایک کم
 کھانا حلال سے اگر چہ ہوا اے نفس ہو دوسرے بہت کھانا حکم سے یہ اسی
 کم کھانے کے حکم میں ہے تیسرے بہت کھانا حلال سے ہوا اے نفس چوتھے
 کم کھانا حرام سے ان دونوں کا ایک حکم ہے اور بہت کھانا طعام حرام کا سب سے
 زیادہ بدتر ہے اور کم کھانا حلال سے اگر باہر آئی ہی تو سب سے زیادہ صغی و اعلیٰ

ف غزالی نے احیاء العلوم میں بیان ثنوت اکل و شہوت فرج کا کیا ہے اور ان دونوں کو منجملہ مہلکات کے بتایا ہے اسکی بحث ہمارے رسالہ لسان العرفان وغیرہ میں ہی بسط سے آئی ہے اور بعض نے جو خواب کو بیداری پر ترجیح دی ہے، اسکے وجوہ اور بہین لکل وجہۃ ہو مولیٰ ما اگر کوئی اس نیت سے خواب کرے کہ اسقدر مدت تک گناہ سے باز رہیگا تو تعجب نہیں کہ یہ خواب اس کے حق میں بہتر ہو بیداری یا گناہ سے ۵

علا لے راختہ دید منیر	گفتم این فتنہ ست خوابش برده
-----------------------	-----------------------------

یا مثل کے ۵

سحر کرشمہ وصلش بخواب میدیم	زہے مراتب خوابی کہ بہ زبیداری
----------------------------	-------------------------------

ایک بزرگ ہمیشہ بیدار رہتے تھے ایکبار اتفاقاً سو گئے رب لعنت کو خواب میں دیکھا تب سے جس جگہ بیٹھے سوتے کہ شاید پیروہ دولت بیدار نصیب ہو و اللہ اعلم قول پنجاب ہم بند کا حال دو قسم سے خالی نہیں ہے یا تو وہ قرب خدا عزوجل سے غائب ہوتا ہے یا خدا سے قریب اور اس تکے اصل ہوتا ہے اگر غائب ہے تو بہر سبب اس بیٹھ رہنے اور طلب نہ کرنے اور سستی و تقصیر کرنے حفاظ اور نصیب بسیار و تمام اور نعیم قائم و عزائم اور کفایت مہمات بزرگ اور بے گزندگی و تو نگری و نازنینی سے دنیا و آخرت میں کیا ہے آسکو تو یہ چاہئے کہ اوٹھ کر دوڑنے اور تنہا چلنے میں طرف درگاہ حق کے شتابانی و جلدی کرے اور ددنویازو سے

طرف عزوجل کے اوڑے ایک بازو ترک کرنا لذات و شہوات نفس کا ہے حرام ہو
 یا مباح اور سارے آسائش کا چھوڑ دینا دوسرا بازو برداشت کرنا آزار و رنج
 و سختیوں اور ناخوشیوں کا اور سوار ہونا غریمت اور عمل سخت پر اور خارج ہونا قید و
 تعلق خلق سے اور باہر آنا ہواے نفس و آرزو ہائے دنیا و آخرت سے ہے
 یہاں تک کہ ساتھ وصول و قرب جناب حق کے فیروز مند و کامیاب ہو اور پاس
 اللہ تعالیٰ کے ساری آرزوئیں اپنی پائی اور کرامت عظمیٰ اور عزت کبریٰ
 اور بزرگی و جواغروی و غلبہ ورجندی زیادہ آرزو سے حاصل ہو بہر اگر یہ شخص
 ادن لوگوں میں سے ہے جو مقرب بارگاہ اور واصل حق ہیں اور اللہ کی
 عنایت نے انکو پالیا ہے اور رحمت و رعایت انکی شامل حال ہے اور محبت
 حق نے انکو طہر اپنے کینچ لیا ہے اور مہربانی خدا انکو پہنچ گئی ہے تو اس
 کو حسن ادب اور نگاہداشت سطوت ربوبیت کے کرنا چاہیے جس حال میں
 یہ ہے اوپر دھوکا کھائے اور فریفتہ نہ کہ خدشت میں تقصیر کرے اور بری طرح
 کا خادم بنے اور رعونت اصلی اور جبلت بشری کی طرف مائل و خالد ہو جائے اور
 جبل و نادانی و ظلم و زشت کاری و شتابی سے بے تامل و توقف ہر کچھ کرے
 جس طرح فرمایا ہے و حملہا الانسان انه كان ظلوماً جهولاً یعنی آدمی نے
 امانت کو ادا نہ کیا جو عبارت سے طاعت خدا سے امر و نہی میں بے شک آدمی
 ستمگار و منت نادان عاقبت کار سے ہے یہ وصف انسان کا باعتبار اکثر و

اغلب جنس کے ہے ورنہ ایسے لوگ بھی نہیں ہیں جن سے ان دونوں وصف کا ظہور
 نہیں ہوتا ہے اگرچہ اوکی اصل جبلت میں یہ اوصاف رکھے گئے ہیں اور فرمایا
 وکان الانسان عجولا یعنی آدمی بڑا جلد باز ہے سو جن چیزوں کو اس بندہ نے
 چھوڑ دیا ہے جیسے گرفتاری خلق و ہوا سے نفس و خواست ماسوائے حق اور تنخیر
 و تدبیر اور ترک صبر و موافقت و رضا و قنوت نزول بلا کے انہی طرف التفات کرنے
 سے دل کی نگاہ اشت کرے اگرچہ مقربین و واصلین درگاہ سے کیوں نہ ہو گیا
 ہوا اور قیود و تعلقات بشریت سے چھوٹ گیا ہو لیکن تب بھی اس حفظ قلب سے غافل
 نہ ہو یہ اس لئے کہ جبلت بشریت اس طرح پر واقع ہے لہذا کید نفس سے آگاہ ہے
 تاکہ طرف ان اشیاء کے میل و التفات نہ ہو یہاں سے معلوم ہوا کہ اہل تقا
 کو باوجود تمامی سیر و سلوک کی سیاست و پاسانی نفس سے غفلت کرنا چاہیے
 کہ نفس انکے ہاتھ میں اگرچہ اسیر ہے اور انکی قید میں پڑا ہے لیکن مردہ و معدوم
 تو نہیں ہوا ہے اسیر کی اگر خبر داری نہ ہوگی تو ممکن ہے کہ وہ اپنے زور سے یا
 غیر کی معاونت سے بند کو توڑ کر نکل بہا گے گا ۷

نفسے دارم کہ ہر نفس سہ گردد *	گویم کہ ریاضت و ہش بہ گردد
ہر چند سجد لاغر شش گردد اتم	از یک سخن فضول فر بہ گردد

اس لئے سبیل سلامت و وصول تا مقام تکمیل یہ ہے کہ ساری کوششیں اس میں ہیں
 کہ کچھ اثر ہستی و خود پرستی کا باقی رہنے نہ پائے اور مطلقاً کافی ہو جائے

ولہذا فرمایا ہے کہ سامنے حضرت عزوجل کے انگنڈہ وافتادہ ہو جائے تاکہ اسکے
 لئے کوئی فعل و اختیار و تدبیر کار نہ ہو جیسے گیند سامنے سوار کے کہ وہ اسکو چوگان
 سے اولٹتا پھیرتا ہے اور جیسے مردہ ہاتھ میں نہلانے والے کے اور جیسے بچہ
 شیر خوارہ کو دین دایہ اور مان کے یہ مثال ہے تنزل کی اعلیٰ سے طرف ادنیٰ
 کے کہ اگر اس طرح کا نہیں ہے تو اس طرح کا ہونا تو ضروری چاہیئے اور اسواسے
 نابینا ہو جائے غیر حق کے لئے کوئی وجود و زبان و سود و عطا و منع کا نہ کیے خلق
 و اسباب کو وقت پہنچنے آزار و بلا کے ایک تازیانہ طرف سے حق کے سمجھے کہ وہ
 اس تازیانہ سے طریق طلب تقرب میں اسکو مارتا ہے تاکہ یہ شخص جیت چلا کر
 ہو جائے لکن یہ اس کے حق میں ہے جو کہ یقین قوی رکھتا ہے اور جانتا ہے
 کہ مبتلا کرنے والا اسکا اس بلا میں حق تعالیٰ ہے نہ اس کے حق میں جو کہ اس
 صفت قوت یقین پر نہیں ہے کہ وہ وجہ و اذیت و بلیت سے اور زیادہ مست
 و دیر رو ہو جاتا ہے جس طرح قرآن میں فرمایا ہے وان اصابته فتنۃ القلب
 علی وجہہ اور جب نعمت و عطا حاصل ہو تو خلق و اسباب کو مثل ایک ہاتھ
 کے سمجھے کہ وہن میں لقمہ ڈالتا ہے تاکہ بلا و عطا دونوں میں خدا ہی کو فاعل
 حقیقی جانے اور وسائل و اسباب کے لئے کوئی ہستی نہ سمجھے و باللہ التوفیق
 قول پنجاہ و یکم زاہد کو ثواب ملتا ہے ترک و اخذ دونوں پر کہ پہلے وہ دنیا
 کی چیز دن کو ترک کر دیتا ہے اور ہوائے نفس و موافقت نفس سے کوئی شے

نہیں لیتا بلکہ اسکا لینا محض یا مر خدا ہوتا ہے خواہ امر ارادی ہو یا تشبیہی
 جب اسکی دشمنی ساتھ اپنے نفس کے اور مخالفت ساتھ ہواے نفس کے
 ثابت ہو جاتی ہے اور وہ محققین اہل ولایت میں گن لیا جاتا ہے اور مرہ ابد
 و عارفین باللہ میں داخل ہوتا ہے تب اسکو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ لے اور ساتھ
 اس کے آمیزش و تعلق رکھے خواہ یہ امر ظاہر میں ہو یا باطن میں کیونکہ اسکی قسمت
 ہی ضرور ہے اسکو ملیگی غیر کے لئے پیدا نہیں کی گئی ہے اور قلم ساتھ اس کے
 خشک ہو چکی اور علم ازلی سابق ہو چکا اب وہ واسطے سجا آوری حکم کے اسکو لیتا ہے
 یا علم الہی پر مطلع ہوتا ہے کہ اسکا لینا چاہیے تب ساتھ اس شے کے متلبس ہوتا
 ہے کیونکہ قدر و فعل خدا اس کے بارہ میں جاری ہو چکا ہے نے اسکی دخل کے نہ
 وہاں اسکی ہواے نفس ہے اور نہ ارادہ اور نہ ہمت اب اسکو دوبارہ ثواب دیا
 جاتا ہے کیونکہ اسنے حکم اٹھایا یا موافق فعل حق کے اس بارہ میں ہوا بلکہ جب
 ترک و اخذ میں کچھ دخل ہوئی و ارادہ کا نہوا اور دونوں کی بنیاد امر و فعل حق پر
 شیریں ثواب اس زاہد کو دونوں حالت میں اجر و ثواب ملتا ہے یہی معنی ہیں
 اس قول کے اگر بہت غم نیست و اگر نیست غم نیست جب ہواے نفس و ارادہ
 کا دخل نہوا تو نہوئے کا غم و اندوہ کیون ہوگا ساری محنت و اندوہ مکنی تو مزہمت
 نفس سے ہوا کرتی ہے کہ یہ ان اولیاء اللہ کا خوف علیہم و لا حول و لا قوۃ
 کے معنی یہی ہیں کوئی کہے کہ اسجگہ اطلاق قول کا دوبارہ ثواب حق میں اس

شخص کے جو کہ مقام اکبر نہ کو زمین ہے یعنی زمرۂ ابدال و عارفین میں داخل کیا
 گیا ہے اور خلق و انفس و امویۃ اادات و حظوظ و امانی و اعواض اعمال سے
 فانی ہو چکا ہے اور اوں لوگوں میں سے جو اپنی ساری طاعات و عبادات کو اللہ
 کا فضل اور اس کی نعمت و رحمت و توفیق و تیسیر سمجھتے ہیں اور یہ اعتقاد کرتے ہیں
 کہ ہم اللہ کے بندے و غلام ہیں اور بندہ کسی حق کا اپنے مولیٰ پر استحقاق نہیں
 رکھتا ہے کیونکہ وہ اپنی ذات و حرکات و سکنات و اکساب سے ملک اپنے مولیٰ کا ہے
 اس کے حق میں یہ بات کس طرح درست ہو سکتی ہے کہ وہ شاب و ماجور ہوتا ہے
 حالانکہ وہ نہ طالب ثواب ہے اور نہ خواہاں عوض اپنے کام پر اور نہ اپنے لئے کوئی
 عمل دیکھتا ہے بلکہ اپنے نفس کو بطالین اور افسوسناک اعمال میں سے
 جانتا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ حقیقت حال یہی ہے کہ سب کچھ طرن سے
 خدا کے ہے اور بندہ استحقاق ثواب کا نہیں رکھتا ہے اتنی بات ہے کہ اللہ
 تعالیٰ اپنا فضل بند کو پہنچاتا ہے اور اس کو اپنی نعمت سے ناز میں رکھتا ہے
 اور اپنی لطف و مہربانی و رحمت و بزرگوں سے اس کی پرورش فرماتا ہے
 اس جگہ ایک مثال مطابق مقام کے ہے مثلاً ایک بزرگ نے ایک بلغ بنایا
 اور اس میں درخت لگائے اور کنواں کھودا اور اس سے اسباب و آلات طیار
 کئے اور اس پر ایک بانگیاں مقرر کیا اور اس کی خواہ جاری کی اور سننے یاغ کی خدمت
 کی اور بلغ میں میوہ لگا دی اور اس میوہ کو خدمت میں اس بزرگ کے لایا بزرگ نے اس کو نہا

دیا باغبان نے کیا کام کیا تھا کہ انعام پایا یاغ بزرگ کا تھا اور چاہ ہی اوکا
 اور سارے آلات و اسباب ہی اوکے اور باغبان وظیفہ خوار اوکا پس یہ نہا
 نہیں ہے مگر محض فضل و کرم اوس بزرگ کا بالجملہ فیض و کرم و لطف و رافت
 حق میں بندہ خالق کی اسلئے ہے کہ اس بندہ نے اپنا ہاتھ اپنے مصالح نفس
 و طلب حظوظ باقیہ بخرہ اور جلب نفع و دفع ضرر نفس سے کھینچ لیا ہے اور وہ
 مثل ایک بچہ شیر خوار کے ہے کہ اپنے مصالح نفس میں کچھ حرکت و جنبش نہیں کر سکتا
 ہے اور اللہ کے فضل و رزق کی ناز و نعمت میں رکھا گیا ہے جو ہاتھ پراو کے
 مان باپ کے گرتا ہے اور یہ دونوں اوکے کیل و کفیل ہیں یعنی جس طرح طفل ضعیف
 کچھ تدبیر و اختیار نہیں رکھتا ہے اور اللہ مان باپ کو اوسپر مہربان کر دیتا ہے
 اور متکفل اوکے رزق کا ٹھیرا دیتا ہے اسی طرح مرد فانی جب اپنے مصالح نفس
 و طلب حظوظ سے باہر آجاتا ہے تو اللہ کا لطف و کرم اوسکی تربیت فرماتا ہے
 اور اپنی رافت و رحمت کا مشمول کرتا ہے الغرض جب اوس سے مصالح اوکو
 نفس کے برطن کر دی گئی تو اللہ خلق کے دلوں کو اوسپر مہربان کر دیتا ہے اور
 اپنی رحمت و شفقت اونکے دلوں میں پیدا کرتا ہے یہاں تک کہ ہر کوئی اس شخص
 فانی پر رحمت و عطا و توفیق دیتا کرتا ہے اسی طرح ہر فانی جسکو سوائے امر و فعل خدا
 کے کوئی چیز حرکت نہیں دیتی ہے دنیا و آخرت میں مواصل فیض خدا ہوتا ہے
 اور دارین میں بانا زو نعمت رہتا ہے اذیت اوس سے دور کر دیتا ہے اللہ

اوسکا متولی ہوتا ہے قال تعالیٰ ان دلیلی اللہ الذی نزل الکتاب وهو متولی
 الصالحین قول نچاہ و دوم سوال کے نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک گروہ
 کو مومنین میں سے جو اس کے دوستدار اور صاحب ولایت و معرفت ہیں بلا
 بلا کرتا ہے تاکہ وہ سبب اوس بلا و ابتلا کی طرف سوال کرنے کے آئین اور
 اوس کے مانگنے کو دوست رکھتا ہے کیونکہ دوست یہ چاہتا ہے کہ ہمارا دوست ہمسر
 ہمسخر ہو اور اپنے دل کا راز و نیاز ظاہر کرے نیز اللہ رحیم و کریم ہے اور کریم
 کو یہ بات خوش آتی ہے کہ محتاج اوس سے مانگیں اور وہ اوس کو دے اور اوس کا
 کام کاج کر دے لہذا یہ بات کہی ہے کہ جس شخص سے ہے کہ اگر اوس سے مانگو
 تو دے اور رحیم وہ شخص ہے کہ اگر اوس سے مانگو تو خفا ہو حدیث میں آیا ہے کہ
 جو کوئی اللہ سے سوال نہیں کرتا ہے اللہ کو اوس پر غصہ آتا ہے پر جب یہ لوگ
 اللہ سے سوال کرتے ہیں تو اللہ قبول کرتا ہے تاکہ صفت کرم و جود کو جو کہ مخصوص
 بذات کامل صفات حق تعالیٰ ہے حق اوس کا عطا کرے اس لئے کہ یہ دونوں اللہ
 عز و جل سے وقت سوال مومن کے طالب اجابت ہوتے ہیں اور باز جب
 قبول و عطا کی کرتے ہیں اپنی مقتضا جود و کرم کا یہ ہے کہ گدا سوال کرے تا
 اثر اوس کا ظاہر ہو و مفتاح میں کہا ہے کہ صفات خدا و کلام اوراد حضرت
 و سہجال سخن و میدان شفاعت فلان مست و در حقیقت خود بخود در سخن مست
 و خود از خود شفاعت سے نماید تعالیٰ شانہ در حدیث آمدہ کہ سورۃ تبارک الذی

بیدہ الملک مطالبہ میکند حضرت صمدیت را پنجشیدن گناہان خوانندہ خود را
 و میگوید کہ اگر اور انمی بخشی مرا از کتاب خود بیرون کن احدیث انتہی دوست
 رکنا حضرت حق کا سوال کو اپنے بندہ خاص سے اس حد تک ہے کہ کہلی جات
 میں توقف کرتا ہے اور جلد نہیں دیتا تا کہ اس کے سوال و دعا کو خوب سانسے اور
 حقیقت میں کوئی توقف اجابت میں ہی نہیں ہوتا ہے اجابت تو حاصل ہے
 کیونکہ فرمایا کہ مینی دعا قبول کی رہی یہ بات کہ مقصود کو طالب کی گرہ میں باندہ دی
 سو یہ سو توفیق دوسرے وقت پر ہوتی ہے کہ اسکی صلاح وید اسی میں اسی
 جگہ سے یہ فرمایا ہے کہ کہلی اجابت حاصل ہو جاتی ہے لکن نقد و نفاذ
 یعنی مقصود بالفعل و فی الحال حاصل نہیں ہوتا بسبب تعویق قدر کے کہ
 حصول اسکا تقدیر آتی میں ایک وقت معین پر رکھا گیا ہے نہ اسلئے کہ وہ دعا
 نامقبول ہے اور وہ سوال حرام نصیب ہے شاید صلاح وقت اسی تاخیر میں
 ہو اور ذوق تضرع و تذلل و نیاز و مناجات و لذت گفت و شنید کی بارگاہ کارسنا
 بے نیاز میں حصول مقصود سے بڑھ کر ہو یا واسطے آخرت کے ذخیرہ کر رکھی ہو
 کہ وہاں افتقار و احتیاج بیشتر ہو گا نیز وعدہ اجابت کا ادعویٰ استجب لکم
 میں مطلقا ہے کہ پوچھتے ساتھ وقت دعا و خواہش بندی کے نہیں ہے اللہ تعالیٰ
 ضامن ہے اجابت کا جسوقت کہ چاہے اور جس طرح کہ چاہے نہ اسوقت کہ بندہ
 چاہے اور جس طرح کہ چاہے اور رکنا اللہ تعالیٰ کا اجابت کو اپنے اختیار میں

بنوعمر کے اختیار پر عین مصلحت و صلاح بندہ ہے بندہ نادان ہوتا ہے نہیں
 جانتا کہ اسکی صلاح کیا ہے اور کس کام میں ہے اور کبھی اجابت و عطا مشل
 مسئل کے ہوتی ہے کہ یہی حق میں سائل کے صلح ہوتا ہے مثلاً کوئی دھقان
 کسی بادشاہ سے اسپ تازمی مانگے اور وہ اسکو ایک گاؤں زراعت کی دے
 تو یہ نہیں کہیں گے کہ سلطان نے اسکی اجابت نہیں کی بلکہ قبول کی اور اسکو
 سوال سے بہتر چیز دی اور کبھی اجابت یوں ہوتی ہے کہ کوئی بلا اس سے دور
 کر دی جاتی ہے عوض اس طلب کے یہ سارے معانی احادیث میں آئے ہیں اور
 اگر فرضاً اجابت نہ کرے تو بھی اسکو پہنچتا ہے بندہ کو بہر حال ساتھ اس کے راضی
 رہنا چاہیئے و تحقیق یہ ہے کہ دعا ایک عبودیت ہے جسکے ساتھ بندہ وقت
 نزول بلایا یا خوف نزول بلا کے مامور ہو جس طرح کہ ساتھ نماز روزہ کے وقت و خول و قات
 صلوات و صیام کے بے ایجاب الزام و قبول کے مامور ہے اور اجابت اختیار
 حق میں ہے کہ یہ نے وعدہ اسکا کیا ہے اور وہ اپنے وعدہ میں سچا ہے لیکن
 اس طرح پر جو اسنے پسند کیا ہے اور صلاح بندہ کی اس میں ہے کہ دعا کرے
 اور اجابت و قبول کو حقتعالیٰ پر چھوڑ دے اور اگر اللہ کے علم و تقدیر پر پاکت ہو
 بیٹھے اور کفار کے اور ادب رکھے تو یہ بھی ایک مقام ہے

لے دل صبور باش کہ در بگاہ دوست	خاموشی تو عرض تمنائے دیگرست
--------------------------------	-----------------------------

اور اگر نہ کر حق میں مشغول ہے اور دعا کرے تو یہ سب اعلیٰ تر ہے مقررین

درگاہ کہ مزاج شناس قضا بین احوال مختلف رکھتے ہیں ہر حال و وقت میں
 جو لایق و مناسب ہوتا ہے ویسا ہی کرتے ہیں بعض نے کہا ہے کہ علم وقت کا
 ہی اسی وقت پر حاصل ہو جاتا ہے واللہ اعلم بالجملہ بندہ کو چاہیے کہ وقت
 نزول بلا کے سوڈب و مہذب رہے اور اپنے گناہوں کی جستجو کاوش و تفتیش
 کرے کہ یہ بلا کس گناہ کے سبب آئی ہے کوئی امر ترک ہو گیا ہے یا کسی نہی
 کا ارتکاب کیا ہے خواہ وہ گناہ ظاہری ہو یا باطنی یا کسی تقدیر میں کوئی جبر
 کیا ہے کہ میں جنیں چراشد و چون شد کہ یہ گناہی ایک گناہ عظیم ہے اور اگر
 بطور رد و اعتراض کے ہے تو کفر ہے اور اگر بطریق عادت و سابقہ و عدم حقیقت
 کے ہے تو بھی نزدیک اس قوم کے گناہ ہے بلکہ شرک و دعویٰ ہستی ہے ۵

مزن بچوں و چرا دل کہ بندہ مقبل	قبول کر دیا جان بہ سخن کہ جانان گفت
--------------------------------	-------------------------------------

غالب یہ ہے کہ ابتلا و بندہ کی مقابلہ میں گناہ کے ہوتی ہے بندہ کو چاہیے کہ توبہ
 کرے اور ظن جناب حق کے رجوع و انابت لائے تاکہ وہ بلا اس سے دور ہو
 پہ اگر وہ بلا بظن ہو گئی تو مقصود حاصل ہوا اور اگر دور نہ ہوئی تو چاہیے کہ دعا
 و تضرع و اعتذار کرے اور ہمیشہ سائل و داعی رہے بروجہ عبودیت و امتثال امر
 کے کیونکہ جائز ہے کہ یہ امتلا ایسے ہو کہ وہ سوال کرے اور اللہ کو تاخیر اجابت میں
 مستم نہ کرے اور حیل و نسیان و سفہ و بخل جو لایق او کی درگاہ صمدیت کے نہیں ہے
 او کی طرف اسناد ان کی نکرے اس حاصل تاخیر دعا کی جہت عدم اجابت و حرمان

کے نہیں ہوتی ہے بلکہ کسی اور حکمت اور سبب کی وجہ سے ہوتی ہے ۔
قول پنجاہ و سوم بندگان خدا کو چاہیے کہ اللہ سے خواستگار رضا بالقضا
 یا طالب فناء فی فعل المولی ہوں اور سخط و اعتراض و منزع سے دور رہیں اس لئے
 کہ یہ رضا یافتہ راحت کبریٰ ہے اسکے خلاف میں قطعاً کوئی آسائش نہیں ہے ۔

عمر سے پہلے کام دل شتابان بودم	۵	اندر رہ جیتوے پافر سودم
دیدم کہ دران بجز پریشانی نیست		دست از ہمہ باز داشتم آسودم

غالب بریدم از ہمہ خواہم کہ زین پس	۵	گنجی گزینم و سپرستم خدائے را
-----------------------------------	---	------------------------------

یہ رضا و فنا ایک بہشت بلند و ممتاز ہے دنیا میں اور ایک پناہگاہ اور بابا کبیر
 ہے درگاہ قرب میں داخل ہونے کا اور ایک سبب اللہ کے دوست رکھنے کا
 اپنے بندہ مومن کو کیونکہ راضی رہنا بندہ کا مولیٰ تعالیٰ سے اور فانی ہونا اور
 فعل میں غایت محبت کی وجہ سے ہوتا ہے کہ بندہ اپنے رب کو دوست رکھتا ہے
 اس محبت کی جزا یہی ہے کہ اللہ اس بندہ کو دوست رکھنے لگتا ہے کیونکہ ہر
 شخص اپنے دوست کو دوست رکھتا ہے ہل جزاء الحسن الی الاحسان
 اسی طرف مشیر ہے کہا ہے کہ صفات بندہ میں کوئی ایسی صفت نہیں ہے
 جس کے مقابلہ میں کوئی صفت حق کی ہو مگر ذکر و محبت کہ جب بندہ خدا کو یاد کرتا ہے
 تو خدا ہی اس کو یاد کرتا ہے اور جب بندہ حق کو دوست رکھتا ہے تو حق ہی اس کو
 دوست رکھتا ہے فاذا ذکر فی الذکر کم و محبہ من محبوبہ اس پر دلیل ہے اور

محبت سابق ہے ذکر پر کیونکہ محبت سبب جذب ہے جب متجذب ہوا محب نہیں
 محب ہوا فا کر ہوگا جب فا کر ہوا نہ کو رہوگا پس جس کسی کو اللہ دوست رکھتا ہے اس کو
 دنیا و آخرت میں عذاب نہیں کرتا ف دلیل اسکی یہ ہے کہ یہود و نصاریٰ نے دعویٰ
 محبت کا کیا اور کہا تھا نحن ابناء الله واجباءه اللہ نے انکے روئے دعویٰ و ابطال
 قول میں یہ فرمایا قل فليبعثوا بآلہم الذین یؤمنون بکلمہ اللہ نے اس سے معلوم ہوا کہ دوستی
 ساتھ عذاب کے جمع نہیں ہوتی ہے اور بندہ راضی بقضا محبوب حق ہوتا ہی
 اب حق اس کو کیون عذاب کرنے لگا عذاب خود ایک الم و آزار ہے جب یہ بالکل
 تسلیم ہو گیا تو اب الم و آزار کہاں ہوگا بالجمہ رضا و فتا میں لانا اور پیوستہ ہونا ہے
 ساتھ جناب قدس حق عزوجل کے اور پہنچنا ہے اسکی درگاہ تک اور آتش بکڑنا
 ہے ساتھ ذکر حق کے کیونکہ رضا و فتا ناظر ہیں اتفاق و اتحاد میں دو چیز کے اور
 انس و آرام انکو لازم ہے جدائی و دوری و حشت مخالفت و دوری سے اٹھتی
 ہے پس بہر حال مشغول بخدا رہنا چاہیئے اور طلب میں حظوظ اور ایسی قسمت
 کے جو نصیب میں نہیں ہے یا نصیب میں ہے مشغول نہ واسلئے کہ اگر قسمت میں
 نہیں ہے تو مشغول ہونا اسکی طلب میں حق و رعزت و جہالت و بیخودی و گولی
 و سبکی و نادانی ہے اس تک پہنچنا ممکن نہیں ہے اور طلب کرنا اس کا قبیل
 طلب محال سے ہے اور یہ شقت طلب کی اشد عقوبات اور سخت ترین عذاب ہے
 جس طرح کہ کہا ہے من اشد العقوبات طلبا لہ یقسم اور اگر مقسوم میں ہے

تو پر اشتغال کرنا ساتھ اس کے شر و حرص اور آزارناک و آزند ہونا ہے اور ایک طرح کا شرک ہے باب عبودیت و محبت حقیقت میں اس لئے کہ اشتغال ساتھ شیر اللہ کے شرک ہوتا ہے اور طالب حظ و نصیب نفس و عوی محبت و ولایت میں راستگو و راست باز نہیں ہوتا ہے جس نے ساتھ اللہ کے خیر کو اختیار و پسند کیا وہ بڑا جوتا ہے دعوی دوستی میں اور طالب عوض اپنے عمل پر مخلص نہیں ہوتا مخلص تو وہ شخص ہے جو اللہ کی عبادت اس لئے کرتا ہے کہ حق ربوبیت ادا کرے کیونکہ مقتضای ربوبیت کا یہ ہے کہ مرئوس رب کی عبادت کرے اور یہ عبادت اس راہ سے ہو کہ اس کو اپنا مالک اور سرور و عبادت جانے کیونکہ حق غرض و مل بندہ کا مالک ہے اور بندہ پر حق ہے کہ اس کی طاعت بجالائے اور مل کرے اس لئے کہ بندہ کے ہر چیز خدا کی چیز ہے کیا حرکات و سکنات اور کیا اکتساب اور بندہ مع اپنے ہر ملک کے مولی کا ہے ہنہ بہت جگہ یہ بات بیان کی ہے کہ ساری عبادتیں اللہ کی نعمت ہیں اور اس کا فضل ہے بندہ پر کہ اس کو اس عبادت کی توفیق دی ہے اور پرستش حق پر قدرت بخشی ہے اور عبادت عبادات نعم و کرم تیری تو پر عوض طلب کرنا معقول نہوا اس طلب و عوض و جزا سے تو یہ بترا دلی تر ہے کہ بندہ مشتعل بشکر رہے ہو اور ہنوز وظیفہ شکر کا تمام اور سلسلہ اس کا غیر منقطع ہے اس لئے کہ نعمت عبادت پر شکر کرنا یہ خود ایک نعمت دیگر ہے اس پر ہی شکر کرنا واجب تھا ہے اور اگرچہ حقیقت اخلاص اور رعایت صدق میں ترک کرنا اغراض و

واعواض دنیا و آخرت کا معتبر ہے لیکن اصل اخلاص اور تحسین پائیہ خلوص ہی
 ہے کہ اغراض و حظوظ دنیا کو ترک کر دے اور جمعہ و ریاسے بچے ہم نہیں جانتے
 کہ طالب حق کس طرح طلب حظوظ میں مشغول ہو گا حالانکہ ہم ایک خلق کثیر کو دیکھتے
 ہیں کہ جب پاس اوکے کثرت حظوظ دنیا کی ہوتی ہے اور لذات و نعم و اقسام لگا
 تار و پیاسے طرف اوکے آتے ہیں تو اوکے خفگی اور غصہ اور بے رضامندی اپنے
 رب سے اور ہی زیادہ بڑھ جاتی ہے اور وہ تفتہ و بے آرام ہو جاتے ہیں اندوہ
 و محنت سے اور نیت الہی کا کفران کرنے لگتے ہیں اور اوکے جموم و غموم بڑھ جاتے
 ہیں ہم کا تعلق مستقبل سے ہوتا ہے جبکی طلب و قصد میں کوئی تردد و اندوہ
 عارض ہو اور غم کا تعلق ماضی سے ہے کہ دل پر ایک پردہ سا پڑ جاتا ہے اور یہ
 لوگ طرف ایسے اقسام کے محتاج ہوتے ہیں جو اوکے قسمت میں نہیں ہے اور
 جو کچھ انکے پاس انکی قسمت کا ہوتا ہے اوکو خوار و خرد و زشت سمجھتے ہیں اور
 جو چیز و وسوسہ کی قسمت میں ہے وہ انکے دلون اور انکھون میں بزرگ و کلان
 و نیک نظر آتی ہے یہ اوکی طلب میں لگتے ہیں اور وہ انکی قسمت میں نہیں ہوتی
 ہے ناچار انکی ساری عمر اسی کام میں بسر ہوتی ہے اور سارے قوی گستہ
 ہو جاتے ہیں اور عمر پیرانہ سالی کی آجاتی ہے اور مال فنا ہو جاتا ہے اور بدن
 تھک کر رہ جاتا ہے اور ماتے میں پسینا آنے لگتا ہے اور زمانہ اعمال کثرت کتابت
 اعمال ظلمانی سے سیاہ ہو جاتے ہیں کیونکہ یہ لوگ اوکی طلب میں کثرت سے

گناہ کرتے اور عظام ذنوب کے مرکب ہوتے ہیں اور اپنے رب کے احکام وادامہ
کو چوڑی بیٹھتے ہیں اور وہ اقسام غیر مقسومہ بھی انکے ہاتھ نہیں آتے اور یہ
دنیا سے مفلس بینوا و تیدست ہو کر جاتے ہیں کالہی ہو کلاہ والی ہو کلاہ
یعنی نہ تو ادن اغنیاء میں ہوتے ہیں جنہوں نے دنیا میں نعمت و فراغت و سائش
پائی اور آخرت کے لئے توشہ کافی ہمارہ لیا اور نہ ادن فقر الارین ہوتی ہیں جنہوں
نے صبر و سکون اختیار کیا اور عبادت و طاعت و رضا بالقضا میں رہے بلکہ
خسر الدنیا و الآخرہ ہوتے ہیں نہ اپنے رب کے شکر گزار ہوئے کہ اپنی قسمت
پر جواد نکو دی ہے اوس سے طاعت حق پر بدولیتے اور نہ غیر کی قسمت جسکے طالب
تھے انکو حاصل ہوئی بلکہ اپنی دنیا و آخرت دونوں کو برباد و ضائع و خراب کیا
پس ایسے لوگ بہترین خلق اور جاہل ترین و احمق ترین مردم ہیں اور عقول و
بصیرت میں خیس و کمینہ تراگر یہ لوگ راضی بقضا اور قانع بعطارتے اور اپنی
طرح طاعت مولیٰ سبحانہ کو تو انکی قسمت و نصیب و طالع و نجات کا حصہ و ہرہ بے سنج
و شفقت و ماندگی کے دنیا سے پاس اونکے آتا پر دنیا سے طرف ہمساگی و جوار
علی علی کے لیجاؤ جاتے اور منتقل ہوتے اور دامن پاس حق تعالیٰ کے ہر مراد
و آرزو پاتے اللہ تعالیٰ ہکو اور تمکو ادن لوگوں میں کرے جو کہ راضی بقضائیں
اور اسی رضا و فنا و حفظ حال و توفیق مایحبہ ویرضاه کے سائل ہیں اللہم آمین
قول پنجاہ و چہارم جو کوئی خواہان لذات و درجات آخرت ہو اسکو

واجب ہے کہ دنیا میں زہد و بے رغبتی کرے اور اود کے امتنع و اقمشہ و شہوات
 مستغفر ہے اور جو کوئی خواستار ذات خدا ہو او سپر یہ واجب ہے کہ وہ آخرت
 میں زہد کرے یعنی بطریق شہوت نفس و میل لذات و تعلق بہمت کے ساتھ اوسکی
 اور اپنی دنیا کو اپنی آخرت کے لئے چھوڑ دے اور اپنی آخرت کو اپنے رب کے لئے
 ترک کر دے یعنی بسبب محبت حق و قرب ہولی کے یعنی اوسکا دل متعلق یا درپردہ
 و مستغرق محبت حق تعالیٰ ہے میل دل کا کسی اور جانب نہو اسی جگہ سے
 کہا ہے کہ عابد دنیا میں غریب ہے اور عارف آخرت میں غریب ہے کیونکہ موطن
 روحانیت مرد کا اوسی جگہ ہوتا ہے جہاں کہ اوسکا دل ہے ع ھوئی کل
 نفس حیث کان جیہما ؛ مثلاً کوئی شخص ہمراہ جماعت کے بیٹھا ہے مگر دل اوسکا
 اور طرف ہے پس عابد کا دل متعلق آخرت کے ہے اگرچہ ظاہر میں وہ اندر دنیا
 اور اہل دنیا کی ہے لکن حقیقت میں در میان انکے نہیں ہے اور اگر ہے تو صفت
 غر با پر ہے اسی طرح دل عارف کا جب متعلق ذات حق اور مستغرق ذکر و مطلق
 ہوتا ہے تو ہر چند وہ آخرت و اہل آخرت میں ہو لکن غریب و بیگانہ ہے ۵

ہرگز وجود حاضر و غائب شیندہ	من در میان جمع و دلم جاؤ و گیرست
-----------------------------	----------------------------------

الغرض جب تک دل میں طالب کے کوئی شہوت شہوات دنیا سی یا کوئی لذت
 لذات ہے اس سپنجی سر کی یا طلب کسی راحت کی راحات دنیا سے براہ حفظ
 نفس و تمتع بمتاع دنیا و سائر اشیا و موجود ہوگی جیسے خواہش ماکول و مشروب

و ملہوس و منکوح و مرکوب و ولایت و ریاست یا درجہ علم منجملہ فنون علم کے فقہ سے زیادہ عبادت پنجگانہ و روایت حدیث و قرأت قرآن پر مع روایات کے اور نحو و لغت و فصاحت و بلاغت پر اور زوال فقر کا اور وجود غنا کا اور دوری بیلیات سے اور آدمعافیت کی اور انکشاف ضرر کا و محیی نفع کا دل میں باقی ہوگا تب تک وہ سچا پاک زاہد نہیں ہے اسلئے کہ ہر ایک چیز میں ان اشیاء میں سے لذت نفس کی و موافقت ہوئی کی اور راحت طبع کی اور حب اوس چیز کا ہوتا ہے اور یہ سب دنیا و متاع دینا ہے آدمی اپنا جینا اور زندگانی کرنا دنیا میں انہیں چیزوں کے اندر چاہتا ہے اور انہیں سے اس کے دل کو سکون آرام و طمانینت و اقرار حاصل ہوتا ہے اسلئے لائق یہ ہے کہ اس سیکودل سے باہر نکال دے اور اپنے نفس کا اسکے ازالہ و قطع پر ہوا خذہ کرے اور عدم و افلاس و فقر قائم پر راضی ہو اسکی دل میں انہیں سے کوئی شے برابر جو سنے ایک دائہ کہ جو کے ہی باقی نہ رہے تاکہ زہدا سکاو دنیا میں خالص صاف دستہ راہ پاک ہو ۵

دعو سے زہد تو ان روز مسلم دانہ	کہ روئے بر سر آن کو چہ و ہشیار آئی
کو چہ دینا سے ہشیار آنا یہی ہے کہ اس کے دام محبت میں گرفتار نہوا اور نشہ دولت سے مست نہوجا اور آلودہ عصیان نہوجب یہ حالت تمام ہو جاتی ہے تو سارے غم و اندوہ و رنج و دل سے دور ہو جاتے ہیں اور کرب و مقیاری اندر سے تن کے جاتی رہتی ہے اور راحت و طیب آسائش و خوشی و آرام ساتھ	

ذکر خدا و قرب حق عزوجل کے آتا ہے حدیث میں آیا ہے کہ زہر دے بغیر ہی کرنا دنیا
 میں آسائش دیتا ہے دل اور بدن کو یعنی ظاہر و باطن کو مسرور و محظوظ دے آسودہ
 و خوش رکھتا ہے سو جب تک دل میں طالب کے کوئی چیز لذت نفس و موافقت
 ہموئی و راحت طبع سی ہوگی تب تک ہمووم و غموم و خون و ترس دل میں قائم رہے گا اور
 خذلان اور سکولازم ہوگا یعنی اللہ دل کی کچھ مدد نہ کرے گا اور اللہ تعالیٰ اور اس کے قرب
 سے سبب اس تعلق کے ایک بہاری مٹا پر وہ پڑا رہے گا اور یہ پردے دور نہ ہونگے
 مگر جب ہی کہ محبت دنیا کی بالکل زائل ہو جائے اور سارے علائق اس دار فانی
 منقطع ہو جائیں اور ہنوز یہ زہر کرنا دنیا میں کافی نہیں ہے بلکہ بعد اس زہر کے
 آخرت میں بھی زہر کرے اور درجات و منازل عالیات و حورو و ولدان و غلمان و دُور
 و قصور و بساتین و مرکب و حلل و جلی و ماکل و مشارب و غیر ذلک کا طالب نہو
 جو کہ اللہ نے اپنے مومن بندوں کے لئے بہشت میں مہیا کر رکھا ہے اور
 اپنے کام پر خواستگار جزا و اجر کا اللہ عزوجل سے نہونہ دنیا میں نہ آخرت میں

تو بندگی چو گدایان بشر طمزدکن	۵ کہ خواجہ خود بخوش بندہ پروردگار
-------------------------------	-----------------------------------

جب ایسا کریگا تو اللہ کو پورا دینے والا جزا سے عمل کا براہ تفضل و رحمت پائے گا
 اور اللہ اس کو قریب و نزدیک اپنا کریگا اور اس کے حال پر مہربان ہوگا اور انوار
 الطاف و احسان سے اس کی دلجوئی فرمائے گا جس طرح کہ اللہ تعالیٰ کی عادت آ
 ساتھ اپنے انبیاء و رسل و اولیاء و خواص و اجاب اہل علم و معرفت کے اور

بندہ ہر دن اپنی فزونی و ترقی کا زمین تاملت حیات یہ گیارہ نفع تین اور فضیلتیں اس کو
 دنیا میں ملین گی پہر اللہ اس کو طرف دار آخرت کے لیے گیارہ اور جو انکھ نے نہیں
 دیکھا اور کان نے نہیں سنا اور دل پر اس کا خطرہ نہیں گذرا اور فہم اس سے
 تنگی کرتا ہے اور عبارت اس کے وصف و بیان سے قاصر ہے وہ سب اس کو
 لطف و مرحمت عنایت فرمایا گیا یہ کنایہ ہے لذات نعم بہشت و دیدار حق جل و علا
 کہ اجل نعم و اعظم مطالب ہے وہ یہ جو علوم سے منع کیا ہے اور طرف ترک
 اشتغال کے ارشاد فرمایا ہے یہ جب کہ خیال بطریق ہوا سے نفس و آمیزش
 محبت دنیا و تعلق ماسوا کے ہو اور اشتغال ساتھ ان امور و علوم کے جبکہ ابتداء
 لوجه اللہ ہو تو موجب سعادت و خیر و برکت و سبب ترویج دین و شریعت ہے بلکہ
 افضل خیرات و میرات و قربات ہے اور علوم عربیت مبادی و آلات علوم دین
 ہیں انہیں مشتغل رہنا اور ان کا استعمال کرنا داخل نصیحت اللہ و رسول ہے
 کہ سبب تقویت و تکمیل دین کا بلکہ سارے حروف و صناعات جو کہ سبب نظام
 عالم و صلاح بنی آدم ہیں ان کا حکم ہی یہی ہے اور حقیقت میں منع کرنا اس سے
 بطور حمایت و محفوظ ماسوا کے ہے لوح دل سے اولیٰ حاصل ہو گئے محبت
 قلب و سلامتی دل کے اس محبت دنیا و نفس و ہوا و ثبوت نقش توحید اور اس کو
 تکیہ و استقرار کے مقام تکمیل میں کوئی مانع اس سے نہیں ہے اور نہ اس میں
 کوئی ضرر ہے کمال شائع و اولیا ساتھ ان علوم کے مشغولی رکھتے تھے تا آنکہ خود

حضرت شیخ رضی اللہ عنہ نے بھی مدت تک درس دیا اور مدرسہ بغداد میں
 اور علوم الیہ سکھائے پڑھائے اور منع کرنا طلب بہشت و نعیم جنت و درجہ عالیات
 بھی بطریق طلب لذات و شہوات نفس کے ہے ورنہ جبکہ امر شریعت اسکی طلب میں
 آیا ہے اور اسکی درخواست میں ترغیب واقع ہوئی ہے تو اس حیثیت سے مطلوب
 و مستحسن حاصل کلام یہ ہے کہ جو چیز یا اتباع ہو اسے نفس و محبت دینا ہوتی ہے
 وہ مذموم ہے اور جو کچھ بقصد امتثال امر و طلب رضائے حق ہے وہ محمود ہے
 اور فوق اسکے مرتبہ فنا کا ہے کہ ارادہ فعل حق میں اپنے ارادے و فعل کو
 گم کر دے اور ساری اشیاء کو قوال و مظاہر افعال حق دیکھے اور سب جزاؤں کے فعل
 کے نظر شہود میں کچھ دکھائی نہ دے اور چشم دل سے اسکو پالے اور اپنے قصد
 و ارادت کی رویت سے معز و مبرا ہو جائے اور کوئی تدبیر و اختیار اپنے لئے
 اپنے اندر نہ پالے اور ساتھ قدر و قضائے حق کے قائم ہو جیسے مردہ ہاتھ میں
 مردہ شو کے اور گیند سامنے چوگان کے ہوتی ہے و اللہ اعلم قول پنجابہ و محم
 ترک حفظ نفس کے تین درجے ہیں پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اپنی تماریکی جبل طبعیت
 میں گزر کر فی والا اور راہ چلتے والا ہوتا ہے ہاتھ پاؤں مارتا ہے اور موافق
 طبع کے تصرف کرتا ہے تمام حالات فعل و ترکہ اخذ و رد و منع و عطا وغیرہ میں
 بغیر بندگی رب اور زمام شرع کے جو اسکو تصرف طبعی سے روکے اور باز رکھے
 اور بدون کسی حد و حدود شرعی سے جسکی طرف منتہی ہو پس اس اثنائے

کہ وہ بزدل اس حال پر ہوتا ہے اللہ اس کی طرف چشمِ رحمت و عنایت سے نظر کرتا ہے
 اور اپنے خلق میں سے کوئی داعیہ طرف اوکے بیجا ہے منجملہ عباد صالحین
 کے اور دوسرا داعیہ خود اوکے نفس و فاسق سے برائی گنہ کرتا ہے یہ دونوں ^{عظ}
 اوکی نفس و طبیعت پر کامیاب و فیروز مند ہوتے ہیں اور غوغا اٹھاتا اٹھاتا
 ہے اور دم اوکے کوشش اپنے کام کی ظاہر ہوتی ہے اور معلوم کر لیتا ہے کہ میں
 بارگی طبع پر سوار ہوں اور خلاف شرع کام کرتا ہوں تب سارے تصرفات
 میں مائل بجانب شرع ہوتا ہے اور قائم مع الشرع ہو کر فانی عن الطبع ہو جاتا ہے
 اور حرام و شبہ و منت کو ترک کر کے مباح حق و حلال شرع کو کھانے پینے پتے
 نکاح کرنے گم نہانے اور حیلہ احوال میں اختیار کرتا ہے اور مالا بدینہ کو لیتا ہے
 تاکہ مادی غایت کی گناہبانی کرے اور طاعت رب پر توجہ نہ دے اس لئے کہ جب حرام
 و شبہ سے بچا اگر بباح و حلال ہی تناول کرے تو عبادت کیونکر کر سکیگا اور انہی
 قسمت کا لیتا ہے اور قسم سے تجاوز نہیں کرتا اور قبل کے تناول و تلبس و
 استیفا کرنے کی کوئی راہ دینا سے باہر نکلنے کی نہیں ہوتی اب یہ پشت مباح و
 حلال شرعی پر سارے احوال میں سیر کرنا اور چلتا پرتا ہے یہاں تک کہ یہ بارگی
 اوکے آستانہ ولایت تک پہنچا دیتا ہے اور مزہر محققین و خواص میں جو کہ اہل
 عزیت اور مرید حق ہیں داخل کرتا ہی ہر وہ امر حق سے جو کہ باطن اہل ولایت
 میں پیدا ہوتا ہے کہ تا پیتا پیتا ہے یہ دوسرا مرتبہ ہوا اور اس دم طرف سے

حق کے اپنی باطن میں ایک نہایت ہے کہ اترک نفسات و تعالٰیٰ یہ تیسرا مرتبہ ہے
 اسے شخص خاص تو چھوڑ دے سارے حظوظ اور حسیات کو اگر تو ارادہ خالق کا کہتا
 ہے اور اوتار دے پاپوش اپنی دنیا و آخرت میں اور مجرہ ہو جا کو ان موجودات
 اور اس چیز سے جو آئندہ موجود ہو بلکہ ساری آرزوؤں سے اور برہنہ و بے تعلق
 ہو تمام کائنات سے اوریت و سپری ہو ہر چیز سے بجز خا کے اور پاک و خوشحال
 ہو ساتھ توحید و ترک شرک و صدق ارادت کے پر داخل ہو حاشیہ بساط پرست
 ادب کے خاموش و سنگون ہو کر اور نہ دیکھ سب جانب راست آخرت کو اور بجانب چپ
 دنیا کو اور نظر کر طرن خلق اور حظوظ کے سوجب بندہ اس مقام داخل ہوتا ہے
 اور وصول اس کائنات ہو جاتا ہے تو طرف سے حق کے اس کے لئے خلعتیں
 آتی ہیں اور انوار معارف و علوم و انواع فضائل و سکویا پھیلنے ہیں اور اس
 سے یہ بات کہی جاتی ہے کہ تو ملاست و مخالطت کر ساتھ ان نعمتوں کے اور
 رد و ترک تلبس سے بے او بابت بن کیونکہ بادشاہ کی نعمتوں کے پیر دینے
 اور واپس کرنے میں بادشاہ کا استخفاف ہوتا ہے اسدم وہ بندہ ساتھ فضل
 خدا و قسمت کے تلبس ہوتا ہے بے اسکے کہ کچھ ہی دخل اس کا اس کام میں ہو
 ورنہ پہلے اسکے وہ تلبس تھا ساتھ ہوا سے نفس انہی کے اس سے کہتے ہیں
 کہ تو تلبس ہوتا ساتھ اس نعمت و فضل کے بالجملة غافل حظوظ و اقسام کے چار
 حال میں ایک بالطبع یہ حرام ہے دوم بالشرع یہ مباح و حلال ہے سوم بامر و

حالت ولایت و ترک ہومی کی سب سے چہارم تناول بحضرت فضل آئی یہ حالت زوال
 ارادہ و حصول بدلیت و ملحد ہونے کی ہے اور یہ بندہ ساتھ قدر و قضا کے کہ
 فضل حق ہی قائم ہوتا ہے یہ حالت علم کی ہے اس حالت میں اتصاف ساتھ
 صلاح کے ہوتا ہے اور حقیقت میں صلاح اوسید کا نام ہے جو کہ اس مقام میں پہنچ جائے
 وہ ہو قولہ سبحانہ ان ولی اللہ الذی نزل الکتاب و هو یتولی الصالحین ۔
 اسی جگہ سے قرآن میں انبیاء و رسل کو صلاح کہا ہے اور شب معراج میں انبیاء
 سید انبیاء کو بلفظ صلاح خطاب کیا تھا اس سے معلوم ہوا کہ صلاح ایک مرتبہ عظیم
 ہے بالاتر مرتبہ ولایت سے غرض کہ یہ وہ بندہ ہے جس کا ہاتھ جلب مصالح و منافع
 اور رد مضار و مفسد اوسکو سے دیکھا گیا ہے اور وہ مثل ایک طفل رضیع کے سامنے
 دایہ کے اور مانند مردہ کے سامنے مردہ شو کے ہے دست قدرت اوسکی پرورش
 کا ستولی ہوا ہے بغیر اسکے کہ بندہ کے اختیار و تدبیر کو کچھ بھی دخل ہو وہ تو ان سب
 امور سے فانی ہو چکا ہے نہ حال ہے نہ مقام نہ ارادہ جسکو اپنے لئے ثابت
 کرے بلکہ وہ قائم ہے ساتھ تقدیر آئی کے جس طرح حق اوسکو کہتا ہے اور جس طرح
 برہتا ہے خدا کیسی اوسکو بسط و فراخ و خوشدل کرتا ہے اور کیسی قبض و تنگ و غمین
 فرماتا ہے اور کیسی تو نگرد بے نیاز کرتا ہے اور کیسی درویش و نیاز مند اور خود وہ
 بندہ کچھ اختیار کرے اور نہ کسی چیز کے زوال و تغیر کا آرزو مند ہو بلکہ اوسکا
 حال یہ ہے کہ ہمیشہ ہر حال میں راضی اور ساتھ فعل و ارادہ حق کے سازگار رہتا ہے

سویہ رضا بقضا اور موافقت ساتھ ارادہ حق کے اخیر چیز ہے جسکی طرف احوال
 اولیا و ابدال کا منتہی ہوتا ہے اور ابدال میں اتم و اکمل ہوتی ہے ف فارس
 قدس سرہ نے فرمایا ہے کہ پہلے قبض ہے پہر بسط پہر نہ قبض ہے نہ بسط کیونکہ قبض
 و بسط وجود میں ہوتا ہے نہ ساتھ فنا و بقا کے انتہی یہ دونوں لفظ درمیان قوم
 کے مشہور ہیں قبض کے معنی لغت میں گرفتگی کے ہیں اور بسط اسکی عکس ہے قوم
 نے اسکو احوال قلب ٹھہرایا ہے کہ بواسطہ محبت یہ صفات عارض ہوتی ہیں جب
 محبوب ملک یا دل منبسط ہو گیا اگر غلا منقبض رہا قرآن مجید میں فرمایا ہے واللہ
 یقبض ویبسط اور حقیقت میں قبض و بسط تصرفات خوف ورجا و انس و ہیبت کے
 ہیں مفتاح میں اسجگہ بیان قبض و بسط کا بسط سے کیا ہے مارج الیہ
قول پنجاہ و ششم۔ بندہ جب خلق و ہوا و نفس و ارادہ و امالی و امال کے
 دنیا و آخرت میں فانی ہو جاتا ہے اور بحر خدا سے غرور جل کے کوئی ارادہ نہیں
 رکھتا اور یہ سب باتیں اس کے دل سے نکل جاتی ہیں تو وہ حق تک پہنچ جاتا
 اور اللہ اسکو مصطفیٰ مجتبیٰ کر لیتا ہے اور دوست رکھتا ہے اور نزدیک خلق کے بھی اسکو محبوب
 کر دیتا ہے اور اسکو اس صفت پر کرتا ہے کہ اسکو نبی چاہتا ہے اور اس کے قرب کو ہی دوست
 رکھتا ہے اور وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی فضل و رحمت میں مشغوم و متغلب ہوتا ہے اور ہر روز
 رحمت کے کھانچا کرتی ہیں اور اس سے یہ وعدہ کرتا ہے کہ یہ دروازہ کبھی دس بند نہیں کیا جائیگا
 اسکی نعمتیں بہشت کی ہمیشہ باقی رہتی ہیں یا مژدہ و دام اس نعمت کا دنیا میں ہے اسدم وہ بندہ

اللہ عزوجل کو اختیار کرتا ہے اور اوسیکے ارادہ و تدبیر پر ہوتا ہے اور اوسکی شیت
 و رضا پر چلتا ہے اور اللہ ہی کے حکم کو سبالاتا ہے نہ کسی اور کے حکم کو اور واسطے
 غیر حق کے کوئی وجود فعل نہیں دیکھتا آدم روا ہے کہ اللہ تعالیٰ اوس سے
 کوئی وعدہ کرے اور بندہ سے وفا اوس وعدہ کا ظاہر نہ ہو اور وہ چیز جس کا
 تو ہم اس بندہ نے کیا ہے اوسکو نہ پہنچے کیونکہ غیر حق زایل ہو چکی اور بجز ارادہ
 حق کے سبب حصول فنا کے کچھ باقی نہیں ہے ہوا و ارادہ و طلب کرنا محفوظ
 کا زائل ہو گیا ہے اب یہ بندہ اپنے نفس میں گویا عین فعل و ارادہ حق ہو گیا
 اور مراد حق عزوجل شیر اسکی طرف اضافت وعدہ و خلف کے نہیں ہوتی کیونکہ
 یہ اوسکی صفت ہے جو کہ ہوا و ارادہ رکھتا ہے اسوقت میں وہ وعدہ حق میں
 اوس بندہ کے ساتھ حق عزوجل ویسا ہوتا ہے جیسے کسی شخص نے اپنے جی
 اور نیت میں ایک کام کرنے پر عزم کیا پھر اوس عزم کو کسی اور طرف سوا اس کام
 کے پھیر دیا یا جیسے نسخ نسخ جبکی وحی حضرت کو کی اور فرمایا ما ننسخ من آیتہ
 او ننسما نأت بخیر منها او مثلاً الم اعلم ان اللہ علی کل شیء قدير حضرت
 مسلم سے ہوا اے نفس و خواست بشریت کی کہینچ لی گئی تھی سوا اون چند جگہ کے
 جس کا ذکر خدا نے قرآن میں کیا ہے قصہ اسرا و یوم بدر میں توبہ و عن رضی اللہ
 الدنیا واللہ یرید الاخرۃ ولولا کتاب من اللہ سبق لم سکتم فیما اخذتم عدلاب
 عظیم اور حضرت مراد حق تعالیٰ نے اوزکو ایک حالت اور ایک شے اور ایک

وعدہ پر پختہ ہوا بلکہ انکو طرف اپنی تقدیر کے لگیا اور باگ تقدیر کی اوپر ہماردی
 اور انکو قدر میں ایک حال سے دوسرے حال پر گردش دی اور ٹوٹا پیرا اور
 اس قول سے تنبیہ کی اللہ تَعَالٰی عَلَیْہِ سَلَام شئیِ قلیہ یعنی تم دریائے
 قدر و قضائے میں پڑے ہو اس دریا کی موجیں مگن گردش دیتی ہیں گاہے چینیں گاہے
 چٹانیں تو منہنی امروں کا ابتلا و امر نبی ہوتا ہے ولایت و بدلیت کے بعد کچھ نہیں
 ہے مگر یہی نبوت معلوم ہوا کہ پہلے انبیاء علیہم السلام کو جمیع مراتب و درجات کمالات
 مقام ولایت تک پہنچاتے ہیں پھر مقام نبوت بخشے ہیں اور یہ محض مہبت و
 اصطفا ہے اولیاء کو اس طرف راہ نہیں اور قوت و کمال نبوت کا اسی قوت و
 کمال ولایت سے ہوتا ہے پس حضرت صلعم کی ولایت اتم و اکمل ہے ولایات
 انبیاء و دیگرے حسب طرح کہ آپ کی نبوت اکمل و افضل ہے انکی نبوت سے ۵

کسے بچن ملاحت بیار مازسد	تراورین سخن انکار کار مازسد
ہزار نقد بیازار کائنات آزد	یکے بسکہ صاحب عیار مازسد
ہزار نقش بر آید فلک صنع ولی	بدینہ پرے نقش نگار مازسد

فسبحان اللہ ما احسنہ و اجملہ و اتملہ صلی اللہ علیہ و آلہ و سلم۔
 غرض کہ نہایت اولیا بدایت انبیاء ہے اس جگہ بعض قوم سے ایک کلمہ موہم خلاف مسأ
 ہوا ہے معلوم نہیں کہ مصدر اس کا کیا ہے وہ کلمہ ہے کہ نہایت انبیاء بدایت
 اولیا ہے اس کے توجیہ یہی کی ہے لکن محتاج میں خوب کہا ہے کہ باوجود تاویل

و توجیہ اشغال بن سخن ناگفتہ یہ کہ موعوم باطل و دستاویز اہل مطلقان گرد و یک سخن
 دیگر مشہورست کہ ولایت افضل من النبوة اگرچہ توجیہ آن روشن ترست اما اگر نگویید
 بہتر باشد تخت مرتبہ ایمانست پس ازان درجہ علم بعد ازان ولایت و بدایت و
 صدیقیت و ہرچہ گویند درجات و مراتب ولایتست پس ازان نبوت و رسالت
 و اولوالعزیمتہ و بعد از ہفتیمت و محمدیت و لیس و سلم عبادان قریہ نہایت کما
 بشری تا اینجا است بعد ازان الوہیتست الہ کیست و محمدنیر کی خداست و
 بندہ خدا خداست و بندہ محمد دیگران طفیلے او نید قول پنجاہ و ہفتم سارے حوا
 قبض ہوتے ہیں ف احوال عبارت ہیں معانی و حالات سے جو مذکور ہیں
 صفوت و ولایت پر وارد ہوتے ہیں جیسے محبت و شوق و انس و مہبت و حیا و
 حشمت و نحوہا آوریہ سب مواہب ربانی و نفحات رحمانی ہیں خواہ انکو بقا و دوام
 ہو یا نہ ہو قوم کا اسمین اختلاف ہے اور مقامات عبارت ہیں اوس محل ہی جہان
 سالک اقامت کرتا ہے اور اوسمین باقی و دائم رہتا ہے جیسے توبہ و صبر و توکل
 و رضا و نحوہا اور ان مقامات کو دس چیز میں حصہ کیا ہی اور بعض نے کہا کہ سو
 مقام ہیں اور مقامات کا سب ہیں اور احوال مواہب بہر حال احوال میں
 قبض ہوتا ہے بندہ کو اوسمین گرفتاری ہے اور وہ باخود ہے اور نہوز رقی عبودیت
 میں ہے اور اوسمین ایک قید و خد ہوتی ہے کہ اگر اوس حد سے تجاوز کرے اور
 افراط بجالائے شاید دائرہ سلامتی سے باہر نکلجائے جس طرح حدیث میں آیا ہے

و اسألت شوقاً الى لقاءك في غير ضلّاء مضرة محبت اگر غلبہ کرے احتمال
 باہر ہونی کا ہے اور غلبہ محبت میں خون گمراسی کا لگا ہوا ہی بالجملہ احوال میں قید و قبض
 ہے فنائے مطلق نہیں ہے کیونکہ ولی کو حکم دیا جاتا ہے کہ وہ احوال کی نگہبانی
 رکھے اور احتیاط و احترا س کی خوب سی رعایت کرے اور جسکی گناہداشت کا حکم
 کیا جاتا ہے وہ قبض ہوتی ہے اور اسکو مطلق العنان نہیں چھوڑتے اور قیام کرنا
 ساتھ قدر کے اور شہود اسکا اور اس میں فانی ہو جانا اور اپنے فعل و ارادہ و حول
 و قوت سے باہر آنا یہ سب بسط ہے کیونکہ بیان کوئی ایسی شے نہیں ہے جسکے
 حفظ کا حکم کیا جائے بجز موجود ہونے کے قدر میں بندہ پر واجب ہے کہ قدر میں کشاکش
 نہ کرے بلکہ موافق قدر ہے اور جو کچھ شیریں و تلخ اسپر گزرتا ہے اور لطف و قہر سپر
 جاری ہوتا ہے اس میں سب میں کوئی تزلزل برپا نہ کرے چنانچہ آیا ہے اُمنت باللہ و
 قُدّار و خیر و شکر و حلوة و مرۃ ۵

نمبر ارادت ما آستان حضرت دوست	کہ ہر چہ بر سر ماسیر و دارات اوست
-------------------------------	-----------------------------------

باجملہ احوال محدود ہیں کہ اگر اودن سے تجاوز کر گیا تو حد اوب و سلامت سنبھلی بیگا
 اور ان احوال کی گناہداشت کا حکم دیا گیا ہے اور وہ فعل جو قدر ہے اسکی کوئی
 حد و نہایت معین نہیں ہے جسکی حفاظت کی جائے اور علامت اس بات کی کہ
 بندہ مقام قدر و فعل میں داخل ہوا اور اسکو بسط حاصل ہوا یہ ہے کہ کہی اسکو
 یہ حکم دیا جاتا ہے کہ وہ بعض حظوظ نفس کا حق سے سوال کرے بعد اسکے کہ اسکو

حکم اور حفظ کی ترک کر دینے کا اور انہیں زہد و بزرگیت ہونے کا تہا یہ اسکے ہے کہ جب باطن بندہ کا حفظ سے خالی ہوا اور اس کے اندر سوائے رب کے کچھ باقی نہ رہا تو اس کے ساتھ بسط کیا جاتا ہے اور اس کو حکم ہوتا ہے کہ سوال حفظ کا کرے اور خواہش براحض نفس کا طالب ہو اور جو اشیاء اولیٰ قسمت میں ہیں اور جن کا لینا ضروری ہے وہ حق سے مانگے اور ساتھ اس سوال کی طرف خدا کے متوسل ہوتا کہ بزرگی اس کے نزدیک خدا کی متحقق ہو جائے اور مرتبہ اس کا ثابت ہو اور اللہ کا امتنان اجابت سوال سے اوپر قائم ہو کہ نونا بندہ کی زبان کا ساتھ سوال کے اعطاء حفظ میں ایک بڑی نشانی ہے بسط کے بعد قبض کی دوسری علامت بسط کی یہ ہے کہ بندہ کو احوال و مقامات و تکلف حفظ حدود و باہر لائیں کوئی کہے کہ یہ کلام دلیل ہے زوال تکلیف پر اور قائل ہونا ساتھ زندقہ کے اور باہر نکلتا ہے دائرہ اسلام سے اور وہ اللہ تعالیٰ کے قول کا کہ واعبدوا لی حتی یا یات الیقین اسطرح اور بت سی آیات و احادیث دلیل ہیں التزام طاعت و عبادت و جناب پر معصیت و عطا سے تاملت عمر تو جواب اس کا یہ ہے کہ یہ کلام اس بات پر دلیل نہیں ہے اور نہ موڑے ہے طرف اس کے بلکہ اللہ تعالیٰ اکرم ہے اور اس کا ولی اغرض ہے اوپر اس سے کہ وہ اپنے ولی کو مقام نقص میں جو شرع و دین میں قبیح ہے داخل کرے بلکہ اللہ تعالیٰ اس کو ان سب قبائح سے محفوظ کرتا ہے اور پیرتا ہے اور نگاہ بانی کرتا ہے و عصمت و حفظ میں یہ فرق ہے کہ عصمت

میں گناہ نہیں ہوتا اور حفظ میں گناہ نہیں رہتا اور ضرر گناہ سے محفوظ رہتا ہے
 عصمت گناہ سے پہلے ہے اور حفظ بعد گناہ کے اور اگر عصمت کے معنی لغوی
 لئی جاوے تو حفظ و عصمت ایک ہی چیز ہوتی ہے پھر اللہ اوس بندہ کو آگاہ کرتا
 ہے اور ورطہ غفلت و ضلالت میں باقی رہنے نہیں دیتا بلکہ اوس کو راست گشت
 و درست کردار کر دیتا ہے واسطے نگاہداشت حدود و شریعت و احکام دین کے
 تب گناہوں سے نگاہداشت حاصل ہوتی ہے اور حدود کا نگہبان ٹھہرتا ہے بغیر تکلف
 و مشقت و سختی کے اور وہ ولی حاصل ہونے سے اس عصمت و حفظ و حدود
 قرب رب میں غائب ہوتا ہے اوسکی ذات میں ایک ایسی حالت پیدا ہو جاتی ہے
 کہ جو تکلف و مشقت و مجاہدت وہ پہلے اٹھاتا تھا اب دسکی طرف حاجت نہیں رہتی
 اب وہی کام بے تکلف کرتا ہے اذا حصلت المشاهدة اتفقت الميحاء
 کے یہی معنی ہیں نہ یہ کہ تکلیف شرعی اوس سے مرفوع ہو جاتی ہے اور امور
 باہجت ہوتا ہے کہ جو چاہے سو کرے نعوذ باللہ منہ اللہ تعالیٰ نے شان
 یوسف علیہ السلام میں دربارہ اوکی حفظ و عصمت کے ارادہ زینما سے فرمایا ہے
 كذلك لنصرف عنه السوء والفحشاء انه من عبادنا المخلصين سورۃ
 مراد مقدمات و دوامی زناہیں اور فحشاء سے ملو خود زنا معلوم ہوا کہ اللہ تعالیٰ
 کے ایسے بندے ہی ہیں جنکو وہ بے سعی و تکلف کے مٹا دے گا کہ کتابہ نہیں
 کلام جمیع اس قبیل کے ہیں اور اولیا بھی متابعت انبیاء سے اس صفت پر

ہوتی ہیں غایت یہ ہے کہ وہ ان عصمت سے اور بیان حفظ اور فرمایا ان عبادی
 لیسات علیہم سلطان اور فرمایا لا یجاد اللہ المخلصین اے مسکین
 وہ تو اللہ کا محمول و مراد ہے اللہ نے اوکی پرورش اپنے کنار قرب و لطف میں
 کی ہے شیطان اس تک بہلا کیونکر پہنچ سکتا ہے اور قبائح و کماہ شرع و نحوہ
 کو کب وہاں تک راہ ملتی ہے البعدات النجوة و اعظمت القربة یعنی تو
 کما نے پینے کو دور جا کر رکھا اور قرب و مرتبہ کو بزرگ نہیں پایا یہ ایک مثال ہے
 جو اوس جگہ بولی جاتی ہے کہ کوئی کسی کی تعظیم و تکریم کرے لکن اس کا حق ادا
 نہ کرے اور مناسب اس تعظیم کو ساتھ اس کے پیش نہ آئے حاصل یہ ہے کہ جب اس کو
 ولی کہا تو اب اسناد و معیت و ارتکاب نامشروعات کی طرف اس کی مناسب نہیں
 ہے بلکہ ایسی بات اس کے حق میں کہنا ایک قول شنیع ہونا کہ ہے خرابی ہوا ان
 فرومایہ ہمتوں و ناقص و دوراز کا عقلوں اور آراء فاسدہ مختلفہ کی کہ بات نہیں
 سمجھتے اور ایسا اعتقاد رکھتے ہیں اللہ ہم کو اور ہمارے بھائیوں کو اس گمراہی مختلف
 سے پناہ دے اور اپنی قدرت شاملہ اور الطاف کاملہ و رحمت واسعہ سے محفوظ
 رکھے اور اپنے پروردہ حفظ و عصمت تامہ مانعہ ماسیہ سے چپائے اور اپنی نعمت
 کاملہ و فضائل دائمہ سے ہماری پرورش فرمائے مفتاح میں کہا ہے این بشارات
 ست مراخوان را کہ اجتماع ایشان با ذات شریف و مرضی اسد عند و دعا طلب
 خیر بدو حسب اجابت و قبول بر مسند چنانکہ مشہور است کہ چون ہماں عزیرست طغیل

نیز عزیز خواہد بود ۵

تَدْعُ إِلَى الْخَيْرِ الْمَحْفَلُ الرَّبُّ الْكَرِيمُ غَدًا | وَالْحَقُّ أَنْ يَدْخُلَ الْمَوْلَى مَعَ الْخَلْدِ

قول پنجاہ و ششم بندہ کو چاہیے کہ اگلو جملہ ماسوا کے حق سے اندھا کر دے اور کسی شے پر بھی اور نہ جہات سے انگلی نہ کہو لے کیونکہ جب تک وہ طرف کسی چیز کے نگاہ کرتا رہے گا تب تک واسطے اس کے کوئی راہ طرف فضل و قرب خدا کے مفتوح نہ ہوگی اسلئے ساری جہات ماسوا کو توجہ حق سے اور اپنے نفس کے محو کرنے سے بند کر دے پھر اپنی فنا و محو و حکم کو بھی مٹا دے تاکہ فنا و فنا حاصل ہو جب ایسا کریگا تو اس کے دل کی آنکھ میں ایک بہت طرف فضل عظیم خدا کے کشاہ ہو جائیگی اور بندہ اس بہت کو اس دم اپنی چشم سر سے دیکھے گا یعنی اس کو ایسا یقین حاصل ہوگا کہ گویا چشم سر دیکھتا ہے یہ دیکھنا شعاع نور قلب و ایمان و یقین سے ہوگا اور اس وقت اس کے باطن سے اس کے ظاہر پر نور ظاہر ہوگا جیسے چراغ کی روشنی تاریک گہر میں اندھیری رات کے اندر ہوتی ہے اور گہر کے روزنوں و سوراخوں سے نمایاں ہوتی ہے اور ظاہر خانہ اس کے نور باطن سے چمک اٹھتا ہے یعنی اس طرح ظاہر وجود اس بندہ کا جیسے کہ حواس و جہد میں نور دل سے روشن ہو جاتا ہے اور اندر و باہر کو گہر گہر لیتا ہے ۵

از در و غم نمی روی بیرون | در گرفتی درون و بیرون را

اور جب طرح دل نور یقین سے تابان ہے اس طرح نفس جوارح جب کو سب تعلق

دنیا و غلیا سے ہے آرمیدہ و ساکن ہو جاتی ہیں یہ سکون اللہ کے وعدہ و عطا
 پر ہوتا ہے عوض میں وعدہ و عطا وغیر حق کے بندہ کو چاہیے کہ اپنی جان پر رحم
 و مہربانی کرے ستم و ظلم و انحر کے اور اسکو ظلمات جہل و رعوت یعنی تاریکی نادانی
 و گولی و سست رائیں نہ ڈالے کہ طرف جہات متعدد و مختلف کے خلق و حول
 و قوت و کسب اسباب سے نظر کر کے اونپر اعتماد کر بیٹھے اور یہ جہات اس سے سد
 ہو جائیں اور اس کے لئے کوئی جہت فضل خدا کی مفتوح نہواو یہ عدم فتح ایک
 عقوبت ہو مقابلہ میں شرک کے کہ غیر کی طرف کیوں نگاہ کی تہ چرب بندہ اللہ
 کو لگانہ جانتا ہے اور حق کا شناسا ہو جاتا ہے اور طرف اس کے فضل و کرم کے
 نظر کرتا ہے اور اوسکی رحمت کا امیدوار ہوتا ہے نہ غیر کا اور اسواسے کور
 و نایبنا بجاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اپنا مقرب و نزدیک بنا لیتا ہے اور اسپر
 رحم کرتا ہے اور اسکی تربیت فرماتا ہے اور اسکو کھاتا پلاتا اور اسکی دوا دارو
 کرتا اور اسکو تندرست رکھتا ہے اور دیتا اور اسودہ حال کرتا اور اسکا مددگار
 ہوتا اور اسکو امیر و حاکم بناتا ہے پراو اسکو خلق سے اور اس کے نفس سے محفوظ
 کر دیتا ہے تب وہ بعد اس حالت کے نہوشی دیکھتا ہے اور نہ تو نگری بلکہ خودی
 و صفات خودی سے فانی ہو جاتا ہے قول نیجاہ و نحم بندہ کا حال و حال
 سے خالی نہیں ہوتا ہے یا بلا ہے یا نعمت اگر بلا ہے تو او میں وہ مطالب
 تبصر ہے یعنی اس سے یہ بات مطلوب ہے کہ خواہی خواہی شکیبائی کرے

اور اس وصف کے حاصل کرنے میں نفس سے لڑے اور یہ ادنیٰ درجہ ہے اور
 اعلیٰ درجہ یہ ہے کہ صبر کرے اور بے تکلف و بے تصنع صابر و شکیباء ہو صبر کہتے ہیں ترجیح
 داعیہ حق کو داعیہ ہوا پر بے جزع و ذریعہ کے تہل تہری کہتے ہیں صبر انتظار ہے
 کشادہ کار کا طرف سے حق کے اور بعض نے کہا ہے کہ ہنا ہے نفس کا تاکہ نرم پڑ کر
 رام ہو جائے انتہی پر بعد صبر کے مطالبہ رضا و وفات کا کیا جاتا ہے اور حقیقت
 رضا کی سکون ہے قلب کا نیچے جریان حکم کے ذوالنون نے فرمایا ہے رضا سرور
 ہے دل کا ساتھ تلخی قضا کے انتہی تہر بعد رضا و ساز و آری کے باخبت فنا کی
 کیجاتی ہے اور یہ فنا واسطے ابدال کے ثابت ہے کہ وہ اپنے افعال و ارادات سے
 مطلقاً منسلخ ہو کر فانی ہو گئے ہیں اور اولیاء کے لئے رضا و مومنین کے لئے صبر
 ہوتا ہے اسی طرح جو عارف و عالم باللہ ہیں اونکو یہ فنا حاصل ہوتی ہے تہر اگر
 حالت بندہ کی نعمت ہے تو وہ اس نعمت میں مطالبہ شکر و نعمت ہوتا ہے اور شکر زبان
 و دل و جوارح سے ادا کیا جاتا ہے سموزبان سے اس طرح کہ اتوار کرے نعمت کا اور
 کہے کہ یہ نعمت طرف سے خدا کے ہے اور اضافت او کی طرف خلق کے نکرے
 یعنی بطریق حقیقت کے رہا تکم و تفوہ ساتھ اس کے باعتبار وساطت و مجاز کے
 سو یہ کچھ حقیقت شکر میں قانع نہیں ہے یہ اور بات ہے کہ کبھی بعض مقررین اس تفوہ
 و تکم پر ہی مآخوذ ہو جاتے ہیں اور لفظ خلق اس جگہ شامل نفس و اغیار ہے ولذا
 فرمایا ہے کہ اضافت او کی نہ طرف اپنے نفس و حول و قوت و حرکت و کسب کے

کرے اور نہ طرف اپنے غیر کے جسکے ہاتھ پر وہ نعمت جاری ہوئی ہے اسلئے کہ یہ
 شخص اور وہ لوگ اسباب آلات و ادوات نعمت ہیں اور قاسم اور مجری و موجد و
 فاعل و مسبب اور کا فقط اللہ عزوجل ہے سو جب قاسم و مجری و موجد اللہ تبارک و تعالیٰ تو
 وہی الحق الشکر ہے اپنے غیر سے مثلاً ایک غلام جو ہدیہ ملا کر لایا ہے اسکی طرف
 نظر نہیں کی جاتی ہے بلکہ نظر طرف استاد و شفہ شمع کے کرتے ہیں جیسے وہ پیچہ پیچہ
 اور عنایت کیا ہے اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے حق میں جو اس نظر کا عادم و کم
 کنندہ ہے فرمایا ہے **يَعْلَمُونَ ظَاهِرًا مِّنَ الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَهُمْ عَنِ الْآخِرَةِ غَافِلُونَ**
 پس جو شخص ظاہر و سبب کی طرف نظر کرتا ہے اور اسکی دانش و شناخت حقیقت حال
 و سبب اسباب کی طرف تجاوز نہیں کرتی وہ جاہل ناواہل کم شناخت کوتاہ عقل ہے
 ورنہ عقلند کو عقلند اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ عواقب امور و حقائق اشیاء میں نظر کرتا
 ہے سو جب اس شخص نے حقیقت حال کا ادراک کیا اور یہ جاننا کہ ساری نعمتیں
 طرف سے اللہ کے ہیں اور وہی اور کا موجد و فاعل حقیقی ہے تو عقلند نہوا بلکہ
 عقلمند تبارک و تعالیٰ اور شکر کرنا دل سے ساتھ اس عقدا و دائم و عتدا استوار و عمد محکم و بجا و سنت
 کے ہوتا ہے کہ جو کچھ پاس رکھے ہے نعمت و منفعت و لذت سے ظاہر و باطن میں
 اندر جملہ مرکات و سکناات کے وہ سب طرف سے اللہ عزوجل کے ہے نہ طرف سے
 اسکے غیر کے اور یہ شکر کرنا زبان ہی گویا تعبیر ہے مافی القلب کی اللہ تعالیٰ نے فرمایا
 ہے **وَمَا لَكُمْ مِّنْ نِّعْمَةٍ مِّنَ اللَّهِ اَوْ فَرَّيَا** اسبغ علیکم نعمہ ظاہر و باطن

اور فرمایا ان لقد وانعمۃ اللہ کا مخصوص ہے اس جملہ اس منعم کے مومن کے لئے کوئی منعم سوا اللہ تعالیٰ کے باقی نہیں رہتا ہے تو اب جانتا اس کا دل سے اور قرار کرنا ساتھ اسکے زبان سے لازم ہے یہی جو ارجح کہ اولیٰ کے طرح شکرا دیا کیا جائے سوا اسکی صورت یہ کہ اعضا کو اللہ کی طاعت میں حرکت دے اور استعمال میں لائے نہ کسی مخلوق کی طاعت میں اور جس چیز میں کہ اللہ سے اعراض کرنا پڑتا ہو اور میں کسی خلق کے سوال کا جواب نہ دے اور یہ لفظ خلق کا شامل ہے نفس و ہوا و ارادہ و امانی اور تمام مخلوقات کو اور اللہ کی طاعت کو اصل و متبوع و امام ٹھیرے اور اسوائے اس طاعت کو فرع و تابع و ماموم بنائے اگر خلاف اسکے کرے گا تو جابر ظالم ستمگار حاکم بغیر حکم اللہ ٹھیرے گا جو حکم کہ اسنے واسطے اپنی عباد و مومنین کے وضع نہیں کیا ہے اور سالک ہوگا اور اس راہ کا جو صالحین کی راہ نہیں ہے

قال تعالیٰ ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الکافرون اور دوسری جگہ کہا ومن لم یحکم بما انزل اللہ فاولئک هم الظالمون اور تیسری جگہ ارشاد کیا هم الفاسقون معنای میں کہا ہے کہ اگر مرد ظلم و فسق ہو کفر ہے تو بدلول ہر سلیت کا ایک ہے ورنہ کفر استحلال و استخفاف ہوگا اور ظلم و فسق بے اسکے انتہی اور انجام اس شخص کا ظن ایسی گاہ کے ہوگا جس کا یہ نہیں آدمی اور پھر بہین حالانکہ اسکو دنیا میں ایک ساعت کی تپ پر اور ذرا پاؤں آتش پر جو اڑتا ہے میر نہیں ہے پھر خلوت و آتش و دوزخ پر ہمراہ دوزخیوں کے کس طرح صبر کرے گا

النجاء النجا الواحاً اللہ اللہ معنی ان دونوں کلمات کے یہ ہیں کہ شتابی
 و جلدی کرو اور بھاگو کہ لشکر تمہارے سر پر پوٹنے مارنے و غارت و ہلاک و تاراج کرنے کو
 آیا ہے اب بندی کو یہ چاہیے کہ ان دونوں حالتِ بلیت و حالتِ نعمت کو اور ان
 دونوں حالتوں کی شرطوں کو کہ صبر و شکر ہیں بخوبی نگاہ رکھے اور پاسبانی کرے کیونکہ
 بندہ تمام عمر کسی ایک حالت سے بوجھلہ ان ہر دو حالت کے خالی نہیں ہوتا ہے یا
 بلا ہے یا نعمت ہے ہر حالت کو اس کا نصیب حق دے صبر کرنے سے بلیت پر اور شکر
 سجالانے سے نعمت پر ف نظر کرنے سے حقیقت پر وظیفہ بلامین ہی شکر ہے کیونکہ
 بلا متضمن ہوتی ہے الطافِ خفیہ و نعمت باطنیہ پر و لکن جو کہ طبیعتِ بشری اس
 عاجز ہے لہذا اس کو صبر کرنے پر اوتارا کہ اگر بلا پر شکر نہیں ہو سکتا ہے تو یہی صبر کرے
 کہ یہی غنیمت ہے اور حالتِ بلیت میں کسی شخص کے آگے شاکِ نواور نہ اظہار اپنی بھگدلی
 کا کسی سے کرے اور نہ اپنے باطن میں اپنے رب کو شہم ٹھیرائے اور نہ نسبت
 جمل و نسیان و بغل و سفہ کے طعن اوسکے کرے اور اللہ کی حکمت میں شک نہ لائے
 کہ اوسنے جو اس کو گرفتار بلا کیا ہے تو یقیناً اس میں کچھ حکمت رکھی ہے اور جان لے
 کہ اللہ نے جو بات اسکے لئے اختیار کی ہے وہی اسکے دنیا و دین میں اسکے لئے
 اصلح و نیک تر و خوب تر و بہتر ہے ف کلامِ مشائخ میں یہ بات بہت آئی ہے کہ جو
 کچھ بند پر گزرتا ہے قضا و قدر خدا سے بہتری و خوبی بند کی اوسی میں ہے ع
 صلاح ماہمہ آنست کان تراست مصلح + ایک حدیث میں جسکو حدیثِ الولی کہتے ہیں

آیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے میرے بندوں میں کوئی ایسا ہے کہ صالح
 نہیں کرتی اور کو مگر تو نگری اگر میں اور کو فقیر کر دوں تو وہ فقراؤ کے ایمان کو
 بگاڑ دے اور کوئی ایسا ہے کہ صالح نہیں کرتی اور کو مگر فقیری و درویشی اگر
 میں اور کو تو نگر کر دوں تو غنا اور کے ایمان کو فاسد کر دے اور کوئی ایسا ہے کہ
 درست نہیں رکھتی اور کے ایمان کو مگر صحت و تندرستی اگر میں اور کو بیمار کر دوں
 تو وہ بیماری اور کے ایمان کو بگاڑ دے اور کوئی ایسا ہے کہ درست نہیں کرتی
 اور کے ایمان کو مگر بیماری اگر میں اور کو تندرست رکھوں تو یہ تندرستی اور کے
 ایمان کو فاسد کر دے بیشک میں کام اپنے بندوں کا موافق اپنے علم کے ساتھ
 احوال قلوب عباد کے کرتا ہوں کیونکہ مجھے اپنے بندوں کے احوال کی دست
 و خبر ہے انتہی پس بندی کو چاہیے کہ بلا کے دور کرنے میں اپنی ذات سے اپنی ہمت
 و حالت کو سامنے کسی شخص کے خلق خدا سے نہ لوائے کہ یہ شریک کرنا ہے اسکا غیر
 کو ساتھ خدا کے اور خدا کے ملک میں کوئی شخص کسی چیز کا مالک نہیں ہے نہ گزند
 رسان ہے اور نہ نفع بخش اور نہ دافع بلا اور نہ جالب عطا اور نہ بیمار کرنے والا
 اور نہ بلا میں ڈالنے والا اور نہ تندرستی دینے والا اور نہ بے نیاز کرنے والا اگر
 کوئی ایسا ہے تو وہ خدا ہی ہے پس بس اب بندہ کسے مشغول بخلق ہو بلکہ ہرگز
 اشتغال بخلق نہ کرے نہ ظاہر میں اور نہ باطن میں فانہم لن یعتوا عنت من اللہ
 شئیاً بلکہ جو بات بندی کو چاہیے وہ یہ ہے کہ صبر و رضا و موافقت و خفا کو فعل الہی

میں لازم پکڑے ہر اگر ان سب اشیاء سے محروم رکھا جائے تو طرف اللہ کے فریاد و زاری
 کرے اور اپنے گناہوں کا معترف و مسقر ہو اور شوم نفس کا داندخواہ ہو اور حق کو
 منفرہ جانے اور اقرار کرے کہ اللہ تعالیٰ واحد بالنعیم ہے اور شرک سے بیزار ہو اور
 اللہ سے خواستگاری بسر و رضا و موافقت کی کرے تا انکہ کتاب تقدیر اپنی مدت
 کو پہنچ جائے یعنی یہ مقامات او کو میسر ہوں اگر نصیب میں ہیں اور وہ بلا و دور
 ہو کر سارا اندوہ کسل بٹائے اور نعمت و کثادگی و فراخی و نشاط دمانی و خوشحالی آئے
 جس طرح کہ حق میں پیغمبر خدا ایوب علیہ السلام کے ہوا کہ جب اونہوں نے بلا پر صبر
 کیا وہ بلا بدل نعمت و شادی ہو گئی یا جس طرح رات کی سیاہی جا کر دن کی
 روشنی آتی ہے اور سردی زمستان و دور ہو کر باورنم فصل تابستان چلتی ہے
 اور خوشی لاتی ہے ہر چیز کے لئے ایک نمد و خلافت او کا ہوتا ہے اور ایک نہایت
 و مدت معین ہوتی ہے بلا و اندوہ کیلئے بھی ایک مدت معین ہے اور ایک نہایت ہے جس کو
 نعمت شادی کہتے ہیں سو جب تک کثادگی اور آغا ز نہایت خوبی و جمال کا ہے جس طرح
 حدیث میں آیا ہے کہ الصبر من کلایحسان کمالہ من الجسد و سلفظ یہ ہے الصبر کلایحسان
 کلاہ اور کہیں شکر ہی ملتبس نعمت ہوتا ہے اور یہ وہ نعمت ہے جو اسکی قسمت میں مقدر
 ہو چکی ہے سو شکر کرنا اسکا ہی ہے کہ اس نعمت کے ساتھ مختلط و آمودہ ہو
 وقت فنا ہونے اور دور ہونے ہوائے نفس کے اور پرہیز کرنے اور نگاہ رکھنے
 حدود و احکام شریعت کے اور یہ حالت ابدال کی ہے اور یہی منتہی ہے سلوک طریق

ولایت کا اعتبار مآذکرت لاک ترشدان شاء اللہ تعالیٰ عبارت کتاب
 جابجا معلوم ہوتا ہے کہ بدلیت نہایت مرتبہ ولایت ہے اور حضرت شیخ اس مقام
 اعلیٰ و اکمل میں شمع تھے و اللہ الحمد اللہم لا تحرنا من برکاتہ آمین قول شصتم
 آغاز سلوک ہے کہ مہمود سے طرف نشروع کے برآمد ہو پہلے طرف مقدور کے نکلنے یعنی
 قضا و قدر آئی کے پہلے طرف مہمود کے رجوع کرے بشرط نگاہ رکھنے حدود کے
 آب یہ چاہئے کہ بندہ اپنے مہمود سے جیسے ماکول و مشروب ملبوس و منکوح و
 سکون و مرکوب و طبع و عادت ہے طرف امر و نہی شریع کے نکل کر آئے اور کتاب
 خدا و سنت رسول کی پیروی کرے صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کما قال تعالیٰ و ما اتاکم
 الرسول فخذوا و ما نہاکم عنہ فانتموا اور فرمایا قل ان کنتم تحبون اللہ
 فاتبعونی یحبکم اللہ یعنی بوجہ اتباع کے بندگی مرتبہ محبت سے نکلا مرتبہ محبت
 کو پہنچ جاتا ہے آب یہ اپنے ہوا و نفس و رعونت سے ظاہر و باطن فانی ہو جائے
 اسکے باطن میں بجز توحید خدا کچھ نہ ہو اور ظاہر میں سوا اطاعت و عبادت مہمود و منشی
 کے کچھ نہ ہو اور یہی اسکا دابہ شعار و شمار ہو جائے ہر حرکت و سکون میں رات دن اور
 ہر سفر حضر و شہد و رضا و صحت و قہم اور جملہ احوال میں تہہ اسکو طرف داوی قدر و
 قضا کے لیجا میں گے اور قدر اندر او کے اپنا تصرف کریگی اور شیخ منہج نبی گوشت
 و مشقت و طاقت و حول و قوت سے فانی ہو جائیگا پہلے طرف اسکے وہ اقسام جنکے ساتھ
 قلم خشک ہو چکی ہے اور علم سابق ہو چکا ہے یہی جادو نیلے اور یہ ساتھ ان اقسام

کے متلبس ہوگا اور اونکو تناول کریگا اور اویں تلبس و تناول میں اوسکو حفظ و سلامتی عطا ہوگی جسکے سبب سے نگاہداشت حدود و احکام شرع کی رہے گی اور ساتھ فعل مولیٰ کے موافقت حاصل نیگی اور قاعدہ شرع شریف کا طرف زندقت و اباحت محرم و استمانت مامور کے پاؤں ہوگا قال تعالیٰ انا نأخو. نزلنا الذکر انالہ لحاظظون یعنی ہم حافظ قرآن ہیں کہ اوسکے حدود و احکام متغیر و بدل نہونے پائیں اور اوسکی عبارت تحریر تصدیق و محفوظ و مامون رہے اس جگہ سے یہ بات بھی لازم آتی ہے کہ جو شخص قدین ساتھ رعایت احکام شرع کے فانی ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اوسکا متولی بن جاتا ہے اہل علم نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نے حفظ و صیانت توریت و انجیل کی علماء و احبار پر چوڑی تھی مگر قال تعالیٰ بما استخفظوا من کتاب اللہ اسلئے اوان میں تبدیل و تحریف کو راہ ملگئی اور حفظ قرآن کا خود تکفل ہوا ہے اور یہ صیانت اپنے ذمہ پر لی ہے و انالہ لحاظظون لاجرم قرآن تغیر و تبدیل محفوظ و مامون ہے و قال تعالیٰ لکذلت لنصرنا عنہ السوء و الفحشاء انہ من عبادنا المخلصین پس ایسا شخص مصاحب لازم ہوتا ہے حفظ و حمیت کا خرق قواعد شرع و زندقت و الحاد سے نا آگاہ رحمت خدا سے جا ملے اور یہ معمودات مذکورہ اوسکے اقسام ہیں جو کہ واسطے اوسکے آئادہ و طیار کئے گئے ہیں اور حال سیر طریقی اور سلوک صحراے طبیعت و بیابان ہوا و مقدار و معبود طبع بین اوس سے روکے گئے ہیں تاکہ منزل مقصود تک کہ قرب جناب حق ہی پہنچ سکے بیکار و دم بیکار نہ رہند

اس رد کرنے میں وقت سیر و سلوک کے عین مصلحت ہے اور کسی کیونکہ یہ معمولات طبع انسانی
 و احمال میں توجہ لیکر چلنا دشوار ہوا کرتا ہے ۷

تورہ از کثرت اسباب بر خود تنگ میداری | سبک روحان جو بوی گل فرو بستہ محملها

لہذا یہ گراں باری و بار برداری اس سے جدا کر لگائی تاکہ بوجہل ہو کر سست و ناتوان
 نہ ہو جائے اور مقصود و مطلوب تک پہنچنے سے اوکو مشغول نہ کرے تیانک کہ عبثہ
 فنا تک واصل ہو اور یہ فنا پہنچنا ہے قرب جناب حق تک اور سبب معرفت حق ہے
 اور موجب تخصیص ہے ساتھ اسرار و علوم دینیہ کے اور واسطے داخل ہونے کے
 سجاد انوار میں کیونکہ تاریکی طبع کی انوار کو کچھ ضرر نہیں پہنچاتی ہے اور طبع باقی ہی
 یہاں تک کہ جان تن کو چھوڑے یہ بقا واسطے پورا لینے اقسام کے ہے طبع کا تھا صفا
 اکل و شرب و نحوہ کے لئے پایندہ ہے اور اگر چہ حق تعالیٰ اس پر قادر ہے کہ بشیہ انسان
 کو بے طبع و مقصیات طبع کے باقی رکھے لکن مقتضا حکمت الہی کا نہیں ہے کیونکہ اگر
 آدمی سے طبع زائل ہو جائے تو وہ فرشتوں میں جائے اور انتظام کا خانہ عالم کا
 جو موقوف ہے وجود بنی آدم پر درہم و درہم و دریدہ و بریدہ ہو جائے اور حکمت
 و مصلحت الہی جو انسان کے پیدا کرنے میں ہے اور جسکی طرف اس آیت میں اشارہ
 کیا ہے انی اعلم ما لا تعلمون اور سارا بیدار و کا وجود جبلت بشری طبعیت
 انسانی پر ہی باطل ٹہر جائے لہذا طبع کو بندہ میں واسطے استیفاء اقسام و مخلوقات کے
 باقی رکھا ہے یہ طبع اور کا وظیفہ روزمرہ ہے کما قال صلعم حب الی من

دنیا کھٹلت الطیب الناء وجعلت قرق عینی فی الصلوٰۃ حضرت جب دنیا و
 مافیہا سے فانی ہو گئے تو آپ کے وہ اقسام جو کہ حالت سیر الی اللہ میں دیکھے گئے تھے
 آپ کو واپس لے گئے اپنے اوتار کا استیفاء کیا واسطے موافقت رب اور فیاض
 رب اور امتثال مررب کے تقدس اسماء و عمت رحمتہ و شمل فضلہ
 کا دلیا و انبیاء یہی حال ولی کا اس بارہ میں ہے کہ بعد فنا و حفظ حد و
 اوسکے اقسام و حظوظ اوسکو واپس دے جاتے ہیں اسی کا نام رجوع کرنا
 سے طرف ہدایت کے یعنی بطریق ہدایت احوال میں تداخل ان اقسام و حظوظ کا
 طبعی تہا نہایت میں بھی اسی طرح ہو جاتا ہے غایت مانی الباب یہ کہ ہدایت
 بحکم طبیعت و شہوت نفس کہ ہوتا ہے اور نہایت میں بطریق عبودیت و موافقت
 حق کے و شیخ عبدالحق دہلوی رضی اللہ عنہ نے اس جگہ یہ کہ کہ حضرت صلعم
 کی نبوت و مقامات سب ہو بہت محض اصطفای مجروری کتب ریاضت کو اوس میں کہ
 دخل نہ عوارق کے ایک عبارت بابت حالات حضرت صلعم نقل کر کے کیا خوب بات
 مفتاح میں لکھی ہے کہ مراد حکم در احوال صفات مبارکہ وی تحقیق آن حرجی
 تمام است کہ ان متشابه ترین مشابہات است نزد من کہ تاویل ان پیکس نہ اندک
 ہرچہ گوید بر قدر و اندازہ فہم و دانش خود گوید و صلعم از فہم و دانش تمام عالم برتر
 اور اچانکہ بہت بجز خدا کے نشا سہ چنانکہ خدا را چنانکہ بایہ جزوے کے نشا
 تراچنین کہ توئی ہر نظر کجا بیند ۵ بقدر دانش خود ہر کسے کند اور کہ

بعض عارفین سے پوچھا تھا کہ حدیث انا لیغان علی قلبی کے کیا معنی ہیں کہا
 اوسألت عن قلب غیر رسول اللہ وغینہ لقلبتا عفت یعنی اگر تو کسی شخص
 کے دل کا حال اور اس کے غین کا حال پوچھتا تو میں جو جانتا ہوں چاہتا بیان کرتا
 رہا غین قلب آنحضرت کا سوا میں کچھ جگہ دم مارنے کی نہیں ہے شیخ نے اس
 حدیث پر کچھ شرح رسالہ مرج البحرین میں لکھی ہے اللہ تعالیٰ شیخ کو جنت الفردوس
 میں جگہ دے مسائل سیر وسلوک میں کسی جگہ اب شریعت حقہ کو ہاتھ سے نہیں
 دیا ہے اور اقوال کمال صوفیہ کی تاویل محل خلاف میں اور عامہ صوفیہ و جہلہ شاخ
 کا رد و مقابلہ دین بہین میں جیسا چاہیے ساتھ رعایت حسن طرز و حفظ ادب حق کے
 فرمایا ہے وھکذا یکون شان العلماء اللہ المستخین العارفین باللہ تعالیٰ لا ما
 اعتادہ المسمون بالعلم والمعرفة فھذا الزمان من اساءۃ الادب حتی الاکابر
 والسلف وامطار السبب لستم علی راسل الھل الحق ولا اتباع مع عدم حفظ الحدیث
 وترك خوف الجبار القہار مالک الیوم الموعود نسأل اللہ العافیۃ

قول شخصت ویکم ہر بندہ نمون سکاف ساتھ توقف وفتیش کے وقت
 حضور اقسام کے تناول و اخذ میں یعنی اگر کوئی شے رزق میں سے اس کے ہاتھ
 آئے تو جلدی و شتابی نہ کرے اس کے کمانے اور لینے میں بلکہ تحقیق و جستجو
 کاوش کرے کہ کیا چیز ہے یہاں تک کہ حکم شرع اس کے مباح ہونے پر گواہی دے
 اور علم شریعت شاہد ہو اس کے جواز تناول پر کہ یہ قسم جو اس کو پہنچی ہے اس کا لینا

درست ہے یا اور علم سے کشف لدنی ہے جس سے معلوم ہو کہ یہ شے اس کے تقدیر کی
 ہے حدیث میں آیا ہے المؤمن فتناس والنفاق تفتان یعنی مومن سخت کاؤڑ
 و تحقیق نمایندہ ہے کاروبار رزق میں یا جملہ مودین میں اور منافق زود گیر زندہ ہے
 بے تفتیش و تحقیق کے اور فرمایا ہے المؤمن دقان مسلمان توقف کرنیوالا
 ہے اور فرمایا دحمایاں میت الی مالایرسلک یعنی یقین پٹل کرے شہتہ و
 مشکوک کو چھوڑ دے تو مومن نزدیک ہر قسم کے ماکول مشروب ملبوس منکوح
 و سائر اشیاء مفتوحہ میں توقف کرتا ہے اور کسی چیز کو نہیں لیتا یا تھک کہ اس کو حکم
 دیا جائے جو از اخذ و تناول کا شرعاً جبکہ وہ مومن حالت تقویٰ میں ہو یا اس کو
 اس امر کا حکم باطن میں ملے یعنی بطریق الہام یا منام یا ہفت کے یا صریحاً بیداری
 میں بحصول یقین جبکہ حالت ولایت میں ہو یا حکم دے اس کو علم تقدیر الہی کا جبکہ
 حالت بدلیت و غوثیت میں ہو یا ایسا فعل ہو جو کہ قدر محض ہے اور یہ حالت فنا کی
 ہے پھر اس کو ایک دوسری حالت آتی ہے کہ جو کچھ اس کے پاس ہے یہ اس کو
 لے لیتا ہے اور واسطے اس کے فتح باب ہو جاتا ہے یعنی علی الاطلاق بے اس کے
 کہ مقید بامر و علم ہو لکن جب تک کہ حکم دامر و علم اس پر اعتراض کرے اگر کوئی شے
 انہیں سے اس پر مترض ہوگی تو پھر اس کے تناول سے ترک جائیگا اور اس کو ترک کر دیا
 یہ حالت خلاف حالت نخستین کے ہے کیونکہ حالت اولیٰ میں اس پر توقف و ثبت
 غالب تھا یعنی بوجہ انتظار امر و علم کے اور اس حالت دیگر میں غالب اس پر تناول

واخذ وتلبس بمفتوح ہے بدون توقف وانتظار امر و علم کے پھر ایک تیسری حالت
 آتی ہے اوس میں محض لینا اور نعم مفتوحہ کے ساتھ متلبس ہونا ہوتا ہے بغیر اعتراض
 کے کسی شے پر اشیاء گنہ مذکور سے اور حقیقت فنا کی ہر اس حالت میں مومن
 آفات سے محفوظ و مصان ہوتا ہے اور ساری برائیاں اور بدیاں اوس سے مصروف
 ہوتی ہیں کما قال تعالیٰ لَنْصُرَكَ عَنْهُ السُّوءُ وَالْفَحْشَاءُ اِنَّهُ مِنْ عِبَادِنَا الْمُخْلَصِينَ
 اور یہ بندہ ہمراہ حفظ کے خرق حدود و شرعیہ سے ایسا ہو جاتا ہے کہ جیسے سارے
 کام اوس کو پھر کر دئے ہیں اور وہ ماذون اور مطلق ہے اباحت میں کہ جو کچھ کرے
 اور جو کچھ چاہے وہ سب موافق رضائے حق کے ہے اور سر پا خیر و مصلحت ہے
 اور جو قسمت و تقدیر پاس اوس کے آتی ہے وہ آفات و کدورات و تبعات سے دنیا و
 آخرت میں پاک صاف اور موافق ارادہ و رضا و فعل حق کے ہوتی ہے بالآخر
 اس سے کوئی حالت نہیں ہے اور یہ نہایت کار ہے اور یہ حالت ماحول سادات اولیاء
 کبار و مخلص اصحاب سارے ہوتی ہے یہ وہ لوگ ہیں کہ عقبہ احوال انبیاء علیہم
 السلام پر مطلع ہیں قول شخصیت و دوم بندہ اکثر یہ کہا کرتا ہے کہ فلان
 شخص مقرب عزت و حریت ہے اور میں دور و بعید ہوں لیکن لوگ فلان شخص کی
 عزت و حریت کرتے ہیں اور مجھ کو حقیر و فقیر جانتے ہیں اور فلان شخص کو ناز و نعمت
 دی گئی ہے اور میں محروم کہا گیا ہوں اور فلان کس تو نگہ نہایا گیا ہے اور میں درویش
 و محتاج ہوں اور فلان شخص تندرست رہتا ہے اور میں بیمار رہا کرتا ہوں اور

فلان کس منظم و بزرگ ہے اور میں خوار ہوں اور فلان شخص کی تعریف کیجاتی ہے
 اور میں مذموم ہوں اور فلان کس رشتہ کو ہے اور میں دروغ گو ٹھیرایا گیا ہوں پس
 بندہ نے یہ بخانا کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے اور واحد و حدایت محبت کو دوست رکھتا
 ہے اور اوسیکو چاہتا ہے جو محبت میں لگانا ہے اور سیکو شریک نہیں کرتا
 جب وہ اسکو بطریق غیر قریب کر لیا یعنی اپنی نعمت غیر کے ہاتھ سے دیا تو اسکی محبت
 ساتھ خدا کے ناقص ہو جائیگی اور پرانگندہ و منقسم ہوگی درمیان حق اور غیر کے
 اور اندر اسکے میل و دوستی اور شخص کی داخل ہوگی جسکے ہاتھ پر یہ صلت و نعمت
 ظاہر ہوئی ہے تب اللہ کی محبت اسکے دل میں گمٹ جائیگی اور اللہ پاک غیر شدہ
 ہے شریک کو دوست نہیں رکھتا ہے اسلئے غیر کے ہاتھوں کو اسکی مواصلت سے
 باز رکھتا ہے اور اسکی زبان کو اسکی حمد و ثناء سے اور اسکے پاؤں کو اسکی
 طرف آنے اور دوڑنے سے روکتا ہے تاکہ یہ بندہ خدا سے غافل ہو کر مشغول
 بغیر نہ تو نے یہ قول حضرت صلعم کا نہیں سنا جبلت القلوب علی حب من احسن
 الیہا و بغض من اساء الیہا سو اللہ تعالیٰ کو جان کرنے سے طرف اس شخص کے
 ہر وجہ سے روکتا ہے تاکہ شخص اللہ کو محبت میں لگانا و بے شرکت نہ سکے اور ہر
 وجہ سے اوسیکو چاہئے ظاہر و باطن اپنی ساری حرکات و سکنات میں اب یہ
 نہیں دیکھتا خیر مگر طرف سے اللہ کے اور نہ شر مگر اوکی جانب سے اور خلق و
 نفس ہوئی و ارادہ و منی سے فانی ہو چکا ہے بلکہ تمام اسو اسکی طرف یہ

کلام حق میں عامہ مردم کے ہے جو نظر و سائل پر رکھتے ہیں اور زبان و سود و منع و عطا
 طرف سے خلق کے دیکھتے ہیں اور جن لوگوں کی بصیرت سے وسائل کر گئے ہیں
 وہ سب چیزوں کو اللہ ہی کی طرف سے جانتے ہیں اور انکو کچھ زبان اسکا نہیں
 ہے اور نہ اونکی محبت میں کوئی نقصان آتا ہے بالکل بعد حصول اسمائے فنا کے
 ہر لوگوں کے ہاتھ طرف اس شخص کے ساتھ بسط و بذل و عطا کے کھل جاتے ہیں
 اور زبانیں اسکی حمد و ثنا کرنی لگتی ہیں اور اللہ اسکو دنیا میں بہر عیبی میں
 ناز و نعمت سے رکھتا ہے اب اسکو چاہیے کہ یہ بے ادبی نہ کرے اور حق تعالیٰ کا
 شاکہ نہ کرے کہ وہ اسکو دیا ہے اور مجھے نہیں دیا کہ اسکی مصلحت اسی
 ندینے میں ہے اور اگر یہ ادب کر گیا اور صابر رہ گیا اور محبت حق میں ممکن ہوگا تو
 اللہ اسکو اتنا دیگا کہ حد و حصر و احصار سے باہر ہوگا اب اسکو یہ چاہیے کہ اسکی
 طرف دیکھے یعنی برعایت حق و نگاہداشت ادب جو اسکی طرف دیکھتا ہے اور اس
 طرف متوجہ ہو جو اسکی طرف متوجہ ہے اور اسکو دوست رکھے جو اسکو دوست رکھتا
 ہے اور اسکو جواب دے جو اسکو بلاتا ہے اور اپنا ہاتھ اسکو دے جو اسکو گرنے
 سے روکتا ہے اور تارکیمائے جہل و نادانی سے باہر نکالتا ہے اور ہلاک ہونے
 سے رہائی بخشتا ہے اور پلیدی سے توفیق ایمان و عمل صالح شست و شو
 کرتا ہے اور اسکے نفس کو مزارعہ بودار سے خلاصی دیتا ہے اور قصد تباہ
 و فکر دی سے چھڑاتا ہے اور نفس بیکردار اور اقران گمراہ کنندہ اور شیاطین

اور ہوائے نفس اور دوستان جاہل و راہزنان طریق حق سے جو درمیان
 اسکے اور ہر شے گرا نمایہ و گران بہا سے ارحمہ کے حامل ہوتے ہیں رہائی بخشا
 ہے مگر اویس شے نفیس شہین عزیز سے سعادت و برکات دنیا و آخرت و حقائق ذات
 و صفات الہی ہیں کب تک یہ تقید بقید رسم و عادت اور کب تک یہ گرفتاری ساتھ
 خلق کے اور کب تک یہ پیروی ہوائے نفس کی اور کب تک یہ رغبت و گوی و سبکی
 اور کب تک یہ خواہش دنیا کی اور کب تک یہ خواہش آخرت کی اور کب تک توجہ جن
 ماسوائے مولیٰ کے ہر شے کی یہ بندہ خالق اشیاء و مکون ہر شے سے کمان و دوچار
 ہے ہوا اول و لا آخر و الظاهر الباطن اولیت باعتبار وجود کر ہے اور
 آخرت باعتبار وصول کے یا اول باعتبار ازلیت کی ہے اور آخر باعتبار بدت
 کی بحسب ذات ظاہر ہے حیثیت آثار سے اور باطن ہے جہت ذات یا پیدا ہے
 عقل پر اور پوشیدہ ہے جو اس پر سبکی بازگشت او کی طرف ہے والی سبب الممتنی
 سارے دل او کی قدرت و تصرف میں ہیں اور طمانیت ارواح کی اور آرام جانوں
 کے او کے ساتھ ہے الابد کما لا یطمن القلوب او سیکے لطف و کرم پر چڑنا
 بار کا ہے اور وہی معنی و منان ہے قول شخصت و سوم میں نے خواب
 میں دیکھا کہ گو یا میں یہ کہتا ہوں اے شرک کرنے والے ساتھ اپنے رب کے
 اپنے باطن میں اپنے نفس سے یعنی معنی متی و انانیت اور اے نسبت کرنے والے
 اپنے افعال کے بطریق استبداد و استقلال کے اور اے شرک کرنے والے لفظ

میں ساتھ خلق خدا کے یعنی ساتھ اضافت ضرر و نفع و خیر و شر کی طرف خلق کے اور جو
 ورجا رکھنے کی ایسے اور اے شرک کرنے والے اپنے عمل میں اپنے ارادے
 کہ جنہیں کہ تم و چنان کہ تم و چنان شود و چنان شود ایک شخص نے جو میرے پہلو میں
 تھا کہا کہ یہ کیا کلام ہے اور اس کے کیا معنی ہیں میں نے کہا یہ ایک نوع ہے معرفت
 کی یعنی ہدایت ناخت حق کا سلوک و تحصیل فنا اور موت ارادے پر ہے اور
 حاصل ہونا اسکا فنا نفس و خلق و ارادت پر یا مراد یہ ہے کہ صادر ہونا
 اس بات کا اور دریافت کرنا اسکا اور تہیہ کرنا اس پر ایک قسم ہے معرفت و حق و شناخت
 حقیقت کار کی قطع نظر اس کے حصول سے و اسد علم قول شکست و ہپام
 ایک دن مجھ پر کام تنگ ہوا میرے نفس نے اس حالت کے نیچے جنبش کی اور
 طالب آسائش و مخرج و کشاد کار ہو مجھ سے یہ بات کہی گئی کہ تو کیا چاہتا ہے میں
 کہا ایسا مرنا چاہتا ہوں جسکے بعد زندگانی نہ ہو اور ایسا جینا چاہتا ہوں جس میں
 مرنا نہ ہو جیسے کہا کہ بے لادہ کوئی موت ہے جس میں جیات نہ ہو اور وہ کوئی جیات ہے
 جس میں موت نہ ہو میں نے کہا کہ وہ مرگ جس میں زندگی نہ ہو مرنا اور فانی ہونا میرا ہے میرے
 جنس سے یعنی خلق سے میں انکو کسی زبان و سود میں نہ دیکھوں بلکہ سب امور
 تقدیر حق سے جائز و آدرنا و فانی ہونا میرا ہے میرے نفس ہی نفس و
 خواست و آرزو سے دنیا و آخرت میں یعنی دونوں جہان میں لذات و تمتعات کے
 کوئی تمنا پہلوئے نفس میں باقی نہ رہے اور میں ان سب چیزوں میں زندہ نہ ہوں

اور میری ہستی بشریت کی پائی نچائے تہی وہ حیات جس میں موت نہ ہو سوزندہ
 رہنا میرا ہے ساتھ فعل رتبے بغیر مزاحمت وجود ہستی میری کے کیونکہ فنا ہونا
 فعل رتبہ میں موجب شہود رتبہ کا ہے کہ کوئی حیات و راحت اسکو نہیں پہنچتی ہے
 اور اس میں مزایا یہی وجود میرا ہستی میری ہے ساتھ وجود رتبہ غرض کے
 کیونکہ یہ خودیست موت قلب کا وقت توجہ کرنے کے طرف غیر کے اور وقت مائل ہونے
 کے طرف ماسوا کے حاصل اس خواب کا فنا و بقا ہے کہ یہ حالت اعتراف و
 مقام ہے یہ خواہش میری گرا نیا ترین خواہشات تھی جو میں چاہی جسے
 کہ میں حقیقت کار کو سمجھا بوجھا نا پہچانا وقت بعض عافیت تھے کہا ہے اریدا
 عد ما لا وجود معہ یہ کنا یہ ہے فنا سے اور چونکہ بقا لازم فنا ہے اس لئے کہ
 حیات لا موت فیہ کا کیا اور بازید بظامی نے فرمایا تھا اریدان کا اریدا
 اسکے ہی میں قول شخصیت و پنجم یہ فغلی اور اظہار ہے رضا
 و کراہت ناپسندی کا رتبہ پر کیا ہے بسبب تاخیر احایات دعا کے بندہ کہتا ہے کہ
 مجھ پر سوال کرنا خلق سے حرام کیا ہے اور یہ بات واجب کی ہے کہ میں خدا سے
 سوال کروں اور میں خدا کو پکارتا ہوں لیکن وہ مجھ کو جواب نہیں دیتا یعنی میں سخت
 مشکل میں گرفتار ہوں کہ نہ پائے رفتن و نہ رو ماندن ۵

نہ تو چھوڑے ہی غیور نہ ٹھیرائیے | ہمتو قابو میں ہی لا کر اویں جا رہو گے

اسکا جواب یہ کہ اس بندے سے یہ کنا چاہیے کہ تو آزاد ہے یا غلام یعنی ان

دو حال سے خالی نہیں ہے اگر وہ یہ کہے کہ میں آزاد ہوں یعنی خود سر ہوں اور
 کسی قید و حکم میں نہیں ہوں تو وہ کافر ہے اور اگر کہے کہ میں بندہ و غلام اور حکم بردار
 پروردگار ہوں تو اس سے یہ کہنا چاہیے کہ کیا تو اپنے مالک و مولیٰ پر بابت تاخیر
 اجابت دعا کی تہمت رکھتا ہے یعنی نسبت جہل کی کرتا ہے کہ اوسنے بخانا یا نہ سنا
 یا نسبت نسیان کی کرتا ہے کہ سنا تو مگر بھل گیا یا یاد رکھا لکن بخل کیا یا جو ادو تو ہے
 لکن بے حکمت و بے مہر ہے کیا وہ اللہ تعالیٰ کی حکمت و حجت کرنے میں ساتھ
 اپنے اور باری خلق کے شک کرتا ہے اور اللہ کے عالم ہونے میں ساتھ احوال خلق
 کے شک ہے یا خدا پر تہمت نہیں رکھتا ہے سو اگر تہمت رکھنے والا اللہ پر نہیں ہے
 بلکہ اللہ کی حکمت و ارادت و مصلحت کا اپنے حق میں بابت تاخیر اجابت دعا کو مقرر
 ہے تو پھر اسکو یہ لازم ہے کہ وہ اللہ کا شکر بجالائے کہ اوسنے اس کے لئے وہ بات
 اختیار کی جو اسکے حق میں اصلاح و انفعالی اور موجب نعمت و دفع فساد تھی اور اگر اللہ
 پر تہمت لگاتا ہے بابت دیر ہونیکے قبول دعا میں اور اسکی حکمت و حجت میں شک
 کرتا ہے تو وہ بسبب اسل تمام کی نسبت خدا کے کافر ہے کیونکہ اس تہمت رکھنے
 کی وجہ سے نسبت کرنے والا ظالم ہے طرف خدا کے حالانکہ اللہ تعالیٰ اپنے بند پر
 ظلم نہیں کرتا ہے اور نہ ظلم کو قبول کرتا ہے بلکہ ظلم کا ہونا اس کے ہاتھ سے محال و
 غیر ممکن ہے کیونکہ وہ تو اس بندہ کی اور ہر چیز کا مالک حقیقی ہے اور مالک کو نہ چیتا ہے
 کہ اپنے ملک میں جبر طرح چاہے نقص کرے پس اللہ پر ناظلم کا نہیں بولا جاتا

ظالم تو وہ شخص ہوتا ہے جو غیر کی ملکین تصرف کرے بغیر اذن مالک کے اب اسکو
چاہیے کہ یہ اپنی جان پرستہ منہ بھلی خشم و غصہ کرنے کا اللہ تعالیٰ پر اس کے فعل میں
جو اس کے بارہ میں کیا ہے بند کرے اگرچہ وہ فعل مخالف اس کی طبیعت و شہوت نفس
کے ہو اور ظاہر میں اس کے لئے مفسدات و خلاف مصلحت ہو بلکہ اپنی جان پر شکر و صبر
و موافقت و رضا ترک سمح و تہمت و قیام کو ہمراہ رعونت نفس و رموائے نفس کے جو
راہ خدا سے گمراہ کرتی ہے لازم پکڑے اس میں تلمیح ہے طرٹ اس آیت کے و لا تتبع
الہوی فیضک عن سبیل اللہ اور ہمیشہ ملازم دوام دعا و صدق لجا و حسن ظن
بالرب و انتظار کشادہ کار اور تصدیق وعدہ کر دگار اور ملازم حیا و شرم استیصال اجابت
میں اور موافق امر کے رہے اور توحید کا نگہبان و پاسبان ہو اور بجا آوری فرمان و
حکم میں شتابی و جلدی کرے اور ارتکابیہ سے سست و قاعدہ ہو اور آپ کو وقت نزد
قدر و تقضا و فضل حق کے دربارہ خود مردہ جانے اور اگر کسی طرح بے تہمت رکھے اور
بدگمانی کرنے کی نہ بنے تو پھر نفس اس کا حکم کرنے والا ہے ساتھ بدی کے اور نافرمان
ہے حق عزوجل کا اور اولیٰ تر ہے ساتھ تہمت و سوء ظن کے ایسا بت ظلم کی اسی
نفس کی طرف کرنا چاہیے یہ بہتر ہے نسبت کرنے سے ظلم کی طرف مولیٰ کے نفس کے
ساتھ موافقت و موالات کرنے سے اور اس کے فعل و قول پر راضی رہنے سے جملہ
احوال میں حذر کرے ایسے کہ نفس خدا کا دشمن ہو اور اس شخص کا بھی دشمن ہے خدا کا
عدو اس لئے ہے کہ اس کے حکم کی مخالفت کرتا ہے اور اس کا عدو اس لئے ہے کہ اسکو

معاصی میں ڈالتا ہے جسکا انجام عذاب و بُعْد و سخط الہیہ ہے اور جو خدا کا دشمن ہے اور کایہ نفس دوست ہے وہ دشمن خدا کا اور خود اسکا کون ہے شیطان رحیم ہے یہ نفس اسی شیطان کا خلیفہ و جانشین ہے اور ابلیس کا جاسوس ہے اوسنے اسکو تفحص احوال مردم اور خبر رسائی خلق پر گماشتہ کر رکھا ہے اور دوست مخلص و صافی شیطان کا ہے اللہ اللہ ثَمَّ اللہ الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ الحمد للہ کہ اپنے نفس کو متم کرے ساتھ عداوت کے اگرچہ نصیحت و دوستی کے کیوں پیش نہ آئے

وخالف النفس والشيطان واعصهما ۵ وان هما محضات النصح فاتهم

اور نسبت ظلم کی طرف نفس ہی کے کرے اور اوس پر یہ آیت پڑ ہے مَا يَفْعَلُ اللَّهُ بِعَذَابِكُمْ اَنْ شَكَرْتُمْ وَاَنْتُمْ اَوْفِيْ قَوْلٍ سنائے ذلالت بما قد مت ایسا کیجہ وان اللہ لیس بظلام للعبید اور یہ کریمہ پڑ ہے ان اللہ کا لایظلم الناس شیئاً و لکن الناس انفسهم یظلمون اسکے سوا اور بہت آیات و اخبار میں جس سے تنزیہ و باری تعالیٰ کا جمیع انواع ظلم و ستم و جور سے ثابت ہے بلکہ لازم یہ ہے کہ اللہ کی طرف سے نفس کا خصم بنجائے اور ساتھ اس کے مجاہد کرے اور جنگ سے پیش آئے النفس و شیطان پر تلوار کھینچے اور خدا کے لشکر کا سپہ سالار بنکر نفس کو شکست دے کہ نفس سب دشمنوں سے زیادہ اور بڑا دشمن ہے اللہ کا اعدی عدو کہ نفسک التي بین جنیتک نفس ہرگز بغیر مانی کرنے اور سرکشی کرنے اور مخالفت اختیار کرنے سے باز نہیں آتا ہی مگر کمال قدرت حق سے بچلان شیطان کے کہ ذرا سے ذکر کرنے اور ایک بار اللہ

کہنے سے ہر گز جاتا ہے اور نفس اگر چہ ذکر سے اپنا برہ لیتا ہے لیکن یہ اختیار کرتا ہے
 اور خود غماز ہوتا ہے اللہ نے کوئی مخلوق نفس سے اعظم تر پیدا نہیں کی ہے یہاں تک کہ
 دعویٰ خدائی کا کرتا ہے بجز نفس کے کسی مخلوق نے کبھی یہ دعویٰ نہیں کیا اللہ تعالیٰ
 نے فرمایا ہے اے داؤد تو اپنے ہوائے نفس کو چھوڑ دے کیونکہ میرے ملک و سلطنت
 میں کوئی کٹاکش کرنے والا جو میرے ساتھ کٹاکشی کرے بجز ہوائے نفس کے نہیں ہے
 قرآن مجید میں بھی اسیکے موافق آیا ہے کہ داؤد علیہ السلام سے فرمایا تھا ولا تتبعہم
 فیضک عن سبیل اللہ اگرچہ انبیاء و رسل متابعت ہوا کی نہیں کرتے ہیں لیکن مقصود
 زجر و منع کرنا ہے گوگون کا اور تعریض ہے ساتھ انکے کہ حسنات کا لاہر اس سیئات
 المقربین اور یہ کہ وہ پیغمبروں کا ترک اولیٰ و افضل پر بلکہ خطرات پر ہی مامور و معاتب
 ہوتا ہے معذرت ادب یہ ہے کہ اگر مولیٰ تعالیٰ شائے انکو عتاب کرے یہ اوکی دگاہ عزت
 میں تواضع و خاکساری بجا لائیں ہر کوئی چاہیے کہ ہم اس امر میں دخل دین اور شرکت چاہیں
 مفتاح میں کہا ہے بعضے مردم کہ در بعضے محال آید انکے لاکھدی من اجبت خون

برین مستمند ضعیف چنان گران آید کہ گویا گستاخی در حضرت رسول بر روی مبارک او کرد
 باشند چرا انکے تھدی الی صلحہ مستقیم بخوانند نعوذ باللہ من سوء العذاب

انتہی قول شخصیت و ششم بندہ یہ بات کہے کہ میں اللہ سے دعا نہیں
 کرتا اگر میرا سوال میری قسمت میں ہوگا اور میرے لئے رکھا گیا ہی تو جلد بہک چکے گا
 میں خواہ مانگوں یا نہ مانگوں اور اگر وہ سوال مقوم میں نہیں ہے تو میرے مانگنے

بہر ہی مجھ کو نیک لگا بلکہ یہ چاہیے کہ جو کچھ بندہ چاہے اور جس کی طرف حاجت مند ہے خیر دنیا و آخرت سے اس سے بکا سوال اللہ سے کرے جب تک کہ اس سکت میں کوئی امر محرم و مفسد نہ ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ نے سوال کرنے کا حکم دیا ہے اور مانگنے پر غیب لائی ہے اور کہا ہے ادعونی استجب لکم اور فرمایا ہے و اسألوا اللہ من فضله اور حضرت نے فرمایا ہے اسألوا اللہ وانتم موقوفون بالاجابة اور فرمایا اسألوا اللہ ببطون الکفم اسکے سوا اور بہت اخبار آئے ہیں اور ترک سوال پر خصہ فرمایا ہے کہ من لم یسأل اللہ یغضب علیہ دعائیں ماثور و منون ہی ہے کہ ہاتھ اوٹھائے اور روز کرے اور ہتھیلیاں مقابل میں سینہ کے رکھے ۵

من ہمید غم کہ میخواستہ دلش	تا بود غوغا گیرد مندرش
سیکتم چندان فغان در حضرتش	تا فردو آید ز بالار حمتش
چہیست ادعونی کہ امست اسالوا	اگر نیخواستہ گدایان را غملو
آہ و گریہ بر درش چندان کنم	تا بخود آن غنچہ را خندان کنم

اور یہ نہ کہے کہ میں حق سے مانگتا ہوں اور وہ مجھے نہیں دیتا اب میں بار بار کہتا ہوں اور مانگ کر کیا کروں گا جبکہ کوئی دیتا ہی نہیں ہے بلکہ ہمیشہ دعائیں لگا رہے کہ کہ اگر وہ مسؤل اسکے مقصود میں ہوگا تو بعد اس سوال کے طرف اسکے بھیجا جائیگا اور حقیقت میں یہ سوال اوسے نے مفید کیا ہے اس موقع سوال سے ایمان و یقین و توحید کو افزایش ہوگی اور خلق سے مانگنا اور جمیع احوال میں طرف لوگوں کے

رجوع کرنا چھوٹ جائیگا اور ساری حاجتیں اللہ ہی کی طرف لائیگا اور اسی ذات پاک سے مانگے گا اصل مقصود و مطلوب دعائیں توبہ و اقبال کرنا ہی بندہ کا طرف جناب عزت و بلال حق کے اور شمول ہونا ہے ذکر و مناجات و قرب درگاہ میں یہ نہو کہ تمام مہمت مقصود حصول مدعا ہی پر ہے کہ اس طرح کی حالت میں محبت حق زیادہ ہوتی ہے اور اگر وہ سلت اسکی قسمت میں نہیں ہے تو اللہ تعالیٰ اسکو اس سوال سے بے نیازی بخشیدگا اور یہ فقیرین اللہ سے راضی رہیگا اور اللہ اسکو ساتھ فقر و مرض کے خوشنود کو لیکے گا کیونکہ اسکو مقام رضا حاصل ہوا جو کہ ارفع و اعلیٰ مقامات ہے اور اگر یہ دعا واسطے ادا سے قرض کے ہے اور قبول نہوئی تو منت الہی و تجربہ اہل معاملہ اس پر جاری ہے کہ اللہ تعالیٰ قرض خواہ کے دلوں کو وسط الیہ اور سختی و دشمنی تقاضا سے طرف رفق و تاخیر پھیل کرنے کے تا وقت میسر آئے قرض کے پیروں سے ہے یا وہ اپنے قرض کو ساقط کر دیتا ہے یا کم کر دیتا ہے پھر اگر یہ اسقاط و ترک و نقص ہی نہو اور دنیا میں کوئی اثر دعا کا بابت ان ہر سہ امور کے ظاہر نہو تو آخرت میں تو ضرور ہی اللہ اس قرضدار کو ثواب جمیل و اجر جزیل عوض عدم عطا و سوال کے دنیا میں بخشتا ہے اسلئے کہ اللہ کریم غنی رحیم ہے اپنے سائل کو دنیا و آخرت میں ہرگز ناہی نہ نام اور نہیں کرتا ہے غرض کہ کوئی نہ کوئی فائدہ و حاصل و عطا ضرور ملتا ہے خواہ عاجلاً اس جہان میں یا آجلاً اس جہان میں حدیث شریف میں آیا ہے ان المؤمن یری فی صحیفہ یوم القیامۃ حسنات لم یعملہا و لم یدر بہا فیقال لہ افرہا

فيقول ما عرفهاكم. این لی هذه فيقال له انها بدل مسئلتك التي سألتها في دار
 الدنيا یہ اسلئے کہ بندہ بسبب اعمال کرنے کے اللہ کا فکر و موجد ہوتا ہے اور شے
 کو اس کے موضع میں رکھتا ہے اور حق حقدار کو دیتا ہے اور اپنی قوت و حول سے
 بیزاری کرتا ہے اور تکبر و تعظیم و سنگ کو چھوڑ دیتا ہے اور یہ سب اعمال صالحہ ہیں
 جن کا ثواب نزدیکی اللہ کے ہے و لہذا حدیث میں دعا کو مخ عبادت فرمایا ہے
 اور قرآن میں کہا ہے ان الذین یستکبرون عن عبادتی سیدخلون جہنم
 داخرین مفتاح میں کہا ہے مرد و عبادت و رنج و دعاست چنانکہ سیاق آیہ دلالت
 دارد بران و این دلالت دارد بر تاکید و مبالغہ و استجابت دعا و حقوق و عید ترک
 آن و شک نیست کہ اگر بطریق استنکاف و استکبار بودہین حال دارد اما اگر بحجت
 تا دب مقام عزت و جلال تفویض و تسلیم علم و ارادت حضرت ذوالا فضل بود آن
 مقام سے دیگرست و این قوم را احوال اند گا ہے دعا کنند و گا ہے سکوت و رزق
 و گا ہے بغیر فیض و کنایت خواہند چنانکہ حق را بلطف و کرم وجود بتائید کہ این
 نیز نوعی از سوال است بزبان رمز و کنایت و گا ہے سکوت درین باب بالاتر از کلمہ
 نشیند و ہمہ آن از احوال و افعال انبیاء علیہم السلام منقول است و ہر کدام را وقتی
 ست و حلے کہ اقتضا سے آن کند اتقی قول شخصت و ہفتم بندہ جتنا
 اپنے نفس کو مشقت و کارزار و مجاہدت میں ڈالے گا اور او سپر غالب و حیر و دست
 ہوگا اور تیغ مخالفت سے او کو قتل کرے گا اور تنہا ہی اللہ تعالیٰ او کو زندگی و یکانی

حیات معنوی کہ عبارت ہے علم و معرفت ذات و صفات حق و دریافت حقیقت کا رستہ
اور کشاکشی کر گیا ساتھ اُسکے شہوات و لذات میں حرام ہوں یا مباح تہ اسلئے تاکہ وہ
بندہ طرف مجاہدت و مسابقت کے عود کرے اور اللہ اوسکے لئے ثواب و اہم و اجر
قائم لکھے یہی معنی اس قول کہین حجنا من الجہاد الا صغری الجہاد الا کبر مراد
اس جہاد کلاں سے مشقت میں ڈالنا نفس کا ہے بوجہ اوسکی دوام و استمرار کے
لذات و شہوات میں آور بسبب اوسکی انہماک کے معاصی میں ہی معنی ہیں اس قول
کے و اعبدا بک حتی یأتیک الیقین اللہ نے اپنے پیغمبر کو حکم عبادت کرنے کا
دیا وہ عبادت یہی مخالفت نفس ہے اسلئے کہ نفس سارے اقسام عبادت سے سرکشی
کرتا ہے اور ضد عبادت کا خواہن ہوتا ہے کیونکہ اوسکی شرت ہی زمین ہے اور
جہلت اوسکی طلب شہوات و لذات میں جسی ہے اور عبادت اسکی ضد ہے یقین سے
مرا و موت ہے یعنی عبادت و مخالفت نفس و مجاہدت زمان مرگ کرنا چاہئے کوئی کہہ کہ حضرت
صلعم کا نفس کس طرح عبادت سے سرکشی کر سکتا ہے حالانکہ اکیو بالکل ہوا نفس نہ تھی
قال تعالی و ما یطق عن الہوی ان ہوا لا وحی یوحی تو جواب اسکا یہ ہے کہ
یہ خطاب اللہ پاک نے اپنے پیغمبر کو اسلئے کیا ہے تاکہ حکم شرع کو مقرر فرمائے اور
برقرار کرے اور یہ حکم درمیان آپ کی امت کے تا قیام ساعت عام رہے یعنی اگر چہ ظاہر
میں یہ خطاب حضرت کو ہے مگر حقیقت میں مخاطب امت ہے اسکے سوا اللہ نے اپنی
نبی کو نفس و ہوی پر قوت و توانائی بخشی تھی تاکہ یہ دونوں کو پہ نقصان و کوئہ پہنچائے

اور طرف مجاہدہ کے محتاج نہ کریں برخلاف امت کہ اپنی نفس و ہوا غالب ہے کہ اگر یہ مجاہدہ نہ کریں اور درپے او کی قلع و قمع کے نہوں تو انکو زیان پہنچے جب بندہ مومن مجاہدہ نفس پر ہدایت و ہمیشگی کرتا ہے یہاں تک کہ او کو موت آئے اور اپنے رب سے جا ملے ساتھ شمشیر برہنہ آلودہ خون نفس و ہوا کے تو اللہ تعالیٰ او کو جنت جبرک واسطے اسکے ضامن ہوا تم اعطا کرتا ہے لقولہ تعالیٰ و اما من خاف مقامہ ربہ و کھلی النفس عن اللہوی فان الجنة فی المادیٰ ہر جب او کو جنت میں داخل کرے گا تو جنت او کا گھر اور جاے آرام و بازگشت ہوگا اور وہاں سے جگہ بدلنے سے امن میں رہے گا اور کسی دوسری جگہ میں سوائے بہشت کے نقل نہ کرے گا اور نیلین پہر آنے کی آرزو نہ کرے گا ہر دن ہر دم او کے لئے انواع نعیم تازہ بتازہ نو بنو میا ہوا کیسے اور ہر وقت وہ نئے نئے لباس و زیور سے آراستہ ہوا کرے گا جسکی کچھ نہایت و غایت و تہمتی نہیں ہے حطرح کہ او نے دنیا میں ہر دن ہر دم ہر لمحہ مجاہدہ نفس و ہوی کو تازہ کیا تھا رہے کافر و منافق و عاصی سو انہوں نے دنیا میں مجاہدہ نفس و ہوا کا ترک کر دیا تھا او نفس و ہوا کے پیرو ہو کر شیطان کے موافق ہو گئے تھے اور انواع معاصی و ذنوب و آثام و جرائم کے ساتھ بلکہ کفر و شرک کے ساتھ اور اعمال قبیحہ اور اخلاق ذمیمہ کے ساتھ مختلط و مغزج تھے یہاں تک کہ انکو موت آگئی نہ اسلام ملا اور نہ انہوں نے توبہ کی سو انکو اللہ تعالیٰ اس آگ میں داخل کرے گا جو واسطے کفار کے طیار کر رکھی ہے اور

فرمایا ہے واقفوا النار التي أعدت للکافرين اور اس آگ میں گنہگاروں کو بھی لٹکے
 لکن ہمیشہ اوس میں نہ کہیں گے پس جب اللہ انکو داخل دوزخ کر گیا تو یہ دوزخ انکا ٹھکانا
 اور جاسے بازگشت اور انکے مان ٹھیر گئی یعنی جس طرح بازگشت طفل کی طرف مان کے
 ہوتی ہے اس طرح کفار و عاصیوں کی بازگشت طرف آتش ہنم کے ہوگی اللہم
 اجزنا من النار وہ آگ انکے گوشت و پوست کو جلا دیگی اور دوسرا گوشت و پوست
 انکو سوائے اگلی جلد و لحم کے دیا جاوے گا کما قال تعالیٰ کما نصیحت جلودهم
 بدلناهم جلودا غیرہا یہ اسلئے کہ عذاب تازہ و الم جدید حکمیں یہ کام اللہ تعالیٰ
 انکے ساتھ کر گیا جس طرح کہ انہوں نے اپنے نفس دہوا کے ساتھ سازداری و
 موافقت کی تھی دنیا میں واسطے ارتکاب معاصی کے ہر دن ہر ساعت ایک دوسرے
 رنگ اور لباس میں شہوت رانی کرتے تھے اور عمدیش و کامرانی کو تازگی و جدت
 بخشتے تھے غرض کہ ان کو ہر وقت گوشت و پوست تازہ ملا کر گیا تاکہ عذاب و بلا کے
 تازہ انکو پہنچتی رہے اور اہل جنت کے لئے ہر وقت نعیم جدید میا کی جائیگی تاکہ
 انکی شہوات و لذات و چند بلکہ چند و چند زیادہ ہوتی رہیں سبب اس تازگی تازہ
 نعمت و رحمت نعمت کا یہی مجاہدہ نفس و موافقت نفس ہے دنیا میں جزاء
 وفاقا اور یہی معنی ہیں اس قول کے الدینا فلاحا لآخرۃ یعنی دنیا کشت زار
 آخرت ہے جو کہ پس جبکہ زمین گے وہی اس جگہ درو کرینگے ۵

از مکافات عمل غافل مشو

گندم از گندم بید و بید جو جو

قول شخصیت و تقدر اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کے سوال کو پورا کرتا ہے
 اور اس کا مطلوب اوسکو دیتا ہے تو اس سے کچھ ارادہ حق کا پارہ نہیں ہوتا اور
 نہ وہ چیز جس کے ساتھ قلم تقدیر خشک ہو چکی ہے اور علم نے سبقت کی ہے اوس میں کچھ
 فتور و انحرام آتا ہے بلکہ اس کا سوال مراد رب کے ساتھ موافق ہوتا ہے جو وقت
 کہ حق نے واسطے اس سوال کے مقرر کر دیا ہے اوس وقت اجابت حاصل ہوتی
 ہے اور وقت مقدر میں وہ کام جو سابقہ ازل میں ٹھہر چکا ہے ہو جاتا ہے بسبب
 اسکے کہ وقت تقدیر کا برابر آگیا جس طرح کہ اہل علم نے اس آیت میں کہا ہے
 کل یوم ہوفشان کہ یسوق المقادیر الی المواعیت و بندے کا سوال کرنا
 اوس وقت میں ہی مقدر رہتا اور تقدیر جاری ہو چکی تھی کہ فلان وقت بندہ فلان
 درخواست کر لے گا اور اوسکی درخواست پر وہ چیز اوس وقت میں واقع ہوگی اور
 اگر فرضاً بندہ وقوع اوس کا دوسرے وقت میں چاہے تو سرگراں اوس وقت دیگر میں واقع
 نہوگی و لکن سوال بندے کا اوس وقت میں مقدر رہتا اور اگر اجابت نہوئی تو سوال
 مقدر تہا نہ مسئول مگر تقدیر میں یہ بات ٹھہر چکی تھی کہ کوئی چیز مثل مسئول کے
 دنیا میں اوسکو دی جائیگی یا ثواب آخرت میں یا کوئی بلا مثل اسکے دور کر دی جائیگی
 غرض کہ سوال درگاہ حق میں ضائع و مردود نہیں ہوتا ہے اور کوئی چیز دائر تقدیر
 و ارادت حق سے خارج نہیں ہے یہی معنی ہیں اس قول بعض اہل علم کے کہ ارادت
 تابع مراد اور علم تابع معلوم ہوتا ہے اور کرمیہ بحوالہ اللہ ما یشاء و یشیت بھی باعتبار

اوقات حدوث و وقوع کے ہے اور آیہ مایدال لقول لدی باعتبار علم و ارا بت
 کے سب سوائے کسی شخص کو کوئی چیز دنیا میں مجر و اوکی دعا پر نہیں دیتا ہے ہی
 طرح کوئی شے نرمی او سکے مانگنے سے در نہیں کرتا ہے اور وہ جو حدیث میں
 لا یورد القضاء الا الدعاء آیا ہے سو مراد اس سے یہ ہے کہ رو نہیں کرتی قضا کو
 مگر وہی دعا جسکے بارہ میں یہ حکم ہو چکا ہے کہ وہ قضا اس دعا سے رد کیا جائیگی
 اور یہ قضا سعلق ہے اس سے ثابت ہوا کہ قضا اور دقتنا میں کچھ منافات نہیں
 ہے اور اکثر امور عالم میں جو سعلق و مربوط ہیں ساتھ اسباب شر و ط کے قضا ہی
 طر ت پر ہوتی ہے بخلاف قضا سے بہرہ کہ وہ کسی چیز پر موقوف و سعلق نہیں ہے
 اور دعا کرنا دہان بیفائدہ ہوتا ہے و لہذا دعا کرنا امر منسوخ عنہ میں ممنوع ہے
 جیسے ضمان رزق و ارسال رسل و قیام ساعت و دخول مونیہ بہشت میں
 اور دخول کفار نار میں و نحو ہا انتہی اور سبطر کہ سب کام قضا سے آتی ہی ہوتے
 ہیں اور دعا کہ نفل بندہ ہے او سکوی ہی اس کام میں دخل ہے اور یہ دخل ہی قضا
 آتی ہے اسبطر یہ حکم ہے کہ کوئی آخرت میں دخل جنت اپنے عمل سے نہوگا بلکہ
 اللہ کی رحمت سے لکن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو جنت میں درجات دیگا بقدر انکے
 اعمال کے حدیث عائشہ میں آیا ہے کہ عائشہ نے حضرت سوال کیا کہ کیا کوئی جنت
 میں اپنے عمل سے جائیگا فرمایا نہیں بلکہ اللہ کی رحمت سے جائیگا عائشہ نے کہا تم
 ہی نہیں کہتا میں ہی نہیں مگر یہ کہ ڈانپ لے مجھ کو اللہ اپنی رحمت میں اور اپنا

ہاتھ سر پر رکھا یعنی واسطے تعظیم و قبول مراۃ کی جس طرح کہتے ہیں بالاسم العین

منکہ باشم کہ بران خاطر طر گزرم | لطفنا میکنی اے خاکدست تاج سرم

داخل نہونا بہشت میں عمل سے اسلئے ہے کہ اللہ عزوجل پر کسی کا کوئی حق نہیں ہے بسبب گنتی ہونے نعمتوں کے اور بندوں کے اعمال و افعال قدرت و توفیق

حق سے ہوتے ہیں اور اللہ کو لازم نہیں ہے کہ عہد کو وفا کرے کیونکہ وہ بالذات

غنی ہے اور اسکی درگاہ لاابالی ہے اسنے اپنی فضل و کرم سے واسطے بندوں

کے صفائے چند چیزوں کا کر لیا ہے جیسے دنیا میں رزق دینا اور آخرت میں ثواب

عطا کرنا لکن یہ کچھ اوسپر واجب نہیں ہے اگر ایسا نہ کرے تو کوئی اعتراض لازم

نہیں آتا ہے ۵

کردگار آن کند کہ خود خواہد | حکم بر کردگار نتوان کرد

اللہ جو چاہتا ہے سو کرتا ہے جسے چاہے عذاب کرے جسے چاہے بخشے جسے چاہے

کرے جسے چاہے نعمت دے فقال لما یرید لا یسأل عما یفعل وہم لیسألون کسیکو

نہیں پہنچتا کہ یوں کہے کہ چون کردی و چرا کردی کیونکہ حجت اسکی ربوبیت کی

نہایت استوار و قوی ہے جسکو چاہتا ہے اپنے فضل و رحمت و منت سے رزق

بحساب دیتا اور جسکو چاہتا ہے اپنے عدل سے باز رکھتا ہے یعنی دونوں

جہان میں بندوں کا ظلم و تصور ادا سے حق ربوبیت میں اسقدر ہے کہ اگر عدل

و حساب پر آئے تو تمام عباد و عذاب و نکال کے مستحق ہوں اور حق عبودیت اسقدر

کہ ظاہر و باطن میں اگر تمام وجود موجود اپنے کو صرف شکر گزار ہی نعمت مائے باری تعالیٰ
 کرین تو ایک دم اوکی خدمت سے باز زمین اور ایک لمحہ اوکی یاد سے غافل ہون
 یہ اسکا فضل و کرم ہے کہ وہ درگزر کرتا ہے اور پکڑتا نہیں اور یہ بات کس طرح ہو
 کہ ساری خلق فراز عرش سے تا خاک مناک کہ زمین بہتیم ہے سب اوکی ملک
 و صنع ہے اوکی کاریگری و ساختہ و پرداختہ ہے بجز اس کے کوئی مالک بندوں کا
 اور ساری کائنات کا نہیں ہے آور نہ سوا او کے کوئی پیدا کرنے والا خلق کا ہی
 قال اللہ تعالیٰ هل من خالق غیر اللہ اور فرمایا ا لہ مع اللہ اور فرمایا هل
 تعلم لہ سمیاء مفتاح میں کہا ہے از غرائب قدرت الہی عرشانہ و عظم ربانہ
 کہ یہ سچکی این نام نہاد ہندہ تا آنکہ مشرکان بتان خود را الہ میگفتند اما اللہ نگفتند
 و فرعون انا ربکم گفت و انا اللہ نگفت و بعض از اہل عرفان و توحید نیز ازین عالم
 دم زدند اما یہی کہی انا اللہ نگفت از بہت ظہور سلطان احدیت و برہان الوہیت
 کہ اصلاً البتاش و مبارکہ دران گنجائش ندارد اور فرمایا ہے قل للہم مالک الملک
 لوتی الملک من تشاء و تنزع الملک من تشاء و تعز من تشاء و تذلل من تشاء ^{بیشاد} یٰٰ ایدہ الخیر
 ان اللہ علی کل شیء قدیر الی قولہ و ترزق من تشاء بغير حساب قول شخصت و ہم
 بندہ کو چاہیے کہ اللہ عز و جل سے کوئی چیز نہ مانگے سو آمرزش گناہان گزشتہ
 کے اور سوا انکا ہر اشت کے گناہوں سے ایام آئندہ میں جوا و سکون لا حق ہو تے ہیں
 اور توفیق حسن طاعت اور بجا آوری حکم کی اور باز رہنے کے نبی سے اور راضی

رہنے کے ساتھ قضا سے تلخ کے کہ مخالف نفس و طبیعت ہو اور صبر کرنے کی
 بلا ہاے سخت پر اور شکر بجالانے کے خیریل نعماء و عطا پر تہ پر ہینچنا خاتمہ خیر کو کہ عبادت
 ہے ایمان پر مرنے اور جاننے سے ساتھ انبیاء و صدیقین و شہداء و صالحین کے اور یہ
 بہت اچھو رفیق و ہمراہ و ہم سفر ہیں اور سوال نکرے حصول دنیا اور کشف ضرر و بلا
 کا کہ یہ ابتلا و دور ہو کر غنا و عافیت و تو نگری و تندرستی ہاتھ آئی بلکہ طالبِ خدا
 کا ہو اس چیز پر جو مقسوم ہے اور جسکی تدبیر کر دی ہے اگرچہ فقر و بلا ہو اور یہ
 سوال کرے کہ ہمیشہ اسکو اس حالت و مقام پر نگاہ رکھے جہاں کہ اسکو کھڑا کیا اور
 اتارا اور مبتلا کیا ہے یہاں تک کہ حق اسکو اس حالت سے طرہ دوسری حالت
 کے نقل کر لیجائے جو بر خلاف حالت اولی کے ہے پس اپنے اختیار و تدبیر سے قصد
 نکلنے کا حالت راہنہ موجودہ سے نکرے اور اپنے لئے کوئی بند و بست اپنی طرف سے
 نہ سوچے کیونکہ اسے کیا معلوم ہے کہ اسکی بہتری و خیریت کس حالت میں ان
 دو حالتوں میں سے ہے محتاجی و درویشی میں یا تو نگری و آسودگی میں اور بلا
 میں ہے یا عافیت میں اللہ نے اس سے علمِ اشیاء کا لپیٹ رکھا ہے یہ کسی
 شے کی صلاح و فساد کو نہیں جانتا اور وہ خود یگانہ و یکتا ہے ساتھ مصالح و مفاسد
 اشیاء کے عمر بن خطاب کہتے تھے لا ابالی علی حال اصبح علی ما اکملہ و علما
 احب لانی لا احادی الخیر لایمما یعنی مجھکو کچھ اس بات کی پروا نہیں ہے کہ میں
 کس حال پر صبح کروں گا امر مکروہ یا محبوب پر کیونکہ میں نہیں جانتا کہ خیر ان میں سے

کس میں سے یہ بات غم سے سبب حسن رضا کے ساتھ تدبیر خدا کے اور طمانیتہ کے اختیار و قضا الہی پر فرمائی ہے قال تعالیٰ کتب علیکم اقلال وھو کہ لکم و عسی ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم و عسی ان تحبوا شیئاً وھو شر لکم واللہ اعلم و انتم لا تعلمون شیخ ابوطالب نے اس آیت کی تفسیر میں کہا ہے کہ بندہ فقر و گنہامی و مصیبت کو مکروہ و ناخوش رکھتا ہے حالانکہ یہ بہتر ہے واسطے اس کے آخرت میں اور اسکی ضد پر غنا و شہرت و مال و عافیت کو دوست رکھتا ہے اور ہو سکتا ہے کہ یہ اس کے لئے برا ہو بحسب انجام و مال و عاقبت کار کے پس جو کچھ طرف سے حق کے بندے کو پہنچے وہ نعمت ہے ہر چیز و دوست میرے دوست بنے کہ چاہیئے کہ اسی حال طاعت و عبادت و صبر و شکر و رضا و تسلیم و ترک تدبیر و اختیار پر ہے یہاں تک کہ اسکی خواہش دور ہو و نفس شکستہ ہو کر ذلیل و خوار و نرم درام و زبوں ہو جائے اور اوامر و نواہی حق کی مخالفت نہ کرے پھر اپنے ارادہ و آرزو سے زایل ہو اور سارے تعلقات کائنات دل سے باہر نکلی جائیں اور دل میں سوا اللہ کے کوئی شے باقی نہ رہے اور دل اللہ کی محبت سے بہرہ جاتی اور ارادہ طلب حق کا درست و راست آف صدق ارادت یہ کہ کوئی چیز اعراض و عوارض دنیا و آخرت سے گرد نہ رہے اور اخلاص حقیقی ظاہر ہو بعض نے کہا ہے حقیقت طلب کی یہ سبب کہ اگر سارے عقلاً متفق ہو کر یہ حکم کریں کہ یہ مطلوب محال ہے اور ہرگز میسر نہ ہوگا اور اس مدعا تک پہنچنا

ممکن نہیں ہے تب بھی انکی گفتگو پر راجحہ سے باز نہ رہے پس اگر یہ حال ہی تو طلب ہے
 ورنہ نرمی ہوس ہے غرضکہ جب بندہ کا حال اس طرح پر ہوتا ہے تو پھر اللہ کے امر و
 حکم سے ارادہ کو طرف او سکے طلب کرنے میں کسی خط کے بوجھ حظوظ دنیاوی ہو یا
 اخروی ہمیر دیتے ہیں اور وہ اس دم اللہ سے سائل و طالب اوس خط کا ہوتا ہے
 واسطے امتثال امر کے اور موافق حق کے ہو جاتا ہے اگر اللہ اوسکو وہ خط عطا کرتا ہے
 تو یہ بندہ اوسکا شکر بجالاتا ہے اور ساتھ اوس نصیب کے متکسب ہوتا ہے اور اگر
 عطا نہیں کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پر شکیں نہیں ہوتا اور نہ دلیں اور پستغیر و خفا ہوتا ہے
 اور نہ اوپر تہمت بخل وغیرہ کی لگاتا ہے یہ اسلئے کہ یہ بندہ طالب اوس خط کا براہ ہوا
 نفس و خواہش خود نہوا تھا بلکہ تھی دل تھا اہل ارادہ سے اور خواہش اوس خط کی
 نہ کرتا تھا یہ سوال ادسنے محض واسطے سجاوری حکم کے کیا تھا والسلام یعنی سلامتی
 ہو فرما برداران حق پراور اوپر جو کہ اپنی ہوا و ارادہ سے خارج ہیں ف قیام فیما
 اقام اللہ لیک مقام ہے کہ بندہ کو اوس میں کھڑا ہونا واجب ہے اور یہ شرط ہے کہ اپنی
 ہوا و ارادہ سے اوس مقام سے نکلنا نہ چاہئے بلکہ تناصر کرے کہ خود حق تھا
 اوسکو اوس مقام سے باہر لائے اور نشان حق کے قائم کرنے کا بندہ کو کسی کام میں
 یہ ہے کہ حقوق و آداب اوس کام کے جو شرع میں آئی ہیں نہ چوڑے بلکہ موافق
 مرضی حق کے رہے جب حقوق شرع میں اخلال و اہمال ہو تو جان لے کہ قیام
 اوس مقام میں مرضی حق نہیں ہے اور اس صورت میں بامحق ارادہ نکلنے کا اوس کام سے

کرے معذرا مضطرب نہو اور دعویٰ اپنے حول و قوت کا اور استبداد و استناد
 طرف اپنی قدرت کے نگرے اور توکل و تفویض کو ہاتھ سے نہ لے و **بِاللہ العو**
قول ہفتاد و م بندہ سے اس کے اعمال میں خود بینی و عجب کرنا بہلا کلب چما سکو
 ہوتا ہے کہ اپنے نفس کو دیکھ اور خوشیشتن میں ہوا اور اپنے عمل پر عیوض چاہتا
 حالانکہ سارے اعمال اس کے اللہ کی توفیق و تفسیر و عون و قوت و ارادت و فضل
 سے ہوتے ہیں ہر اکپو اور اپنے عمل کو دیکھنا کیا ۵

دواند رز فرمود بر روی آب
 دگر آنکہ برخیز بر بین مباحش

مرا پیر وانا سے مرشد شہاب
 یکی آنکہ برخیز خود بین مباحش

اور اگر عمل اس کا ترک معصیت تو یہ اللہ تعالیٰ کی نگاہداشت و نگہبانی اور حیرت ہے
 واسطے اس بندہ کے آب یہ بندہ اس عصمت و حفظ کے شکر سے کہاں جایگا او
 اس نعمت کا جو اس کو دی ہے اعتراف کیونکر کیا ف طریق ازالہ عجب کا یہی
 پہچاننا نعمت کا طرف سے حق کے اور رؤیت سنت کے اور شکر سبحاننا نعمت پر ہے
 تاکہ نفس و رطخ و دینی میں نگرے سویہ کیا حماقت و سبکی و نادانی ہے جو اس کو معجب
 بناتی ہے کیا یہ غیر کی شجاعت و بہادری و سخاوت و بذل مال پر عجب کرتا ہے یعنی
 جب سارے عمل اللہ کی توفیق سے تھیرے تو پھر اپنے اڑنا کیا جب کہ یہ بندہ کسی
 اپنے دشمن کو قتل نہیں کر سکتا ہے مگر بعد مدد ہی کسی دوسرے شجاع کے جو اس کے
 دشمن کو زخمی کرے پھر یہ اس کا کام تمام کرے اور اگر وہ شجاع اس کا معاون نہوتا

تو خود شیخخص بجائے اوس دشمن کے خاک پر پڑا ہوتا اور ہلاک ہو جاتا اسی طرح جبکہ
یہ اپنا بعض مال صرف و بدل نہیں کر سکتا ہے مگر بعد ضامن ہونے کسی شیخخص جو
امانت دار کے جوار کے لئے اوس مال کے عوض کا ضامن ہو اور اگر وہ یہ بات نہ کہتا
کہ میں بدل اس مال کا دوں گا اور اسکو بھی طمع اوسکے وعدہ میں نہوتی جسکا وہ ضامن
ہوا ہے تو یہ ایک کوٹری خرچ نکرتا تو اب کس طرح شیخص ایسی صورتوں میں نرے
اپنے فعل پر عجب کرتا اور اترتا ہے یعنی جو کام اس نے کام سے بنا اور وجود میں آیا
ہے اوسکے اسباب آلات خدا نے بنائے ہیں اور اوس کام کی توفیق و تیسیر اور
اوس عمل کا پیدا کرنا سب قدرت الہی سے ہوا ہے پھر یہ کس بات پر ناز کرتا ہے
یہ تو حقیقت میں مستعمل ہے نہ عامل جو چیز طر سے اس بندہ کے ہے وہ مقصد و
حرکت ہے جسکو فعل و کسب کہتے ہیں لکن مبادی اس فعل کے سب طرف سے حق
کے ہیں جس میں کچھ بھی اختیار بندہ کا نہیں ہے بنا علی ہذا حسن حال بندہ کا یہ ہے
کہ معین کا شکر بجالائے اور ہمیشہ اوسکی حمد و ثنا کرے اور اس فعل کو اوس کی طرف
منسوب کرے اس لئے کہ توفیق فعل مذکور کی اوس نے دی ہے اور سب احوال
میں اسی حال پر ہے مگر بدی اور گناہ کرنے اور نیکو پیش کرنے میں کسی کام کے
کہ اسکی اضافت بندہ اپنی طرف کرے اور اپنے نفس کو ظالم دے ادب و مستہم
تیسیرائے کہ یہی لائق و سزاوارتر ہے کیونکہ نفس جائے باش ہر بدی ہے اور
ہر بدی و کار سخت و دشوار کا حکم کیا کرتا ہے اگرچہ اللہ تعالیٰ خالق ہے اسکا اور

اسکا فعال و کسب کا پس یہ بندہ کا سبب اور اللہ خالق ہے بندہ فاعل ہوا
 اور خدا خالق بعض علماء باللہ نے کہا ہے کہ قدرت آتی ہے اور بندہ کے فعل
 کو پیدا کرتی ہے اور اس بغیر چارہ نہیں ہے و تحقیق اس کلام کی یہ ہے
 کہ آدمی میں ایک صفت ہے جو ایک جانب کو دو جانب فعل و ترک سے ترجیح دیتی
 ہے اگر وہ چیز موافق و ملائم شہوت و طبع آدمی کے ہے تو جانب فعل کو ترجیح دیتی
 ہے اور اگر ملائم نہیں ہے تو جانب ترک کو ترجیح دیتی ہے یہی معنی ہیں اختیار کے
 آدمی ہی مراد ہے کسب اور پروردگار عالم نے ہر چیز کے لئے ایک سبب بنایا ہے
 جیسے آگ کو واسطے جلانے کے اور پانی کو واسطے تر کرنے کے اور افعال کے
 پیدا کرنے کا سبب آدمی کے قصد کو مقرر کیا ہے جب وہ قصد فعل یا ترک کا کرتا
 ہے تو اللہ اس فعل کو پیدا کر دیتا ہے غرض کہ سب کچھ طرف سے خدا کے ہی محبت
 خالقیت کے اور طرف سے بندہ کے ہے محبت کا سمیت کے لکن ادب یہ ہے کہ جانب
 خیر میں محبت خالقیت کو ملحوظ و منظور رکھے اور شر میں حیثیت کا سمیت کا اعتبار
 کرے اللہ فرماتا ہے کہ یٰٰمَنْ یُّؤْمِنُ فَرِّغْ مِنْ دَعْوَائِهِ لَعَلَّہٗ یُخَالِفَ
 مِنْ حَسَنَةِ فَمَنْ اللّٰہُ مَا اَصَابَتْ مِنْ سَیِّئَةٍ فَمِنْ نَفْسٍ یَّعْنٰی یُوْنِیْسَ کَلِمَہٗ کہ حسنہ
 طرف سے اللہ کے ہے اور بدی طرف سے میر نفس کے الخیار کہ بیداریت
 والشر لیس الیک یعنی نیکی تیری جانب سے ہے اور بدی بھی اگرچہ تیری ہی پیدا
 کی ہوئی ہے لکن اس کی نسبت طرف تیرے کرنا ہے اپنی ہی نیز خلق شر نہیں ہے

اسلئے کہ اوسکے پائے جانے میں حکمتیں و مصلحتیں ہیں شر فعل شر ہے غرضکہ آدمی
 کو اپنے افعال میں دخل ہے اگرچہ حقیقت اس دخل کی نہیں کہلتی کہ کیفیت اوسکی
 کیا ہے ازوئے نیست ابالی اوہم نیست قولہ تعالیٰ واللہ خلقکم وما لکم لون
 مثبت ہر دو امر ہے یعنی اثبات خلق واسطے خالق کے کرتا ہے اور نیز نسبت
 عمل کی طرف آدمیوں کے اسلئے و دونوں کا اعتقاد کرے اور دریافت حقیقت کو
 خدا پر چھوڑے اسبطرح حضرت کا قول مثبت ہر دو امر ہے یعنی خلق و کسب صحابہ
 نے کہا تھا کہ جب حکم قضا و قدر دربارہ دخول جنت و دوزخ ہو چکا ہے تو پھر عمل کرنا
 کسلئے ہے اور یہ سارا کن کن کیوں ہے فرمایا اعملوا و قاروا و سدوا یعنی تم تو
 عمل کئے جاؤ اور راست و درست رہو اور سید ہی چال چلو کہ ہر سیکو وہی بات
 آسان کی ہے اور اوسے عمل کی توفیق دی ہے جسکے لئے وہ شخص پیدا کیا گیا ہے
 فکل میسما خلق لہ اہل سعادت عمل سعادت کے لئی اور اہل شقاوت عمل شقاوت
 کے لئے بنائے گئے ہیں یعنی وقوع تقدیر انہی کا حق میں بندوں کے بروجہ تدبیر
 و ربوبیت کے ہے یہ کچھہ ابطال تکلیف کا حق میں عبودیت کے نہیں کرتا ہے
 اور خود تکلیف حکم قضا و قدر ہے اور اللہ نے اوہیں حکمتیں رکھی ہیں ایک حکمت
 یہی ہے کہ جو قضاے سعادت و شقاوت بطون غیب میں ہے اوسکو طاعت و
 ومعصیت عباد سے ظاہر کرے بالجملہ قضا و قدر کو کچھہ منافات ساتھ امر و نہی کے نہیں
 ہے ثواب و عقاب سب اللہ کی ملک ہے مالک اپنے ملک میں جس طرح تصرف کرے

وہ ظلم نہیں ہوتا ہے قول ہفتاد و یکم بندہ دو حال سے خالی ہو گیا مرید ہو گا
یا مراد ہو گا مرید کہتے ہیں طالب قرب الہی کو اس کا ایک نام مخلص بکسر لام ہے
کہ جہد و اجتہاد و ریاضت سے درگاہ حق میں نزدیک کی جاتا ہے مراد کہتے ہیں مجتہد
و مطلوب حضرت حق کو اس کو مخلص بفتح لام بولتے ہیں کہ مخصوص ہے بعنایت
حق اور جذب و کشش سے اس جانب کے اس جانب کو پہنچنا ہے غ
گر کہشتم ذہب طرب و گر کہشی نہیں شرف و بہر تقدیر بار شدت و نعمت کا اوٹھانا اور
کینچنا چاہیے اور سامنے سے بلا و آفت کے نہ ہانکے کیونکہ اگر شیخص مرید ہے تو
بار واری کیا گیا ہے ہر بار گران و سخت کا تحمل ہر اس لئے کہ طالب ہے اور طالب پر شقت
ڈالی جاتی ہے ع ہر کس طلب گار شداد و در بدر افتاد و اور رنج و ماندگی کینچنے والا
ہوتا ہے بیان تک کہ اپنے مطلوب تک نہینچے اور کامیاب محبوب اور مد رک مرام
ہو مثل سار میں آیا ہے بلوغ الکمال فی سکو بک لہوال یعنی مطلب کو وہی پہنچنا
ہے جو مول و دہشت میں پڑتا ہے اب اکونہ چاہیو کہ جو بلا اسپر نازل ہو اس سے
گریز کرے خواہ وہ بلا ذات میں ہو یا مال میں یا اہل و ولد میں بیان تک کہ وہ
بوجہ اس سے گرا دیا جائے اور وہ ثقل و در ہو اور الم اوٹھایا جائے اور رنج
و خواری زائل ہو اور پر وہ سارے زوائل و ناکی و فو و مانگی و یریم و چرک ظاہر
و باطن اورستی و خواری اور بیماری و درد و رنج اور حاجتمندی سے طر ف خلق
و ہر بات کے محفوظ و معصون ہو آرزو مرہ محبوبین باناز و نعمت و مرادین باغرت و

دولت میں داخل ہوا اور اگر شخص مراد ہی تو بہر حق پرہمت نر کے انزال ملاؤ آفت
 میں اور یہ گمان نکرے کہ مرادیت و محبوبیت منافی محنت و بلا ہے اور اپنی منزلت
 و قدر میں نزدیک حق کے شک نہ لائے اسلئے کہ اللہ تعالیٰ کہی اوسکو اس لئے
 مبتلا کرتا ہے کہ اوسکو مرتبہ ارجاں تک پہنچا دے اور اوسکی منزلت کو منازل اولیاء و
 ابدال تک بلند کرے مراد ابدال سے وہ لوگ ہیں جو اپنے ہوائے نفس مستی
 سے فانی ہو گئے ہیں اور خواہش و نکی خواہش حق کے ساتھ بدل گئی ہے
 کیا یہ دردیہ چاہتا ہے کہ اسکا مرتبہ مرتبہ اولیاء سے اور اسکا درجہ درجہ ابدال سے
 گمٹ جائے اور اسکے خلعت و انوار و نعیم اوسکے لباس نوازش و روشنی ایمان
 و معرفت و ناز و نعمت سے کم ہوں سوا گریہ اس کمی و سستی پایہ پر خور سنا یعنی محبت
 جہل و حکم نفس و طبیعت و نادانستگی انجام کار کی تو حق تعالیٰ واسطے اوسکے اسحات
 پر راضی نہیں ہے یعنی محبت کمال رحمت و تمام عنایت و محبت کے جو ساتھ اسکے
 رکھتا ہے اور سبب علم کے جو ساتھ اسکے حال و مال کے ہے قال تعالیٰ واللہ
 ليعلم و انتم لا تعلمون یعنی اللہ پاک کو ہر خیر و شر کی خبر ہے بندہ کیا جانے
 وہ تو کبھی خیر کو شر اور شر کو خیر اعتقاد کرتا ہے غرض کہ حق تعالیٰ واسطے اس کے
 وہ چیز اختیار کرتا ہے جو دنیا میں اعلیٰ و اتسی و ارفع و اصلح ہوتی ہے اور آخرت
 میں بھی اور یہ اوس سے انکار کرتا ہے و یہ چاروں لفظ ایک معنی کے ہیں اور
 الفاظ مترادف اس کتاب شریف میں بہت آئے ہیں مقصود اس سے تاکید ہے

یا ہر ایک لفظ کا تعلق ایک چیز دیگر سے ہے اور معمول ہے کسی مرعنا رد گیر پر اور
 اسی جگہ سے اس ترجمہ میں ہی الفاظ مترادف بہت لائے گئے ہیں انتہی کوئی
 کہے کہ ابتلا و مراد کی باوجود اس تقسیم و بیان کے کیونکر درست ہو سکتی ہے حالانکہ
 ابتلا و واسطے محب کے ہوتی ہے کہ محنت و بلا و شدت و صعوبت لایق اور کے
 حال کے ہی تاکہ وہ مہذب و مؤدب و مرتب ہو جائے اور ناز پروردہ تو مہذب ہے
 تو اس مثال کا جواب یہ ہے کہ پہلے ہم نے ذکر امر اغلب و بیشتر کیا ہے جو کثیر الوقوع
 ہے اور دوسری بار ہم نے حکایت از ناورد ممکن کی بیان کی ہے جو قلیل الوقوع
 ہے اس میں کسی کا خلاف نہیں ہے کہ حضرت سید المرسلین سید المہموبین سے
 معہذا سب لوگوں میں از روئے بلا کے سخت تھے تا آنکہ فرمایا ہے لَقَدْ خَفْتُ
 فِي اللَّهِ مَا لَا يَخَافُ أَحَدٌ وَلَقَدْ أَدْرَيْتُ فِي اللَّهِ مَا لَا يُوْذِ أَحَدٌ يَعْنِي مِّنْ رَّاهِ خَدَّيْنِ
 اِتِّدَارًا يَأْتِيَا كَمَا كَوْنِي أَوْ تَنَانَةً دُرَيَّا نَهْ سَيَا كَمَا يَهْ بَاتِ مَعْلُومٌ هُوَ كَمَا مَشْكُونِ
 وَمَنَافِقِينَ لِّكُوْنِي كَسْرَ أَفْ كِيْ جَسْ وَخَرَجَ قَتْلَ وَاهْلَاكٍ مِّنْ بَاقِي نَهْ جَبُونِ
 تَنِي نَهْ جَبُونِ شَرِيْفَ طَبِيعَتِهِ نَازَكَ كَثْرَتَهُ لَاجِرْمِ اِيْذَا وَازَرَكَ اَثَرَ أَفْ بَرَزَ يَادِهِ بَرَزَ تَاهَتَا

نازک بدنی کش ز گل آزار شود	از باد محسوس سنبلش افکار شود
بنگ چو رسد بپای سنبلش کہ راہ	از دست ستمگران ہزار خار شود

حضرت کو جب قدر صفا ظہار دین و ایمان و طلب توحید و حرم پرستی اوس قدر کفر و شرک
 کفار سے زیادہ ایذا پاتے تھے جب بعد فوت ابوطالب و خدیجہ کے اذیت رسائی

کفار کے حق میں حضرت کی مضاعف ہو گئی اور آپ مکہ سے طرف طائف کے تشریف فرما ہوئے تاکہ انہیں تقیف کی دعوت کریں تو طرف ہی اہل طائف کے کوئی مسامتہ و موافقت ظاہر نہ ہوئی بلکہ انہوں نے اپنی غلامیوں اور احمقوں کو بھڑکادیا اور انہوں نے حضرت کو گالیوں دین اور پتھروں سے پامی مبارک خون آلودہ ہو گئے ع بلا سے درد مندان از درد دیوار سے آید ۛ زید بن حارثہ آپ کے ہمراہ تھے وقت شکر زہی کے سپر بنگئے تمام سر دیا اور کھجور ح ہو گیا اور جو کچھ ذات شریفین بلا و محنت فقر و فاقہ پہنچتی تھی وہ بیان سے زیادہ چنانچہ فرمایا ہے ولقد اتی علی ثلاثون مریعہ و لیلۃ و مالنا طعام لاشی یواسیہ ابطل بلال اور فرمایا انا معاشر الانبیاء اشد الناس بلاء ثم الا مثل فالا مثل اور فرمایا انا اعمکم باللہ و اشدکم منه خوفاً حقیقت میں خوف و ہیبت معرفت اڈتا ہے کیونکہ صفات حق لا ابالی و لا یسال ہیں اور ہرگز یہ خوف باوجود مواعید صدق کے دل سے نہیں نکلتا

کرشمہ ہائے توازیس کہ ہمت رنگ انیرا | نہ اشقی تو داند کسے نہ جنگ ترا

اب معلوم ہو گیا کہ محبوب بارگاہ و مراد درگاہ کو کس طرح بتلاے بلایا کرتے ہیں اور ناز پروردہ کو کیونکر ڈراتے تاتے ہیں یہ ابتلا و تجویف اسی لئے ہوتی ہے کہ جنت میں وہ منازل عالیہ کو پہنچ جائے کیونکہ منازل جنت کی بلندی نہیں ہوتی ہے مگر انہیں اعمال دنیا سے جب قدر دنیا میں عمل زیادہ ہوگا اتنا ہی آخرت میں

درجہ بیشتر و بلند تر ہوگا اور بقدر عمل صاف و پاک ہونگے اور تنہی ہی مدایج بزرگ و پاکیزہ ہاتھ آئینگے اللہ نیا مزہ عکلاخرۃ اور اعمال انبیاء و اولیاء کے بعد بجالائے اور اوامر اور باز رہنے کے نواہی سے یہی راضی رہنا اور صبر و موافقت کرنا ساقی حق کے حالت بلا و آزمائش میں ہے اور حقیقت میں یہ صفات ہی واجب ہیں جیسے کہ نماز روزہ و دیگر واجبات فرض ہیں کیونکہ ان سب کا امر کیا ہے اور ان کے ترک پر وعید آئی ہے اور یہی سنی ہیں وجوب و فرضیت کے لیکن اس جگہ مراد اوامر و نواہی سے اعمال جو ارجح کے ہیں اور یہ افعال قلوب ہیں بہر سنت الہی یوں جاری ہے کہ وہ براہ فضل و کرم نامنتا ہی اوس بلا کو جو مراء پر پہنچی تھی دور کر دیتا ہے اور پیر لگاتا رہا و کونو نعیم فضل میں تا بقادر ابد الابد باقی رکھتا ہے ۵

دوشم کر مش داد نویدی کہ معالی	غافل نیم از حال تو عنناک نباشی
-------------------------------	--------------------------------

قول مفتاد و دوم جو لوگ منجملہ اہل دین و عبادت کے بازار دن میں جاتے ہیں اور ٹکٹا انکا واسطے ادا سے اوامر خدا کے ہوتا ہے جیسے نماز جمعہ و جماعات اور قضاء حوائج جو انکو پیش آتے ہیں یہ لوگ کئی قسم پر ہیں ایک وہ لوگ ہیں کہ جب بازار میں گسے اور وہاں انواع لذات و شہوات دیکھے تو اوس میں گرفتار ہو سے اور وہ شہوت و لذت اور انکے دلیں آویختہ ہو گئی ۵

بدل اگر نخلہ انچہ در نظر گرزد	خوشا روانی عمر کے کہ در سمر گرزد
-------------------------------	----------------------------------

وہ اوس کے فتنہ و آزمائش میں پھنس جاتے ہیں اور انکی عقل جاتی رہتی ہے

یہ سب اونکے ہلاک کا ہوتا ہے دین و عبادت کو چھوڑ کر موافقت طبع و اتباع ہوا
 میں لگ جاتے ہیں مگر یہ کہ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنی رحمت و لگا ہواشت سے کرے
 اور انکو اولن شہوات و لذات سے صبر دے کہ وہ اس موافقت طبع و اتباع
 ہوا سے سلامت رہیں دوسرے وہ لوگ ہیں کہ جب ان شہوات و لذات کو دیکھتے
 ہیں اور قریب ہوتا ہے کہ ہلاک ہو جاوے تو اپنی عقل کی طرف رجوع کر کے بزور
 صبر و تکلف کرتے ہیں اور تلخی ترک شہوات و لذات کو پی جاتے ہیں ایسا شخص
 مجاہد ہوتا ہے اللہ اسکی مدد اس کے نفس طبع و ہوا و شہوت پر کرتا ہے اور اسکو
 لئے ثواب جزیل و اجر جمیل آخرت میں لکھتا ہے حسب طرح بعض احادیث میں آیا ہے
 کہ یکتب للمومن بترک شہوة عندا العجز عنہا وعندا القلة علیہا سبعون حسنة
 او كما قال یہ لکھنا حسنة کا وقت قدرت کے تو خود ظاہر ہے اور نزدیک عجز کے
 کمال فضل و رحم اسکا ہے نیز نفرت قلبی اور عدم تعلق ساتھ اس سیئہ کو باقی
 ہوتا ہے اگرچہ اسکو وجود میں نہیں لاسکتا ظاہر یہ ہے کہ لفظ شہوت اس جگہ
 شامل مباحات ہے کہ اگر اس مباح کو بہت تقرب و زہد کے دنیا میں ترک
 کر گیا تو ثواب و درجہ پایگا اور اصل مسئلہ کتاب میں مراد یہی شہوات مباحہ ہیں
 تیسرے وہ لوگ ہیں جو مناول و متلبس ہوتے ہیں ساتھ اولن شہوات و لذات
 کے اور جو اللہ کا فضل و انعام پاس اونکے ہے سعت دنیا و مال سے اس کے
 ذریعہ سے انکو حاصل کرتے ہیں اور اس شہوت و سعت پر اللہ کے شاکر ہیں

چوتھے وہ لوگ ہیں کہ نہ وہ ابن شہوات و لذات کو دیکھیں اور نہ اونکا شعور انکو
 ہو یہ وہ لوگ ہیں کہ ماسوا اللہ سے اندھے ہیں اور غیر حق کو نہیں دیکھتے اور
 ماسوا سے بہرے ہیں غیر کی کچھ نہیں سنتے وہ نظر کرنے سے طرف غیر محبوب کے
 مشغول ہیں اور غیر کی خواہش نہیں رکھتے تو ایسا شخص ہر چیز سے حسین اہل
 عالم گرفتار ہیں کنارہ کش ہوتا ہے وہ جب بازار میں جائے اور کوئی اوس سے
 پوچھے کہ تو نے بازار میں کیا دیکھا تو وہ کہتا ہے کہ میں نے کچھ نہیں دیکھا حالانکہ اوس
 بہت چیزیں دیکھیں ہیں لیکن چشم سر سے نہ چشم دل سے اور اوسکی نگاہ اول اشیا
 پر ناگمان یکایک پڑی ہے نہ شہوت سے یہ نظر صورت ہی نہ معنی اور نظر ظاہر ہی
 نہ نظر باطن ظاہر میں تو اوسکو دیکھا جو بازار میں تھا اور دل سے وہ ناظر طرف اپنے
 رب کے تھا کبھی صفات جلالیہ قہر یہ کو دیکھتا تھا اور کبھی صفات جمالیہ لطیفہ کو
 پانچویں وہ لوگ ہیں کہ جب بازار میں داخل ہوتے ہیں اونکا دل فعل حق سے
 بہر آتا ہے براہ رحمت و مہربانی و شفقت کے اہل سوق پر یہ رحمت اوسکو دیکھنے
 سے اوس چیز کے جو پاس اہل بازار کے اور سامنے اوسکے ہے مشغول کر دیتی
 ہے ایسا شخص بازار میں جانے کے وقت سے تا باہر آنے کے بازار سے دعا
 و استغفار و شفاعت اہل سوق و شفقت و رحمت میں ہوتا ہے اوسکا دل انکو
 لئے اور اپر چلتا ہے کیونکہ انکو بیع و تجارت و حساب کتاب معاملہ دنیا میں
 مشغول پاتا ہے اور ذکر حق و تضرع و تہجد سے واسطے حق کے بازار ہی والا دیکھتا

غالب حال اہل سوق کا یہی ہے اور وجود ایسے لوگوں کا جسکے حق میں یہ فرمایا ہے کہ
 لا تعلمہم تجارتہ ولا بیعہ عن ذکر اللہ نادر ہے اور وجہ اس ذکر کی بازار میں
 کہ لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ لا ملک ولہ الحمد یحییٰ و یمیت دھو علی
 کل شیء قد یہی بیان کی ہے کہ گویا خس و خاشاک تفرقہ و ظلمت کو جا رب نے کرو
 نور توحید سے دور کرتا ہے بہر حال ایسے شخص کی آنکھ آنسو بہاتی ہے اور زبان
 اوسکی ثنا و حمد خدا میں مشغول ہوتی ہے کہ اللہ نے اہل سوق کو کیا کچھ اپنا فضل
 و انعام عطا کیا ہے اس شخص کو شجہٴ بلا و عبادت کہتے ہیں یعنی وہ حق کا گماشتہ ہر
 بندون اور شہرون پر واسطے کفایت مہمات اور اصلاح حال مردم کے اور مرد
 اول اگرچہ ساتھ ذکر حق کے فریضہ اور شہود حق میں مستغرق ہے اور مقام جمع میں
 ساکن لیکن تربیت و ہدایت خلق سے غائب ہے اور یہ شخص ممکن اور صاحب فرق
 بعد اجمع ہے بلکہ خلیفہ حق اور نائب رسول ہے اور اگر کسی کا جی چاہے تو اس
 شخص کا نام عارف و بدل و زاہد و عالم و عین و ید یا غیب و بد یا محبوب و مراد
 یا نائب خدا زمین میں اوسکی عباد و بلا و پیر اور سفیر و جہند و ہادی و راہنما و مرشد کہے
 لیکن ایسا آدمی کبریت احمر ہے یعنی حکم گو گوگرد و سرخ کار کہتا ہے کہ نہایت کمیاب و
 عزیز الوجود ہے اگر ایک ذرہ اوسکا تانبہ پر کندین تو وہ طلا ہو جائے اور بڑی
 عقیق ہوتی یہ نام ہے ایک جانور کا جو ابلق ہوتا ہے سیاہ و سفید اور فارسی میں
 اوسکو عکہ کہتے ہیں اور اوسکا نام عقیق اسلئے ہوا ہے کہ اوسکی آواز مشابہت

کے ہوتی ہے اور اسکا انڈا کیا ہے، رضوان اللہ و صلواتہ علیہ و علی
 کل مومن مرید اللہ و صلای انشاء المقام قول بنتا و وسوم اللہ تعالیٰ
 کہی اپنے ولی کو کشتی شخص کے عیوب و کذب و دعویٰ و شرک انحال و اقوال پر
 مطلع کر دیتا ہے اور اسکی خمیر و نیت پر آگاہی بنتا ہے وہ ولی اللہ بوجہ اپنے
 رب و رسول و دین کے اس شخص پر غیرت کرتا ہے اور اس کے باطن میں سخت
 نشہ پیدا ہوتا ہے پہرا و سکا اثر ظاہر میں پڑتا ہے حکایت ایک شخص سے
 ایک طفل مزہ کے پاس حضرت شیخ کے آیا تھا سیرت صلحا پر نہ تھا پوچھا تو کون
 ہے اور یہ لڑکا تیرا کون ہوتا ہے کہا میں باپ ہوں اور یہ بتاتا ہے اور واقع
 میں ایسا نہ تھا حضرت شیخ کو غصہ آیا فرمایا تمہارا کام میرے ساتھ یہاں تک پہنچا
 کہ میرے سامنے جھوٹ بولتے ہو اور خلاف واقع کہتے ہو جب غصہ زیادہ ہوا
 شہر میں آگ لگ گئی شہر جلنے لگا لوگ دوڑے اور عذر کیا تب غصہ تھا ۵

مساز چشم یہ سرخ ترکہ من غضب | کہ آتش زہ در مردمان چہ سرت این

باجملہ وہ مرد ولی اللہ اس غصہ میں اس شخص کذاب ابطال سے حاضر و غائباً
 یہ بات کہتا ہے کہ باوجود ان علتوں اور دروہا سے باطن کے کس طرح دعویٰ
 سلامت کا ہو سکتا ہے اور ہمراہ شرک کے کیونکہ دعویٰ کو حیدر و برت تیر سکتا ہے حالہ
 شرک ایک کفر ہے جو بندہ کو قرب خدا سے دور کرتا ہے اگر چہ خفی ہو اور یہ شرک
 صفت ہے دشمن خدا ابلیس لعین کی اور وصف ہے اہل نفاق کا جیسے لئے حکم

درک اسفل نار کا قطعاً ہو چکا ہے آوردہ ہمیشہ دوزخ میں رہینگے اوسدم اوس
 ولی کی زبان پر ذکر اوس شخص کے عیوب و افعال خبیثہ اور بے شرمی کا بابت
 اون اپنے چوڑے دعویٰ اور احوال صدیقین اور فراحت کے ساتھ اون
 لوگوں کے جو قدر و فعل حق میں فانی ہو چکے ہیں اور مرد حق ٹھیرے ہیں جاری
 ہوتا ہے اوریہ جاری ہونا کبھی تو بردہ غیرت اللہ عزوجل ہوتا ہے اور کبھی برہ
 انکار اور کبھی بطریق موعظت کے اور کبھی بطریق غلبہ و سطوت و متکبر اقتدا
 کے ساتھ فعل خدا کے اور اس ولی کی طرف بسبب ذکر عیوب و وقاحت اوس
 کذاب کے نسبت غیبت کے کیجاتی ہے کہتے ہیں کیا ولی ہی غیبت کرتا ہے
 حالانکہ وہ اور دن کو غیبت کرنے سے مانع ہے یا ذکر کسی غائب حاضر کا ایسے
 امر کی بابت کرتا ہے جو خواص و عوام پر ظاہر نہیں ہوا ہے غرضکہ لوگ اوس پر
 اعتراض و انکار کرتے ہیں اوریہ انکار اونکے حق میں مصداق اس آیت کریمہ کا
 نہ ہو جاتا ہے واثمما اکذب من نفعہما سو ظاہر میں تو یہ انکار ہوا اور باطن میں
 رب کو خفا کیا اور اوس پر معترض ہوا کیونکہ اس ولی نے انکار اوس مدعی پر واسطے
 غیرت حق کے کیا تھا اور مقصود اوس سے نصیحت مسلمین اور تقویت ایمان تھی جس پر راجع
 اہل حدیث روایت پر جرح کرتے ہیں اور حقیقت حال پر مطلع ہیں اس صریح میں
 منکر ولی حیران رہ جاتا ہے یعنی باعتبار تعارض باطن و ظاہر کے اوس کا فرض
 یہ ہے کہ وہ سکوت و تسلیم اختیار کرے اور شرع میں واسطے ماوس کے کوئی ہمت نہ

جو انکی پیدا کرے نہ یہ کہ رب پر معترض ہو اور جس ولی نے اوس مدعی منفردی
 کذاب پطعن کی ہے اوپر اعتراض کرے اور کہی یہ ذکر کرنا ولی کا قبائح مدعی کو
 بہ سبب باز رہنے اور توبہ کرنے اوس مدعی کا اور باعث اس کے رجوع کرنے کا
 جمل و حیرت ہوتا ہے اور یہ اوس ولی کا ایک جہاد کرنا ہے دین خدا میں اور نفع
 پہچانا ہے اوس مغرور کو جو اپنے غرور و رعوت میں ہلاک ہو رہا واللہ ہی ہی
 من یشاء الی صراط مستقیم و اس کلام میں اشارہ ہے طرف غموش و خفا
 اس مسئلہ کے کہ یہ جگہ بغرض اقام و سلسلہ کی فہام کی ہے اور تہذیب اس بات پر اہل تحقیق
 و ارباب حوال کی افعال و اقوال پر انکار کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ توقف و سکوت
 و تسلیم اختیار کرے اور ظاہر شریعت و انکو مطابقت دے کیونکہ انکی نیات و مقاصد
 نظر عوام سے نہان ہیں اگرچہ اتباع اسکا قبل ظہور شریعت و موافقت و مطابقت
 دین کے جائز نہیں ہے بالجمہ اس جگہ بطریق توسط بھی تسلیم ہو اسلئے مسئلہ مفتاح میں
 کہا ہے این کلام را تحقیق سے کہ در رسالہ مرجع البحرین تفصیل گفتہ شدہ است
 فی طلب شدہ قول ہفتاد و چہارم عقلند کو چاہیئے کہ پہلے اپنی ذات کی
 حال میں نظر کرے اور اپنی ترکیب جو بدن میں متاثر ہو کہ ہر عضو اپنی جگہ میں
 کس طرح بیٹھا ہے اور ایک کام کیلئے مقرر ہوا ہو اور نقصان جگہ سے غریب و بصلحت
 عجیب ہے ہر ساری مخلوقات و سیدات و کائنات میں نظر و قائل فرمائے اور اس نظر و
 تامل سے وجود خالق و مدبر و مکون پر دلیل پکڑے کیونکہ صنعت میں دلالت ہوتی ہے

صانع پر اور وجود مقدرات استوار و متین میں نشانی ہے فاعل حکیم پر اور حکمت
مستلزم ہے جمیع صفات کو جیسے حیات و علم و قدرت و ارادت و نحوہ کیونکہ ساری
اشیاء صنع حکیم و قدرت قیومیت حی قیوم سے موجود ہیں یہی بات ابن عباس
رضی اللہ عنہ فی تفسیر آیۃ و سخر لکم ما فی السموات و ما فی الارض جمیعاً میں کہی ہے
کہ فی کل شیء اسم من اسمائہ و اسم کل شیء من اسمہ یعنی ہر چیز پر منظر ہے
ایک نام خدا کی اور ہر نام مبداً و تعین ہے ہر چیز کا ع ہر چہ بنی بدن کہ منظر اوست
اور نام و نشان ہر چیز کا ایک اثر ہے اللہ پاک کے نام کا پس بندہ درمیان
اسماء و صفات و افعال خدا کے ہے باطن و پنهان ہے قدرت حق میں جو کہ
مرتبہ اسکان و ماہیت ہے اوظاہر و آشکار ہے اوکی حکمت میں جو کہ مرتبہ فعل و وجود ہے
اور اللہ تعالیٰ اپنی صفات سے ظاہر اور اپنی ذات سے باطن ہے اوسنے اپنی ذات
کو صفات میں پوشیدہ کیا ہے صفت پردہ ہے ذات کا اور ادراک ذات کا
بے صفت کے ممکن نہیں ہے بلکہ مدرک بھی صفت ہے اور ذات کہ مبہم ہے
بطور ابہام کے ضمن صفت میں منظور و مشہود ہے مثلاً قاور وہ ہے کہ اوسکو قدرت
ہے اور عالم وہ ہے کہ اوسکو علم ہے و کذا اور صفات کو افعال میں پنهان کیا ہے
یہ افعال پردہ ہیں صفات کے اور صفات افعال سے مکشوف ہوتے ہیں
جس طرح کہ ذات صفات سے مشہود ہوتی ہے اور علم کو ارادہ سے کہولہ ہے
کیونکہ اوسکا علم مخفی ہے کسیکو اوسپر اطلاع نہیں ہے جب اوسنے کسی چیز کا

ارادہ کیا اور وہ شے وجود میں آئی تو اب منکشف ہو گئی اور ارادہ کو حرکات سے
 ظاہر کیا ہے کہ عبارت ہے افعال عباد و جنبش مخلوقات سے کیونکہ ارادہ ہی معلوم
 نہیں ہوتا ہے مگر افعال سے کہ جب عباد و کچھ کرت ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ارادہ حق
 کا یہ تھا یا مگر حرکات سے ان سب کا وجود و حدوث ہو لینے قوت سے فعل میں آنا اور یہ
 معنی شامل تر ہیں اور اپنی صنع یعنی کام کو اور صنعت یعنی کام کرنے کو چھپایا ہے
 اور صنعت کو ارادہ سے ظاہر کیا ہے کیونکہ علت وجود افعال کی یہی ارادہ ہے
 اور حق تعالیٰ اپنی غیب ذات میں باطن ہے اور اپنی حکمت و قدرت میں ظاہر
 ہے لیس کمثلہ شئی وهو السميع البصير ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس کلام
 بلاغت نظام فصاحت الیتام میں اسرار معرفت کو ظاہر کیا ہے ایسی بات ظاہر
 نہیں ہوتی ہے مگر اوس فالوس سے حسین چراغ روشن ہوا اشارہ ہے طرف
 اس آیت شریفہ کے اللہ نور السموات والارض مثل نوره مشکوٰۃ فیہا مصباح
 یہ تمثیل ہے ظہور نور حق کی مومن کے دل میں شان ابن عباس کی یہ ہے کہ حضرت
 صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے دست عصمت کو اونکے واسطے اٹھا کر دعا و زاری و
 نضرع کیا اور یہ نہ بایا کہ اللہم فقہہ فی الدین وعلمہ التأویل مراد تاویل
 سے تفسیر ہے اللہ تعالیٰ انکی برکات ہو بھی دے اور ہمارا حشر انہیں صحابہ
 کے زمرے میں کرے حکایت ایک دن ایک قاری نے مجلس حضرت شیخ عین
 ایک آیت پڑھی اوسکی تفسیر بیان فرمانے لگے ایک وجہ کہی پھر دوسری یہاں تک

کہ گیارہ وجوہ بیان کئے یہاں تک تو علم حاضرین مجلس کا ہمراہ تھا پھر اور وجوہ بیان کرنا شروع کئے چالیس وجوہ تک افادہ کیا ہر وجہ کی ایک سند متصل بہم پہنچائی اور ہر وجہ پر ایک دلیل قائم کی اور ہر دلیل کی ایک تفصیل ذکر کی جس سے حاضرین محض تعجب و حیرت میں ہو گئے پھر کہا ماضی اتصال و رجعتا الی الحال لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ جو قوت یہ کلمہ طیبہ زبان حق ترجمان حضرت شیخ سے نکلا حاضرین کے دل میں ایک شورش و اضطراب پیدا ہوا کیڑے پہاڑ کر جھل کر چلے گئے ۵

سخن کر دل بردن آید بلما در و گدرا | سخنمائے زبانی جملہ برباد ہوا اگر دود

میں کہتا ہوں شیخ الاسلام ابن تیمیہؒ نے ایک سورہٴ اقصا کا وعظ مثل سورہٴ خلاص یا کوثر کے بلا تکثیر لفظ و معنی کے چہ ماہ تک کہا تھا اور تاثیر و عطا بعض علماء و سخنین دہلی معلوم ہے کہ ایک بار کی وعظ سننے میں جوق جوق مردم شرک و بدعت کتاب ہو جاتے تھے واللہ یختص برحمتہ من یشاء قول ہفتاد و پنج شے شخص میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے اور اس کی فرمانبرداری کرنے اور ظاہر شرع کی لازم پکڑنے اور سلامت سینہ و سخا نفس و لباشا وجہ اور بذل عطا اور گفت ادنی و تحمل آزار و درویشی و حفظ حرامات شرع و حسن آمیزش کے ساتھ برادران دینی کے اور نصیحت کرنے کی اصماغ کو اور ترک کرنے خصوصیت کے ساتھ رفقاء کے اور لازم پکڑنے ایتار کے یعنی اپنے حق کو پیچھے ڈالنا اور برادر مسلمان کے حق کو مقدم کرنا ف یہ ایتار حقوق دنیا میں ہوتا ہے نہ طاعت و قربات میں ہی راجح ہے

پہر وصیت کرتا ہوں میں تجھ کو دور رہنے کی ذخیرہ کرنے سے مال کے اور ترک
 صحبت و دوستی کے اس شخص سے جو طبقہ سالکین اور گروہ طالبین حق میں
 نہیں ہے اور مدد کرنیکی امر دین و دنیا میں اور حقیقت درویشی کی یہ ہے کہ محتاج
 نہ ہو تو طرف اس شخص کے جو مثل تیرے ہے یعنی کسی مخلوق کی طرف احتیاج
 نہ لیجا کہ سب آدمی خدا کے محتاج ہیں وہ فقر حقیقی جو لایق فخر کے ہے فقر
 الی اللہ ہی اور حقیقت تو نگری کی یہ ہے کہ بے نیاز ہو تو اس سے جو مثل تیرے
 ہے یعنی نیاز مند مخلوق مت بن کہ اصل غنا خدا باللہ ہے یعنی ماسوا اللہ سے
 بے نیاز ہو یہاں تک کہ اعمال و طاعات سے بھی یعنی اپنی ہی اعتماد و بہرہ و سائبر کہ او
 نصوف کہ عبارت ہے تہذیب خلاق و تزکیہ نفس و ترک التفات لبوس ماسوا اللہ
 و تقرب و وصول الی حضرة اللہ سے کچھ قیل و قال و گفتگو علم سے اخذ نہیں
 کیا گیا ہے و لکن وہ ماخوذ ہو کر سنگی و قطع مالوفات و مستحبات سے اور ابتدا
 لمر فقیر کی جو طلب حق میں آیا ہے ساتھ علم کے بلکہ ابتدا و سکی نرمی و مہربانی و
 انسانی و مہاسط و اعراض و مسامحت سے کہ کیونکہ ابتدا و صحبت میں علم و سکو
 جشی کر دیا اور نرمی و الفت و سکو مانوس بنائیگی وہ تو بعد صحبت کے بتدریج تکلف
 خود ہی اسطرح آجائیگا اور تصوف کی بنیاد آئندہ خصلت پر استخاے ابراہیم علیہ
 سلام و رضا سے اسحق و قسیر یوب و اشارہ ذکر یا یعنی مناجات و بندگی خفی
 عرض شکستہ عالی خود و غربت یحییٰ یعنی دوری و تنہائی از وطن و شہینہ و صوف

پوشی موسیٰ کہ خرقہ مرقع و درشت ہیت فقر پر رکھتے تھے و سیاحت عیسیٰ کہ ہمیشہ زمین میں
گشت کرتے رہتے تھے اور کوئی وطن خاص نہ رکھتے تھے اور فقیر رسول خدا صلعم
قول ہفتاد و ششم میں تجھ کو وصیت کرتا ہوں کہ تو اگر اتفاقاً صحبت اغنیاء
میں بیٹھے تو ساتھ عزت و آبرو و غلبہ و بزرگی کے بیٹھ اور صحبت میں فقر کے ساتھ خواری
و خاکساری کے نشست کر اور تجھ پر تذلل و اخلاص کرنا بے آمیزش ریاء و نفاق کو
واسطے خدا کے واجب ہے اخلاص عبارت ہے دوام رویت حق و رضا سے و محبت
رب مطلق سے بے اغراض و اعراض کے اور اللہ کو اسباب کے پیدا کرنے میں متہم
نکر یعنی یہ وہم نکر کہ اللہ نے اسباب اسلئے پیدا کئے ہیں کہ وہ اسباب کے قدرت
نہیں رکھتا ہے کہ یہ تو ہم خطا ہے کیونکہ جسنے اسباب بنائے ہیں وہ سببات بھی
بنا سکتا ہے غرض کہ جب رزق مباشرت اسباب سے حاصل ہو تو یہ گمان نکر کے کہ یہ
اسباب علت حصول رزق ہیں بلکہ یہ جانے کہ روزی سان خدا ہے اور ہو سکتا ہے
کہ یہ وصیت ہو ساتھ ترک اسباب کے گویا اسباب کو یکڑنا تمت رکھنا ہے خالق پر
عجز کی و لہذا فرماتے ہیں کہ اسے شخص تو درویشی و ضعف و بیچارگی و مسکینی لاط
خدا کے ہر حال میں خواہ درویشی ہو یا تو نگری اسلئے کہ فقر و حاجت طرف خدا کے
جملہ احوال میں ثابت ہے ع آہنا کہ غنی تر اند محتاج تر اند اور اپنے بہائی کا
حق ضائع نکر اس بہرہ سے پر کہ درمیان تیرے اور اس کے دوستی ہے یعنی وہ
سبب دوستی کے برانہ مائینگا اور بنجیدہ ہوگا کیونکہ ہو سکتا ہے کہ تصبیح حق سبب

فتور دوستی کا ہو جائے اور خود دوستی ایک سبب محافظت حقوق کا ہے نہ
 موجب اضاعت کا سو ضائع کرنا حق کا اعتماد دوستی پر خلاف موضوع ہے اور لازم
 ہے تجھ پر ہمیشہ صحت فقر کی ساتھ تواضع و خاکساری و فرد تنی و نرمی و تن
 اوب و سخا کے اور مارا اپنے نفس کو موت اختیار کرے تاکہ تو زندہ ہو جائے بحیات
 معنوی اور اللہ سے اوکی خلق میں دہشتی نص زیادہ قریب ہوتا ہے جو سب
 لوگوں میں اوسع الخلق ہے یعنی ادا حقوق خدا و بندگان خدا میں شرح صدر ہی
 اسی حالت سے عبارت ہے اور یہ مقام بروجہ کمال و تمام خاصہ جو ہر شریف بنوی
 صلح تھا آدرون کو اس مقام سے حصہ بقدر اون کے مراتب اتباع کی ہے اور فضل
 اعمال یعنی حصول ثواب و قرب الہی میں نگاہ رکھنا باطن کا ہے و کینہ و طعن و مارا
 کے اور تجھ پر لازم ہے کہ توح و صبر کی وصیت کر جائے اور کافی ہے تجھ کو
 صحبت کسی ایک فقیر کی اور خدمت کسی ایک ولی و دوست کی اگرچہ تیرے چند ان عمل
 و ریاضات و مجاہدات نہوں تہی صحبت و خدمت کہ شرط رغبت و اخلاص پر ہو جس سے
 اس سے معلوم ہو کہ در بدر مارے پہرے سے کچھ حاصل نہیں ہے یکدگر گیر و
 محکم گیر ع یک آشنای با مزہ یک عالم آشناست یہ اور فقیر وہی ہوتا ہے کہ جو
 سوا خدا کے ہر چیز سے مستغنی ہو اور صولت و حملہ کرنا اپنے سے زیر دست شخص
 پر درجہ میں ضعیف دنا توانی ہے اگرچہ صورت میں قوی نظر آئے و لکن حقیقت میں
 نامردی ہے اور اپنے سے زیر دست پر حملہ آور ہونا شوخی و بے شرمی ہے

اور اپنے برابر پر بد خلقی ہے مراد صولت حتی ہے کہ کسی کی آزار دہی اور شکست
 کار کے لئے و بدبہ دکھائے یا معنوی ہے جب طرح کہ بعض قویای اولیاء مقام
 طلب میں کسی شخص کے گرانے کے لئے مرتبہ و مقام ولی سے کرتے ہیں کہ یہ کام
 کچھ اچھا کام نہیں ہے اور نہ لائق مقام شفقت و حرمت کے ہے جو کہ ولایت کو
 لازم ہے سارا فقر و تصوف جڑ ہے یعنی درستی کرنا اور کوشش سجالانا اسکو کسی ہزل
 و بیہودگی سے قول و فعل و حال میں ملانا نچا بیٹھے و فقنا اللہ دایا حکم اے
 میرے دوست تجھ پر واجب ہے کہ تو ہر حال پر اللہ کا ذکر کیا کر کرے بیٹھے لیٹے
 سختی نرمی بیماری صحت و کار و بیکاری و غم و شادی و دوری و نزدیکی میں
 کہ یہ ذکر جامع خیر داریں ہے بلکہ جس کام میں مقصود و وجہ اللہ تو ہے وہ ذکر ہے
 خصوصاً امر و نہی شریعت میں اور متعارف زبان مشائخ میں لا الہ الا اللہ ہے
 یا اللہ اللہ پیدا طور پر کہے یا پنہان طریق پر لکن مجھ و ذکر اسم جلالہ میں نزدیک
 بعض راہنماں فی العلوم کی نظر ہے اسلئے کہ صراحۃ شریعت حقہ مطہرہ سے ثابت
 نہیں ہوا ہے اور حدیث میں یوں آیا ہے کہ افضل الذکر لا الہ الا اللہ اور
 میرے دوست تجھ پر لازم ہے کہ تو اللہ کی رستی کو پکڑ مراد اس رستی سے قرآن
 ہے کہ یہ اعظام و تمسک بحبل اللہ سارے نقصانات و مضار دنیا و آخرت کو کیا
 انفسی و آفاقی اور کیا روحی و جسمانی سب کو دور کرتا ہے اور لازم ہے تجھ پر ساختگی
 کرنا واسطے سامنے آنے کے مواضع قضا و قدر میں کہ اگر کوئی قضا آئے تو

شجر کو مستند پائے ناگمان نہ آئے کہ قضا سے ناگمانی زیادہ تر سولہ و مشوش ہوتی
 ہے یہ اسلئے کہ قضا و قدر کا واقع ہونا ضروری ہے اس سے بھاگنا اور تغافل
 کرنا بے فائدہ ہے اور یہ بات جان کر کہہ دیجئے تیری ساری حرکات و سکنات کا
 سوال ہوگا تو اب تو اس کام میں مشغول ہو جو وقت حاضر میں اولیٰ ہے اور فضول
 تصرفات جو ارج سے آپکو دور رکھ اور طاعت خدا و رسول و ولی ام کو لازم کیڑ
 اور اس کے حق کو ادا کر اور اس سے مطالبہ اس چیز کا نکر جو اس کے ذمہ پر
 واجب ہے بلکہ اس کے لئے ہر حال میں دعا کر اور مسلمانوں کے ساتھ گمان
 نیک رکھ اور اس کے حق میں اپنی نیت درست کر اور درمیان اس کے واسطے
 ہر خیر و بہتری کی دُعا اور شب بستر نکرا سحال میں کہ تیرے زمین و آسمان سے
 کیسی بدی و بدخواہی ہو یا کینہ و دشمنی بلکہ جو کوئی تجھ پر ظلم و ستم کرے اس کے
 لئے دعا کر اور اللہ کا مرقبہ رکھ تاکہ تو پاس اس کی معصیت و نافرمانی کے نہ پہنچے
 اور رزق حلال کما کہ لقمہ تنعم اعمال کا ہوتا ہے اور اہل علم باشندے اس
 بات کو پوچھ چکے تو نہیں جانتا ہے اور اللہ عزوجل سے شکر اتارہ اور اپنی
 ہمنشینیں ساتھ خدا کے مقرر کردہ حدیث میں آیا ہے اللہم انت الصاحب
 فی السفر و رہنا صاحبنا اور ہمنشین ماسوا اللہ کا اسلئے ہو کہ وہ ہمنشین ہے خدا کا
 تاکہ یہ معیت واسطے طلب دین و تعلم و تعلیم و مذاکرہ کے ہو اور ہر صبح کو اپنی آبر و صدقہ
 کر یعنی اس کو مسلمانوں کے کام میں صرف کر اور جب شام ہو تو جو مسلمان اس کے

مراہو او سپر نماز جنازہ کی پڑھ متفاح میں کہا ہے کہ بنا سے این بر صحت نماز جنازہ
 بر غائب ست چنانکہ مذہب ائمہ ست انتہی اور جب تو نماز مغرب پڑھے تو نماز
 استخارہ پڑھ اور صبح و شام سات سات بار اللھم اجرنا من النار کہہ اور اس قول
 پر محافظت رکھ اعوذ باللہ السميع العليم من الشيطان الرجيم هو اللہ الذی
 لا اله الا هو عالم الغیب والشہادۃ هو الرحمن الرحیم تا آخر سورت اور اللہ
 توفیق دینے والا اور مدد کرنے والا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم
 قول ہفتاد و ہفتم بند کو چاہیے کہ با خدا و گمانہ و با اخلاص حضور ہو گیا کہ
 خلق موجود ہی نہیں ہے اور ہمراہ خلق کے ساتھ رعایت حق وحدود شرع کے
 یوں رہے کہ گویا بے نفس ہے سو جب وہ ہمراہ خدا کے بلا خلق ہوگا تو یا بندہ
 خدا اور رب فانی ہوگا اور جب ہمراہ خلق کے بلا نفس ہوگا تو عادل و مستقیم ہوگا
 اور خلاف حق سے پرہیز کرے گا اور تبعات یعنی انجام ہارے بد سے سلامت رہے گا
 نسب کو اپنی در خلوت پر چھوڑ دے کیا خلق اور کیا نفس اور نہما خلوت میں آئے
 اپنے مولیٰ کو اپنی خلوت میں چشم باطن دیکھے گا اور اویں چیز کو جو راعیان
 و اشخاص موجود است اور چشم سر سے نظر آتی ہے عین الیقین سے مشاہد کرے گا
 اور اسکا نفس زائل ہو جائیگا اور بجائے اس کے اللہ کا امر و قرب آئیگا اسدم
 جہل اس بند کو علم اور بعد اسکا قرب اور خاموشی اسکی ذکر اور دشت اسکی
 انس ہو جائیگی یعنی جب نفس کی ظلمت جاتی رہی تو نور معرفت و قرب کا آگیا

یہ صفات جو ظاہر میں موجب نقصان تھے حکم کمال کا پکڑتے ہیں آسے شخص
مقام عبودیت و ربوبیت و امر و نہی میں کوئی نہیں ہے مگر خلق و خالق کہ خالق
نے پیدا کیا اور خلق سے حقوق عبودیت کے طلب فرمائے سو اگر تو خالق کو
اختیار کرے تو خلق سے یہ بات کہہ دے کہ انہم عدا دلی لا ریب العالمین جس طرح
کہ یہ بات خلیل حلیل ابراہیم علیہ السلام نے حق میں بتوں کے کہی تھی اسکا ذوق
وہی جانے جو اسکو پہچانے ع ذوق این سے نشا سی بنجا تا نہ حشی پکسی نے
کہا جیسے تلخی صفرا کی غالب ہے وہ ہلاک شیرینی ذوق کی پائیگا کہا ازالہ شہوات
میں اپنی طرف سے بگلف کام کرے یعنی نفس سے ریاضت لے اور اسکو
مزگی بنائے مسلمان جب عمل صالح کرتا ہے تو اسکا نفس حکم قلب میں ہو جاتا ہے
اور در رکات دل کا دریا بندہ بنجاتا ہے پھر دل و سکا منقلب بسر ہوتا ہے پھر
سرا یک حال سے دوسرے حال پر ہوتا رہتا ہے یہاں تک کہ فنا ہو جاتا ہے پھر
وہ فنا منقلب ہوتی ہے اور وجود بنجاتی ہے و لا حجاب یسعم کل باب یعنی
جسکو خدا دوست رکھتا ہے وہ جس دروازے سے چاہے اندر آئی اور جسکو
دوست نہیں رکھتا ہے اوپر سر سے دروازے بند ہوتے ہیں حدیث میں
آیا ہے کہ جو کوئی بعد وضو کے شہادتین پڑھے گا اسکو ہر شہت دروازہ ہر شہت سے
بلائیں گے جس سے وہ چاہے اندر آئے ۵

تو از ہر در کہ باز آئی بدین خوبی فریبائی	دری باشد کہ از رحمت برو خلق بخشائی
--	------------------------------------

آئے شخص فنا عبارت سے اعدام خلق اور انقلاب طبع بشری طرف طبع ملائکہ کو سہیلی ہونا
 طبع ملائکہ سے پہر لاحق ہونا ہے منہاج اول سے کہ لاہوت حق ہے اور اس دم
 تیرا رب تجھ کو وہ پلانیکا یعنی تیری زمین استعداد کو سینچیکا جو چاہے گا اور تجھ میں
 وہ آگائے گا یعنی نتائج احوال دانوارا سراسر سے جو چاہے گا جسکا بیان کرنا ممکن
 نہیں ہے سواگر تو یہ حال و مقام حاصل ہونا چاہتا ہے تو تو اسلام پہر تسلیم
 پہر علم باللہ کو یعنی اوامر و نواہی شرع حق کو پہر معرفت ذات و صفات حق کو پہر
 اپنی بہتگی کے فانی کرنے کو لازم پکڑا تسلیم سے مراد تسلیم حکم قضا و قدر ہے
 اور جب تیرا وجود حق کے لئے ہوگا تو سیکاسب تو اوسیکا ہوگیا صفات و احوال
 ظاہر و باطن و افعال و جوارح میں کہ یہ سب فروع آثار وجود ہیں زہد ایک
 ساعت کا کام ہے اور ورع دو ساعت کا کام ہے اور معرفت ابد الابد کا کام ہے
 کہ شناسا ہونا اور پہچاننا ہے عالم لا نہایت کو قول ہفتاد و ہشتہم واسطی
 اہل مجاہدہ و محاسبہ اولو العزم کے دس خصلتیں ہیں جنکو انہوں نے اپنا
 وظیفہ و حزب مقرر کیا ہے جب اون خصال کی اقامت و مضبوطی کر لیتے ہیں
 تو منازل شریفہ کو پہنچ جاتے ہیں خصلت اول یہ ہے کہ بندہ اللہ کی قسم
 نہ کہائے خواہ سچا ہو یا جھوٹا یعنی اوسکی عزت و عظمت کا خیال کر کے نہ اسلئے کہ سچی
 قسم کہنا حرام ہے اور یہ قسم نہ عداً کہائے اور نہ سہواً یہ ایک ریاضیت ہے کہ طالب
 کو اسکا حکم کرتے ہیں تاکہ عظمت و جلال حق اوسکے دلیں جبکہ پکڑے اور موثر

انوار و آثار مذکورہ ہو اور جبکہ دل عظمت و کبریائی حق سے لبریز ہے اور نہ کہ قسم کھانا
 اور عالم سے ہے ولہذا حضرت نبوت و وقوع قدم کا اکثر ہوا ہے جب بندہ عدم قسم
 کو اپنے نفس سے استوار کر لے لے گا اور اپنی زبان کو عادت ترک نہ کند کی سہیسا و
 عہد اڈالے گا اور یہ اسکی خود ہو جائیگی تو اللہ اوسکے لئے ایک دروازہ اپنے انوار کا
 کھول دے گا وہ منفعت اسکی اپنے دل میں پائے گا اور اپنے درجہ کی بلندی معلوم
 کرے گا اور اپنے قصہ و صبر میں قوت و توانائی پائے گا اور نزدیک اخوان و اقربان
 کے ستودہ ہوگا اور سامنے ہمسایوں کے بزرگ ٹیڑھ گاہیاں تک کہ اوسکے پہچاننے
 والے اوسکی اقتدار کریں گے اور جو کوئی اوسکو دیکھ گا وہ اس سے ڈرے گا خصلت دوم
 یہ ہے کہ ہر دل و جہر میں جھوٹ بولنے سے متنبہ رہے کیونکہ جب یہ ایسا کرے گا اور
 اپنے جہی سے اس کام کو استوار کر لے گا اور اوسکی زبان اس ترک کذب کی خوگیر
 ہو جائیگی تو اللہ تعالیٰ اوسکے سینہ کو کھول دے گا اور اوسکے علم کو روشن کر دے گا گویا وہ
 جھوٹ کو پہچانتا ہی نہیں ہی اور جب غیر سے جھوٹ سنیگا تو اوسپر عیب پڑے گا
 اور اپنے دل میں اس کا ذہب پر سرزنش کرے گا اور عار جائیگا اور اگر اوسکے لئے
 دعا کرے گا کہ جھوٹ بولنا اوسکا دور ہو جائے تو ثواب پائے گا خصلت سوم یہ ہے
 کہ کسی سے وعدہ کر کے خلاف نہ کرے اور خلف وعدہ سے پرہیز کرے یا سرے
 سے وعدہ کرنا ہی چھوڑ دے تاکہ در خط خلاف میں نہ پڑے یہ پرہیز کرنا خلف وعدہ
 سے قوی تر ہے اوسکے کام کے لئے اور میانہ روی ہے راہ سلوک میں کیونکہ

خلف ایک قسم دروغ کی جب یہ ایسا کر گیا تو اللہ اسکے لئے دروازہ سنا اور
 درجہ جیا کا مفتوح کر دیا اور صادقین او کو دوست رکھنے لگیں گے اور نزدیک
 اللہ کے بلند درجہ ہو جائیگا خصلت چہارم یہ ہے کہ لعنت کرنے سے کسی شے
 پر خلق میں سے پرہیز کرے آدمی ہو یا کوئی اور چیز اور کسی ایک ذرہ کو اور ذرہ
 اور پر کی چیز کو ایذا نہ دے کہ یہ اجتناب اخلاق ابراہیم صلیقین سے ہے اور اسکا
 انجام نیک ہوتا ہے اللہ کی نگہداشت کرنے میں اس شخص کو اندر دنیا کے اور
 اسکے لئے درجات آخرت ذخیرہ کئے جاتے ہیں اور اللہ او کو مواضع ہلاک
 سے چھڑا دیتا ہے اور ہاتھ سے خلق کے سلامت و بے گزند رکھتا ہے اور او کو
 بندوں پر مہربانی کرنا روزی کرتا ہے اور اپنا قریب ٹھہرتا ہے و معنی لعنت
 کے دور ہونا ہے رحمت حق سے اور حکم اس بعد کا بدون یقین موت کے
 کفر پر نہیں ہو سکتا اور اطلاق کرنا لعنت کا کسی پر بے اخبار و خبر صادق کو و ربطہ
 اشتباہ میں پڑنا ہے ایک قسم دوسری ہے لعنت کی بمعنی دور ہونے کے رحمت
 خاص اور قرب مخصوص سے یہ قسم غیر کفار پر ہی راجع ہوتی ہے اور اس تحقیق
 سے بہت سی مشکلات حل ہو جاتی ہیں بالجمہ لعنت کرنا کام نیکوں کا نہیں ہے
 حدیث میں آیا ہے لا یبغی لصدیق ان یکون لعاناً بقض لوگ آدمیوں کا کیا
 ذکر ہے کہ حیوانات و جمادات کو حرف و حکایت میں لعنت کرتے ہیں یہ عادت
 نہایت زشت ہے خصلت پنجم یہ ہے کہ بد دعا کرنے سے کسی شخص پر خلق خدا

میں سے پرہیز کرے اگرچہ اس نے اپنے ظلم کیا ہو سو اس کو زبان سے قطع و برید
 نکرے اور بد و عاندے کہ اس میں قطع صلہ رحم و ترک حق مسلمانی ہے اور اس کو
 بدلا اس کی بدکرداری کا نہ بلکہ تحمل کرے واسطے اللہ کے یعنی اس کی رضا و
 طلب ثواب کے لئے اور عوض نکرے اس کا نہ گفتار سے نہ کردار سے کہ خصلت
 اپنے صاحب کو درجات علیٰ تک بلند کرتی ہے قال تعالیٰ ادفع بالتي هي احسن
 فاذا الذي بينك وبينه عداوة كانه دولي حميم وما يلقاها الا الذين صبروا
 وما يلقاها الا ذو حظ عظيم جب بندہ ساتھ اس خصلت کے متاؤب ہو جاتا ہی
 تو دنیا و آخرت میں مرتبہ بزرگ پاتا ہے اور محبت و مودت و قبول تمام خلق
 میں اس کو حاصل ہوتی ہے قریب اور بعید سے اور وہ مستجاب الدعوة ہو جاتا ہے
 اب جو وہ دعا اپنے لئے کرتا ہے سبب صبر کرنے کے جو ظالم پر درجہ اجابت
 کو پہنچتی ہے اور نیکی میں مرتبہ اس کا بلند ہو جاتا ہے اور اند دینا کے موئین کے دلوں
 میں معزز ہوتا ہے خصلت ششم یہ ہے کہ کسی شخص پر اہل قبلہ میں سے گواہی
 شرک و کفر و نفاق کی قطعاً و جزماً نہ دے کہ یہ عدم تکفیر اہل قبلہ نزدیکتر برحمت
 و شفقت علی الخلق ہے شیخ رضی اللہ عنہ خدا سے نزدیک ہوتا ہے اور درجہ میں
 بلند تر رہتا ہے اور یہ خصلت پورا اتباع سنت یعنی اگرچہ دم و انکار تشبیح
 و تصبیح اہل بدعت کے واسطے رعایت و ترویج سنت کے آئی ہے لیکن تکفیر
 ان کی خلاف سنت ہے اور تمام کمال سنت یہ ہے کہ زبان کو تکفیر سے روکے رہے

اور دور تر ہے داخل ہونے سے علم خدا میں اور دور تر ہے اللہ کے غصہ فرمانی
 سے اور نزدیک تر ہے رضا و رحمت الہی سے اور یہ ایک باب شریف کریم علی اللہ
 اس سے یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ بندہ ساری خلق پر مشفق مہربان رہتا ہے خصلت ہفتم
 یہ ہے کہ کسی معصیت کی طرف نگاہ نہ کرے ظاہر و باطناً اور اپنی جوارح و حواس
 کو معاصی سے باز رکھے کہ یہ نظر نگہنا اشرف اعمال ہی ثواب میں اندر دل اور
 جوارح کے اس جہان میں اور آخرت میں اللہ اسکے لئے خیر ذخیرہ کرتا ہے
 ہم اللہ سے سوال کرتے ہیں کہ ہم سب پر منت فرمائے عمل کرنے کی ان حضال بہ
 اور ہماری شہوات کو ہمارے دلوں سے باہر نکال دے خصلت ہشتم یہ ہے کہ پیو
 کرے اس بات سے کہ کسی شخص پر خلق میں سے کوئی اپنا بار و ثنوت رکھے توڑ دیا
 بہت بلکہ اپنی ثنوت ساری خلق سے اوٹنا لے خواہ اوس ثنوت کا محتاج ہو
 یا اوس سے بے نیاز کہ یہ تمام عزت عابدین و شرف متقین ہے اور ایسے ہی
 حکام کرنے سے امر بالمعروف و نہی عن المنکر کرنے پر توانا و قوی ہوتا ہے اور ساری
 خلق نزدیک اسکے بمنزلہ ایک مرتبہ کے ہوتی ہے کیا غنی اور کیا فقیر جب بندہ
 ایسا کرتا ہے تو اللہ اس کو طرف بے نیازی و یقین و اعتماد کرنے پر ساتھ خدا
 کے نقل کر لیا تاہو اس کو اس کی ہوا و نفس کی وجہ سے بلند تہ نہیں کرتا ہے اور
 ساری خلق نزدیک اس کے حق کہنے میں برابر ہوتی ہے اور یقین کرنا چاہیے
 کہ یہ دروازہ ہے عزت مومنین و شرف متقین کا اور یہ سب ابواب میں اخلاص

سے نزدیک تر ہے خصلتِ نہم یہ ہے کہ سالک اس راہ کا اپنی طمع کو ادھیون سے
 قطع کرے اور جو کچھ لوگوں کے ہاتھ میں ہے اوسین نفس کو طمعِ ندرے کہ یہ ایک بڑی
 عزت کی چیز ہے اور ایک بے نیازی و تو نگرہی ہے بے آمیزش فقر و احتیاج کو اور
 ایک بادشاہی زیرگ اور ایک فخر جلیل اور ایک یقین صادق اور توکل شافی صریح
 ہی اور یہ قطع طمع ایک باب ہے ابوابِ اعتماد علی اللہ سے اور ایک دروازہ ہے نزد
 کا اور اسی سے پرہیز گاری ملتی ہے اور عبادتِ کامل ہوتی ہے اور یہ دونوں لوگوں
 کی علاماتِ مین سے ہے جو طرف اللہ کے منقطع ہو گئے ہیں اور تمنّا طرِ خدا کے
 جانے والے ہیں خصلتِ دہم یہ ہے کہ تواضع و خاکساری کرے کہ اس صفت سے
 محلِ عابد کا استوار ہوتا ہے اور اوسکی منزلت بلند ہوتی ہے اور عزت و بلندی کی
 نزدیک خدا و خلق کے مستعمل ہوتی ہے اور اوس چیز پر جو دنیا و آخرت سے چاہتا
 قدرت پاتا ہے اور یہ خصلت خاکساری ساری طاعات کی اصل و فرع ہے یعنی
 اس سے طاعات پیدا ہوتی ہیں پر یہ طاعاتِ نتیجہ لاتی ہیں ۵

دیکھا تو خاکساری ہی غالب مقام ہے	جون جون بلند ہم ہوئے پستی نظر پڑی
----------------------------------	-----------------------------------

کمال طاعات کا اسی تواضع سے ہوتا ہے منازلِ السائرین میں کہا ہے حقیقت
 تواضع کی یہ ہے کہ عقل کو معارضِ سمیع نہ کرے اور جو کچھ شارع نے کہا ہے اوسکو
 قبول کرے اور دلیل عقل سے اوس خیر کا مزاحم نہ ہو بلکہ امثالِ مشاعر میں بشتابی
 و جلدی کرے انتہی بندہ اسی تواضع کی وجہ سے منازلِ صاحبین کو پالیتا ہے

یہ وہ لوگ ہیں جو حالت خوشی و ناخوشی میں اللہ سے راضی رہتے ہیں یہ صفت کمال ہے تقویٰ کا کیونکہ اگر شقی تکبر کرے اور امتثالِ مرخدا پر گردن نہ کرے تو سارا کاروبار و کام برباد جائے تو اضعِ لغت میں بمعنی نرمی و فروتنی کرنے کے ہے اور یہ ایک مرتبہ متوسط ہے درمیان افراط و تفریط کے شیخ رضی اللہ عنہ نے فرمایا تو اضع یہ ہے کہ بندہ کسی شخص سے نہ ملے مگر یہ دیکھے کہ وہ مجھے فاضل تر ہے اور کہے کہ قریب ہے کہ یہ شخص نزدیک اللہ کے مجھے بہتر ہو اور درجہ میں بلند تر اگر صغیر ہو تو یہ کہے کہ اسنے ابھی اللہ کی نافرمانی نہیں کی ہے اور میں نے اس کا عصیان کیا ہے تو بیشک یہ مجھے بہتر ہے اور اگر کبیر ہو تو یہ کہے کہ اسنے مجھ پہلے اللہ کی عبادت کی ہے پھر اگر وہ عالم ہے تو یوں کہے کہ اسکو وہ چیز عطا ہوئی ہے جسکو میں نہیں پہنچا اور اسنے وہ چیز پائی جو میں نے نہیں پائی اور اسنے وہ بات جانی جو میں نے نہیں جانی اور وہ اپنے علم پر عمل کرتا ہے اور اگر جاہل ہو تو یہ کہے کہ اسنے عصیان اللہ کا جمل و نادانستگی سے کیا ہے اور میں نے جان بوجھ کر اور میں نہیں جانتا کہ میرا خاتمہ کیسا ہوگا اور اسکا کیسا اور اگر کافر ہو تو یہ کہے میں نہیں جانتا کہ یہ مسلمان ہو جائے اور اسکا خاتمہ عمل خیر یہ ہو اور شاید میں گنہگاروں اور میرا خاتمہ بُرے عمل پر ہو سو یہ ایک دروازہ ہے شفقت و خوف کا اپنے نفس پر اور لائق اسکے ہے کہ اس صفت کا ہمنشین ہو اور اسکا اثر بندوں پر باقی ہے پس جب بندہ ایسا کر گیا تو اللہ اسکو ساری آفات نفسانی

دو سو اس شیطانی سے سلامت رکھیگا اور منازل نصیحت اللہ تک پہنچائیگا اور وہ
 منجملہ اصفیاء و اجباء خدا کے ہوگا اور ابلیس کا دشمن ٹھہرے گا کیونکہ ابلیس اللہ
 کا دشمن ہے اور یہ ایک دروازہ ہے رحمت کا اور اس سے دروازہ کبر کا قطع
 ہوتا ہے اور خود بینی کی رسیاں کٹ جاتی ہیں اور نفس جو علو درجہ اپنا دین
 و دنیا و آخرت میں خیال کرتا ہے وہ اُس سے ترک ہو جاتا ہے اور یہ تواضع مغز
 عبادت ہے، اور نہایت شرف زاہدین اور سمیاء و ناسکین و عابدین کوئی شے
 اس سے افضل تر نہیں ہے اور سو اسکے یہ چاہیے کہ اپنی زبان ذکر اہل عالم سے
 اور بیفایہ باتوں سے قطع کرے اور کیو بدی و بُرائی سے یاد نہ کرے تو رائیں
 ہوتا ہے کوئی عمل مگر اسی تواضع سے اور وہ خصلت ہے جو کینہ و دشمنی و کبر و
 ستم و بغی کو دل سے جملہ احوال میں باہر نکالتی ہے اور زبان اس شخص کی
 سر و علانیہ میں ایک ہو جاتی ہے اور خواہش اس کی نمان و آشکارا میں واحد ہوتی
 ہے آسیطرح بات اوکی ایک طرح پر رہتی ہے اور ساری خلق نزدیک اوکے
 نصیحت میں یکساں ہوتی ہے خوش ہو یا بیگانہ دور ہو یا نزدیک اور جب تک یہ
 شخص خلق اللہ سے کسیکو ساتھ بدی و بُرائی کے یا درگیا یا کسیکو کسی کام پر پھرنش
 کر گیا اور عار لگائے گا تب تک ناصحین میں نہوگا آسیطرح جب کسی کا ذکر ساتھ
 بدی کے سامنے اپنے دوست کے کر گیا یا جب روبرو اوکے کسی کا ذکر بدی سے
 ہوگا اھل دل اسکا خوش ہوگا تو ہی یہ ناصح نہ ٹھہرے گا اور یہ خصلت سبب افت عابدین

و ہلاک متعبدین اور بربادی زاہدین ہے مگر جبکی اللہ حفظ لسان پر اعانت کری
 اور اسکے دل کو اپنی رحمت سے لگا کر کے بعض لوگ جو مرتبہ استقامت کو نہیں پہنچ
 ہیں اور گرفتاری نفس و ہوائی سے رہا نہیں ہوئے ہیں تو گریہ و زاری اور کابلین
 دینا و آرون کا کر کے اونکی غیبت سے خوشحال ہوتے ہیں اور درپردہ ریا و عجب میں جا کر
 ہیں **ف** مفتاح میں کہا ہے کہ یہ مقالہ اون دو خون میں جو نزدیک میر جو جو ہیں
 موجود نہیں بلکہ شیخ اجل اکل عبد الوہاب تقی قادری نے جو ارشاد نامہ مجھ کو غایت
 کیا ہے اور اوس میں نضاح حضرت جیل رضی اللہ عنہ کے ہیں اوس میں یہ مقالہ درج
 ہے اور میں یہ جانتا ہوں کہ جو نسخہ فتوح الغیب کا نزدیک اونکے ہے یا غنیہ کہ
 تصانیف مشہورہ حضرت ہے اوس میں یا کسی دوسری تصنیف میں لکھا ہے
 لہذا تبرکاً اس مقالہ کا بھی ترجمہ کیا گیا اور کلام حضرت کا بحجۃ الاسرار و تکملہ وروض
 الریاحین و دیگر مؤلفات میں جو احوال شریف و مناقب بیف میں لکھے گئے ہیں
 بہت کچھ ہے شیخ مجد الدین شیرازی صاحب قاموس نے آپ کے احوال برکت
 اشتمال میں ایک کتاب لکھی ہے روضۃ الناظرین ترجمۃ الشیخ عبد القادر اوس میں یہ
 ذکر کیا ہے کہ کبھی چار سو آدمی مجلس شریف میں بیٹھے اور اپکا کلام سعادت الیتام
 لکھتے جب ہجوم حاضرین مجلس کا زیادہ ہوا اور میدان مسجد و خانقاہ نے تنگی کی تو
 عید گاہ میں کرسی رکھی جاتی اور خلعت حاضر ہوتی اور بات سنتی کبھی قریب تر
 نفر کے لوگ ہوتے نفعا اللہ بابرکات علومہ فی الدنیا والدین و علی اللہ علی

سید الخلق و امام الکمل محمد والدہ واصحابہ و اتباعہ و اخبرایہ اجمعین
ف جب حضرت شیخ غفر عنہ اللہ عنہ بیان ہوئے جس میں انتہا لے پئے فرمایا تو آپ
 کے بڑے صاحبزادے سید الدین عبد الوہاب رحمۃ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا
 کہ مجھے کچھ وصیت فرمائیے کہ میں بعد آپ کے اسپر عمل کروں فرمایا تو اللہ سے ڈرتا
 رہ اور سوا اللہ کے کسی سے نہ ڈرا ورنہ بجز خدا کے کسی سے امید رکھ اور ساری
 حاجات اپنی اللہ کے حوالہ کر اور اویسکے لطف سے پختہ ہو اور ساری حاجتیں اللہ
 ہی سے مانگ اور بجز خدا کے کسی پر اعتماد نہ کر التوحید لا التوحید لا جامع الکمل
 یعنی توحید کو کیر سے رہ کہ اسپر سبکا اتفاق ہو

ہرچہ اندیشہ پذیراے فناست | آنچه در اندیشہ ناید آن خداست

اور فرمایا جب دل ساتھ خدا کے درست و راست ہو جاتا ہے تو کہ فی چیز او دل سے
 تنہا اور باہر نہیں ہوتی اور کہا میں مغز بلا پوست ہوں اور اپنی اولاد سے فرمایا
 میرے آس پاس سے ہٹ جاؤ میں ظاہر میں تمہاری ساتھ ہوں اور باطن میں تمہارے
 غیر کے ساتھ ہوں تمہارے پاس ایک خلق حاضر ہے سوا تمہارے اس کے لہو جگہ
 فراخ کرو اور حد ادب اونکا نگاہ رکھو سمجھو رحمۃ عظیم ہے اور ایک بڑی بخشش و مہربانی
 ہے آویز جگہ کو تنگ نہ کرو و علیکم السلام و رحمۃ اللہ و بركاتہ غفر اللہ لی
 و لکم و تاب اللہ علی و علیکم بسم اللہ غیا مودعین یعنی داخل ہوا و اس حال
 میں کہ تم رخصت و دواع کرنے والے نہیں ہو بطرح قرآن کریم میں فرمایا ہے

نحن اولیاءکم فی الحیات الدنیا و فی الآخرة ایک رات دن اسی طرح کہا کئے اور فرمایا
 افسوس! تم میں کسی چیز کی پروا نہیں رکھتا نہ فرشتہ کی نہ ملک الموت کی جو جان
 کھاتا ہے آئے ملک الموت مجھ کو اسنے عطا کیا جو مجھے دوست رکھتا ہے اور سوا
 تیرے میرے کام کا متولی ہے پہر ایک پیچ ماری اسدن جسکے شام کو انتقال فرمایا
 غلبہ لرزاق اور موسیٰ آپ کے صاحبزادوں نے خبر دی کہ آپ ہاٹھ اوٹا کر اور بڑا کر
 کہتے تھے وعلیکم السلام ورحمة اللہ وبرکاتہ تو بدو ادخلونی الصف
 هوذا اجمع الیکم تو یہ کرو اپنے باطن سے طرف خدا کے اوصاف میں داخل
 ہو میں اب پاس تمہارے آتا ہوں اور فرماتے نرمی کرو پہر او کو حق اور نشہ موت
 کا آیا یہ اشارہ ہے طرف اس آیت کے وجاءت سكرة الموت بالحق اس کہنے
 میں کہ نرمی کرو دلالت ہے ایک طرح کی سختی موت پانے پر اور دلیل سپر حالت شریفہ
 نبوی ضلیم ہے شیخ اجل کرم عبدلہو باب متقی فرماتے تھے کہ جب وقت رحلت شیخ
 علی متقی کا آیا مجھے کہا کہ اگر کوئی اثر شدت سکرات موت کا تم دیکھو دلیکب نہو نا کہ
 شدت سکرات لازمة قطبیست انتہی قول ہشتادوم فرماتے تھے در میان
 میرے اور تمہارے اور در میان خلق کے دوری و تفاوت ہے جیسا بعد در میان
 آسمان و زمین کے ہے تم مجھ کو کسی شخص پر قیاس نہ کرو اور نہ کسی شخص کا قیاس
 مجھ پر کرو پہر آپ سے آپ کے صاحبزادہ عبد العزیز قدس سرہ نے حال درد و الم کا پوچھا
 فرمایا مجھے کچھ نہ پوچھو میں علم خدا میں ایک حال سے دوسرے حال پر متقلب ہوں

پھر کہا آپ کا مرض کیا ہے فرمایا میرے مرض کو کوئی نہیں جانتا اور نہ کوئی
 سمجھ سکتا ہے نہ آدمی نہ پری نہ فرشتہ پر بیان حقائق و مسائل میں آئے
 اور کہا اللہ کا علم اللہ کے حکم سے نہیں تو بتا یعنی اللہ کا علم ازل سے اس کے حکم
 سے جو لازماً بندوں پر کیا ہے شکستہ نہیں ہوتا اس لئے کہ حکم بدل جاتا ہے
 اور علم نہیں بدلتا اور حکم منسوخ ہو جاتا ہے اور علم منسوخ نہیں ہوتا بحوالہ اللہ مالک
 و یثبوت عندہ ام الكتاب لا یسأل عما یفعل وھم ہستائون ہرگز نہ پوچھا
 اخبار اوصاف تم کو کما جائت احادیث صفات کی حسب صدور افعال
 و آثار بطرح پر آئے ہیں اور سیرت پر گزرتے ہیں اور ذات میں کچھ تغیر نہیں
 ہوتا ایک بزرگ نے کہا ہر مرد اس کلام سے یہ ہے کہ جو احادیث صفات متشابہ
 انہی میں وارد ہوئی ہیں وہ اپنے ظاہر پر محمول ہیں نہ تاویل و تفسیر کے ظاہر
 سے اعتقاد اور یہی حق و ثابت ہے نہ بت قدیرین سلف صالحین کا بھی اس
 باب میں یہی ہے انتہی آپ کے صاحبزادہ عبدالجبار نے پوچھا کہ آپ کا بدن کمان
 و کتا ہے فرمایا سارے اعضاء میرے و کتے اور درد کرتے ہیں مگر سیرادل کا وہ
 کچھ درد و بیماری نہیں ہے وہ ساتھ اللہ عزوجل کے راست و درست ہے پھر
 اے کو موت آگئی فرمانے لگے استعنت بلا الہ الا اللہ سبحانہ و تعالیٰ والھی
 الذی لا یخشی الموت سبحان من عن نبأ القدر و قہر العباد یا موت لا الہ
 الا اللہ محمد رسول اللہ آپ کے فرزند موسیٰ نے کہا کہ لفظ عز من کثر

زبان سے یہ لفظ صحت کے ساتھ نہ نکلتا تھا یعنی بسبب تکرار حرف زائے
 کے اس کلمہ کی تکرار یہاں تک کی کہ غز کا اور آواز بلند و دراز سے کہا تا آنکہ
 زبان شریف سے بصحت تمام نکلا بہ تین بار اللہ اللہ اللہ کہا پھر آواز پست
 ہو گئی اور زبان سفت و بام حلق سے جا چکی پھر روح کریمہ نکل گئی رضوان اللہ
 علیہ واعداد علینا من برکاتہ و ختم لنا بخیر و لجمع المسلمین و الحقنا
 بالصالحین غیر خرایا و لا مفتونین آمین آمین آمین خاتمہ عادتہ مرقمہ
 اہل تصنیف کی یہ کہ آغا رکتب کے نام خداوند تبارک و تعالیٰ و صلوة و سلام
 رسول خدا و آل و اصحاب با صفا سے کرتے ہیں لکن شارح فتوح الغیب نے حمد و
 نعت اصل متن پر اکتفا کیا اور کمال دے اپنا نام تک شرح میں نہیں لکھا اور
 یہ ذکر کیا ہے کہ جب میں مکہ معظمہ میں تھا میں نے ایک نسخہ اس کتاب کا پاس
 شیخ عبد الوہاب متقی قادری شاذلی رحمہ کے دیکھا تھا اور اس سے مشرف و مستفید
 ہوا تھا شیخ نے فرمایا این کتاب شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ این را حاصل کیند
 و بخوانند و دست دران زیند و بران باشند و ہر قدر کہ تواند بران عمل کیند
 و بداند و آگاہ باشد کہ طریقہ حضرت قادریہ و راہ و روش این سلسلہ این است
 انتہی جب میں ہندوستان میں آیا بعض مشائخ سلسلہ شریفہ قادریہ نے ایک نسخہ
 اس کتاب کا مجھے بھیج دیا میں نے بحسب صیت حضرت شیخ ذکر اللہ بالخیر اوسکو لیکر
 پڑھا اور رد کیا اور ایک مدت اوسکے ذکر الفاظ و فہم معانی تحت اللفظ سن کر سند

رہا اور سمجھنا اس کتاب کے مقاصد و مضامین و اشارات کا میری قوت و قوت
 و حوصلہ حال میں نہ تھا اور نہ ادب و ہیبت انتساب اس کتاب کی طرف آنکھوں
 کے مجھ کو چھوڑتے تھے کہ میں اوسمیں خوض کروں جناب اسد الدین شاہ
 ابو المعالی لاہوری کی فرمائش مکرر سے بیٹے یہ ترجمہ لکھا ابتدا میں یہ حکم تھا
 کہ ترجمہ پر الفاظ و معنی تحت اللفظ کے قصہ کیا جائے اور سبب و تہمیل و نقل
 مذاہب و اقادیل نو سپر یہ فرمان آیا کہ اگر کسی قدر سبب ہو تو یہی کوئی مانع نہیں ہے
 اور سخن سود مند کا لانا روا ہے اسوجہ سے اس بشرت میں دو طرز سبب اول
 اکثر مواضع میں ایجاز و اختصار ہوا اور آخر بعض محال میں کچھ سبب کیا گیا اور
 باوجود بیسرا نیگی و مفلسی کے رجوع طرک کتب و تصانیف مردم کے واقع
 نہوا اور دوسروں کے در پر واسطے در یوزہ گری کے جاننا نہ پڑا اگر دو ایک جگہ
 واسطے تحقیق مصطلحات قوم کے بحکم ضرورت رجوع واقع ہوا واللہ المستعان
 انتہی یہ خلاصہ بیان شیخ اجل علی حق دہلوی قدس سرہ شارح فتوح الغیب
 کا ادنون نے اس شرح کا نام تاریخی مفتاح الفتوح لکھا ہے اس ترجمہ اردو
 میں متن و شرح دونوں سے واسطے تسہیل فہم الفاظ و معانی کے اخذ کیا ہے
 اور اسوجہ سے کہ شرح مذکور عامل المتن ہے اور مکرر شدہ اور شدہ ہجری میں مطبوع
 ہو کر شائع و مطبوع مطابع اہل شد ہو چکی ہے تفاوت متن کا شرح سے نہیں
 رکھا گیا اس باب میں یہ ترجمہ بجا خود ایک کتاب مستقل ہے اردو زبان میں سمجھے

منہج کہ تہ قدیم وجدید علم سلوک و تصوف کے یہ کتاب سب سے زیادہ عزیز خاطر ہے
 اس سبب کہ اس کتاب میں سالک کو طریقہ سلوک کا ہدایت سے تا نہایت ارشاد
 کیا ہے اور وہ مقاصد جن کا فہم بجز اس مخین فی العلم کے شخص پر شکل ہے اُن کو
 ایسی تقریریں و صاف اور تحریر سادہ و پکارین ادا فرمایا ہے کہ ہر طالب صادق
 بقدر استعداد باطنی کے خود سمجھ سکتا ہے بلکہ اوس پر عمل کر سکتا ہے جیسے چاہتا کہ اس
 خاتمہ ترجمہ اردو میں ترجمہ احوال شریف ماتن و شارح نگا بھی لکھوں پر یہ خیال آیا
 کہ ترجمہ حضرت ماتن رضی اللہ عنہ کا کتب قوم در سائل اہل علم میں بکرات و مراتب تفضیل
 و اجمالاً مرقوم ہے کیا حاجت ذکر کی ہے بلکہ خود دینے ترجمہ جناب والا کا رسالہ تقصیر
 میں لکھا ہے اور شارح نے اخبار الاخبار میں ضبط کیا ہے اور طبقات ابن رجب
 و وفات الوفيات اور مرآۃ البخان وغیرہ کتب جمع جم میں موجود ہے اور ترجمہ حضرت
 شارح یعنی شیخ عبدالحق دہلوی رحمہ اللہ تعالیٰ کا کتاب مآثر الکلام و احاث النبلاء
 میں لکھا گیا ہے اور کمال شہرت معنی عن الذکر ہی اس واسطے ابکا ترجمہ ہی نہیں
 لکھا اسبجلیہ اطلاع دینا تاریخ ولادت و وفات ماتن و شارح رحمہما اللہ تعالیٰ پر کفایت
 کرتا ہے ولادت شریف حضرت ماتن رضی اللہ عنہ سنہ چار و ستتر اکتسین ہونی تھی
 سی و سہ سال تک رہن افتاد کا کام کیا اور چالیس سال تک مشغول ارشاد طالبین
 و سالکین رہے بعد ازاں سال سنہ پانسو اکیانوے ہجری قدسی میں سجدہ رحمت الہی
 رحلت فرما ہوئے بڑے مفسر و محدث اور عالم مذاہب صولاً و فروعاً و خلافاً تھے چنانچہ

کتاب غنیۃ الطالبین اسکی شاہد ہے حتی فاق الكل في الكل وصار مرجع الجميع
 في الجميع جليلة شریف کی بیان میں لکھا ہے کہ لا غریب من میانہ قامت عریض الصدر
 عریض اللیحه طویل المحاسن گندم گون پرستہ ابرو بلند آواز نیکو روش گرامی قدر ستے بات فرا
 جسد کرتے اور چلا کر کرتے جس سے دل میں سامع کی رغبت و رعبت پیدا ہوتی عجب
 بات یہ تھی کہ آواز کے سننے میں مرد و زن و بچہ و عورت برابر تھے اور قریب و بعد مکان
 و مجلس سے کوئی تفاوت ظاہر نہ ہوتا تھا اور وقت تکلم کے بجز سکوت کے کسی کو گنجائش
 دم مار نیکی نہ تھی اور جب کچھ حکم کرتے تو سوائے بجا آوری کے کچھ نہ بنتا جسکے نظر جمال
 باکمال پر پڑتی وہ کیسا ہی سخت طبع سنگدل ہوتا خاشع و خاضع ہو جاتا الی غیر
 ذلك من الاھول العالیة والمقامات الشرفیة التي لا کاد تصفھا العبائر
 و تبدیھا الضائریہ کچھ آپکا ترجمہ نہیں ہو اکیونکہ واسطے تمام ترجمہ حالات کے ایک فقر گراں
 وزن درکار بلکہ یہ حرفی از کتاب و پر تو سے از آفتاب ہے نہی شارح ذو المجد و العلا
 جناب شیخ عبدالحق دہلوی قدس اللہ روحہ و افاض علینا فتوحہ سوانکی فضائل علمی
 و عملی ہی اتنے ہیں کہ و اصفت او نکتہ وصف سے قاصر ہے انکی ساری تصانیف
 ایک سے ایک بتر و سود مند تھے اللہ تعالیٰ نے انکو ایسی زبان شیریں اور سخن بکین
 عطا فرمایا جسکا لطف و معانی ل جانتے ہیں یہ اپنی طرز بیان و حسن تقریر میں جو
 فرو زمانہ تھے عالم باعمل حافظ کتاب اللہ عزوجل فقیہ متقن محدث من حاجت الی اللہ
 زائر رسول اللہ مدرس بنظیر مفتی خوش تقریر آمد الصلحی رآہد العلماء و فخر ہند و ستان

نازشاں ہل بیان تھے انکا اسم شریف شیخ عبدالحق بن سیف الدین بن سعد اللہ الترمذی
 الدہلوی البخاری ہے انہوں نے اپنا ترجمہ خود اپنی کتاب اخبار الاخیار کے خاتمہ
 میں زیب رقم فرمایا ہے یہ طریقہ میں مرید سید موسیٰ قدس سرہ کے تھے یہ سید موسیٰ
 اولاد حضرت ماتن رضی اللہ عنہ میں تھے انکی کنیت ابوالمجد تھے ۲۲ سال کی عمر میں
 سارے علوم فضیلت سے فارغ ہو کر سند فادہ پر بیٹھے تھے اور عفتوان جوانی میں حرمین
 شریفین کا سفر کیا اور ادیار کبار اور صلحا دارنا مدار کے صحبت پائی اور تکمیل فن
 حدیث فرمائی اور ۲۵ برس تک جمعیت ظاہر و باطن کے ساتھ مشغول رہے اور
 نشر علوم میں اوقات عزیز کو صرف کیا انکی جملہ تالیف صغیر و کبیر نو مجلد ہے اور
 بحسب شمار بیات پانصد ہزار تک پہنچتی ہے ۹۰۰ ماہ محرم میں پیدا ہوئے
 اور سنہ ایک ہزار و ۵۲۰ ہجری میں تمام آگہی و کشادہ پیشانی کے ساتھ وفات پائی تاریخ
 ولادت شیخ اولیا ہے اور تاریخ رحلت فخر العالم قبر شریف دہلی میں کنار حوض شہسی
 پر واقع ہے حضرت شیخ احمد سہروردی مجدد الف ثانی انکے معاصرین اور ان سے
 کچھ بہا ہم تقارر کیا تھا لکن انجام میں صفائی قلب ہو گئی اور پردہ بشریت و غشاوہ
 جبلت در میان سے اوتھ گیا و ہکذا نشان اہل اللہ تعالیٰ فی کل زمان مکان
 یہ بھی کچھ ترجمہ جناب موصوف کا نہیں ہے بلکہ ایک قطرہ ہے بحر محیط یا ایک ذرہ
 ہے صحراے بسط سے ہر چند یہ مقید مذہب حنفی تھے اور اپنی کتب فقہ
 میں تالیف حنفیہ بہت کی ہے لکن نفس الامر میں بغایت درجہ منصف تھے

ان کو ایک محبت خاص اور فریفتگی مخصوص تھی ساتھ حضرت ماتن رضی
 اللہ عنہ کے جسکے آثار انکی کتاب اخبار الاخبار وغیرہ تالیفات سے ظاہر
 ہیں اسی طرح ایک عجیب غلبہ الفت و شیفگی کا ساتھ جناب سرور
 انبیاء صلیم کے تہا جس طرح کتاب مدارج النبوة اور جذبہ القلوب ثابت ہوتا
 ہے اور یہ بات تو متحقق ہے کہ سوا انبیاء علیہم السلام کے کوئی معصوم نہیں ہے
 اور ہمارے مشائخ طریقت کے بھی وصیت کا برائے کبار و خلفاء عن سلف چلی آتی ہے
 کہ اتباع کتاب و سنت فرض اور رو کرنا انکے خلاف کا واجب پس ہر جگہ قاعدہ معلوم
 خدا صفا دع ماکہ کا نصب العین رکنا دلیل ہی صدق نیت سالک طریق علم
 و مسافر ملک ولایت پر اسجگہ باقتدار جناب شارح خاکسار بھی اپنا نام لکنا اور
 ظاہر کرنا اساتذہ ادب جانتا ہے کہ ذکر نام این حقیر خود چہ حد و مجال کہ درین مقام
 توان بر دوش با وجودت ز من آواز نیامد کہ شہد از اسجا کہ بعون باری تعالی و حمد
 حق بجانب یہ ترجمہ اس کتاب مستطاب کا انجام کو پہنچا اور یہ کتاب بیان میں مرتبہ
 سلوک و سیر الی اللہ کے ہے اسلئے اب یہ ظلم جوہل اس ترجمہ کو اس عبارت
 شارح پر ختم کرتا ہے اور حسن خاتمہ کا پردہ گار عالم سے خواستگار ہی ماحیت
 تصوف صدق توجہ الی اللہ است ترجمہ مرضی و این مقوم را در بیان معنی تصوف و
 اقوال و اشارات بسیار است و ہر یکے موافق حال خود بدان خبر دادہ و اشارت
 کردہ است و خلاصہ جامع ہمہ اقوال معنی صدق توجہ الی اللہ است ابراہیم مرضی

قدم از دایره اسلام بدر نیفتد و فضل شرف این علم که مبدء آن اتباع قدم نبوت
 و منتهای آن حصول قرب درگاه الوهیت است ظاهر است و مرتبه این علم از حیثیت
 مقصود بر همه مقدم است و از حیثیت طلب شروع بعد از تحصیل علوم آلی است که مقدم
 علم عربیت اند و اگر چه علم تفسیر و حدیث بالذات بر همه مقدم است اما در حقیقت تصوف
 تفسیر کتاب خدا و تشریح سنت رسول و مدلول و نتیجه آنهاست و دو اصفان این
 علم که مشایخ طریقت و اساطین ملت و مقربان حضرت اند معروف و مشهور اند و خود
 آنچه درین کتاب فتوح الغیب از ان مودع است همه بیان کتاب و سنت است
 و اضع و بانی آن شاع است احتیاج با اصطلاح جدید ندارد انتهای گویم شاع این علم
 و عمل را در حدیث صحیح احسان نام کرده است همین نام زیبا باین مقام است چه ضرورت
 است که نام دیگر از طرف خود تراشند و از اینجا است که این بنده شرمند سرافکنده
 نام این ترجمه بوجه مطابقت با اسمی مقالات الاحسان مخمقامات العرفان
 نهاده و باید نفع خویش را و لا و هر که را حق تعالی توفیق طلب بطن فرماید تا نایاً در عین
 بال و تفرق حال نگاشته و از حق سبحانه انصاف خود بحد و منت و با آنچه درین
 کتاب برکت نصابت خواسته و تعالی این مسکت را بجل جابت رساند و مرا از گرفتاری
 بندگان نفس و هوئی و خلق و هر آنچه مصادیق شیطان و مکارند ابلیس لعین است
 و درین گرامی نامه بعضی مقالات اشارت بدان رفته محفل الفضل و کرم و عون و ^{لطف}
 خود پرمایند و ما ذلک علیه بعین چون سرشته سخن باین غایت رسیده اند که

که باز از سر نو در توبه بگویم و با نهار نهد است و استغفار بگویم که در تالیفاتم هر چه از جنس
 لغزش و سهو و خطا و نسیان براه بشریت و جبلت انسان بر زبان خامه و در دل
 ناتوان گزاشته باشد یا از قسم جرح و نکته چینی در حق احدی از اهل علم و صلاح
 به واسطه نفس اغوا شده ام یا بهیچ وجه نباشد خواه در کتب عربی زبان و خواه در نامه
 فارسی و اردو و لسان از همه آن با عترت و مقصود خطا و خود تائب گشتم و مستغفر
 هستم و بعد ازین انشاء الله تعالی چنانکه غالباً خواهی و بشیوه من است گرد این کار
 و انکار نگردم و بالله التوفیق و هو المستعان و خیر رفیق اللهم اغفر لی ما قد مت
 و ما آخرت و ما أسررت و ما اعلنت و ما اسرفت و ما انت اعلم به منی انت
 المقدم و انت الموفق و انت المستغفر و انت الیك و آخر دعوانا ان
 الحمد لله و لا اله الا هو و لا اله الا هو و لا اله الا هو و لا اله الا هو
 خلقه سید الرسل و خاتم الانبیاء محمد و علی اله و صحبه خزیه و کل من الیه
 استند و علیه اعتمد

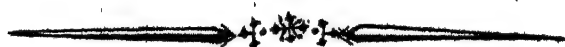
بِالْخَيْرِ
 لَكَ
 بِرِ

بسم الله الرحمن الرحيم

ابیا صفت جنت

ضمیمہ مقالات الاحسان

منتخب از کتاب حادی الارواح تالیف حافظ ابن قیم
نظم و لپیذیر افتخار الشعرا حافظ خان محمد خان المتخلص شمسیر سلمہ التدریر



خالقِ ناز و خداوندِ بهشت
بے تکلف بتوراہِ سنخے
خوش تو باشی و محمد خوشنود
پر گناہ آدم آمرزش کن
عند لیبِ چینِ جنت نام
من دیوانہ فردوسِ وطن
قدس معمورہ و قدرتِ معا

اے تو خوب بہتہ و ماہمہ زشت
ایکہ از ہر طرف ہر دہنہ
از من زار بہ تسبیح و درود
کا سد م را بہم با ارکش کن
ہست امروز ز بانم و در کام
رانندہ ام از وطن خویش سخن
منزلے از ہمہ نقصان بکنار

غزت دید و نشان نمود
 گوهر حسن و لطافت و حبیب
 بهر اجاب مقتدر و مصیر
 از نعیمش سقته نو عظیم
 گلشن جلوه انوارش گل
 از زرو سیم نهادند اسال
 خشتش از سیم گرفتند و زر
 غرت عالیہ ببردن ز شمار
 ارتفاعش بشال اختر
 راه چل سالہ بود و مست و در
 کترین عیشش که دارست در
 گر تو از غیمہ پر سی خبر
 طول و صاف زبان سازد خشک
 طے زیر شجر بر اکمال
 ساق دارد و جیشش از زر و سیم
 هر قماشش درش نرم و حل
 از شرابش بہت سیر و طہور

تخلصندش چمن آراے وجود
 مجمع خیر برے از ہمہ عیب
 نہ ہمین قصر و چمن ملک گیر
 بہہ تن رحمت و ضوان کریم
 بانگ تسبیح ملائک بلبل
 سنگریز ششیم دزد الماس
 در بگلابلش ہمہ مشک و زفر
 ہست مہینہ زار از نار
 کہ بلندیش نیاتہ خطہ
 وز چشم تنگ تراید بنظر
 رہ تو ان رفت بسالے و دہرا
 شصت میل ست درازاگرے
 زعفران ست زمین تربت تنگ
 شہسوارے نتواند صد سال
 سقف ہر خانہ بود و عرش عظیم
 نہر شش زما و ولین خمر و قل
 ز بخیل ست مزاجش کافور

هر شتر همچو سبزه بيش
 ز رو سيش سیه آوند و آنا
 آن اراک که بود همچو چال
 و ابو صفش نتوان کردن لب
 لبس لبش زحریر و نوق
 اهل جنت چو تهرگر پرسی
 هر قدر خواهش کن و شش
 نغمه محور و ملک لذت گوش
 ره نوردان خداوندی خواست
 و صفت حورش چه کنم هست
 گوشه دلشدگان جنت
 کا عشق ست بیاران خبری
 آن کو اعب صفقان اثر آب
 کمرش موسی و نارش پستان
 آفتابانه ناید شرقی
 عنبه گیسو عطافشان
 حاصل دهر شود گرش فشان

چون زبد الین حلقه چو غسل
 چون قوایر صفا بصفا
 نه من روج ست در انانه خلا
 همه زمینده با زار و ربه
 فش را آستین سترق
 صورت آدم و سانش سی
 سیوه و طایر جنت خورش
 حفر از قدس سازد و شوش
 سیر هر یک متعلق برضا
 در مکنون و محسده غلمان
 سیکتم و صفت نان جنت
 حال حسن است جوانان نظر
 جوش زن در گویای شباب
 سیب رخساره و گوهر دندان
 خرمن گل تبسم برقی
 طغیان حسن و جهان نورانی
 کس نه بنید طغیان جز طغیان

پرکت رجا بنده چرخ محیل
 نور خورشید و پیش گم
 بر زمین جمله کس آید بنظر
 یک نصیفش همه خیر دنیا
 عمر صخره خضر و جمال تابان
 به تجیض و بنفاسش غرضی
 در لطافت همه تن پاک لباس
 ساق دریاب که چو شش بینی
 روبرو میجو دو مهر و شش
 و جمل پیونده نهال پنهان
 تاج یاری و محبت بر سر
 اعدا عمر شالیش به سن
 جلوه فرمایش لب تابانی
 با انارست نهودش مانا
 دل کشد جانب چشم روشن
 گاه خورشید بر رخ گاه قمر
 جای گیرش پیر و نواظر

با گنج و سر آتیل
 چون ز خورشید خیال
 از یقین خلعت ایمان در
 وصلش از جمله آتشی
 سالما در گذر و عیشش جهان
 نه زحل و ز ولادت مرضی
 دور از زحمت چرخ اونا س
 استخوان مغز و روشن بینی
 آه چون با تو در آید لبخن
 رخ چو آینه نماید مثال
 یاره دوست ز آینه گسر
 آدمی درست بردیافت نه جن
 رنگ یا قوتی و هم مر جانی
 قد بالاش نهال رعنا
 خوش بیاض بود حسن
 نور معبود همه غرض و دور
 حسن باطن بجمال ظاهر

ہر یکے جامع حسن و احسان
 دل بنظارہ مسرت خیت سز
 رو بردے تو با حکام تو رام
 لطف وصل مرغ تو لذت پس
 بے ملاش ہمہ ایام وصال
 چشم بد چسیت کمر و دورش
 کہ نہ گرد نہ تیا بش نہ شباب
 ہمہ نور و زلف عید شینہ
 کر ہر غصہ و غم بر بند
 دوستانہ محبت بر بان
 لطف فرما باو اے کہ پیرس
 دلبری زمزمہ دل داری ساز
 نغمہ صد رنگ تکلف بردوش
 قصر در قصر نماید جاوید
 دیدنش ہم فرہ پیوندت
 قدر و قوت دل من میداند
 ہر یکے فتنہ ذوق پیغام

منقبت مور و خیرات حسن
 گوش از در سخن لبریزت
 دل پس تو ہمہ با حفظ مدام
 نور نظارہ و افراح نفوس
 کہنگی راہ نیا بیجاں
 نظر کے بر تو بود مقصودش
 ہلہ اے جان برادر و ریاب
 آرزویش لقب و نام اسید
 چون بخت بد ہمہ جنت خند
 دوستداران دو قالب کجبان
 بوسہ دہ بوسہ ربا کہ پیرس
 عاشقہ نغمہ محبت آواز
 لذت دیدہ دہم زیور گوش
 برج در برج حرم خورشید
 لطف پیوستن او تاجندت
 کہ منادی بزیارت خواند
 پاز ساختہ آید بخت ہم

همه را با همه جوش هو سے
 همه کس را بنه نه از نگیم
 از خطایا همه کس دل شادان
 نه کسی از تو در اعلا متو پست
 تازه تر و عده گوی ساز دهند
 همه کس لذت آواز بگوشتش
 کای خند او بلفظ مارن تو ایم
 رستگاران عذا بیم و محن
 ای براه تو حسین فرمودن
 تا که از عالم پنهانها
 لعل از حبلوه او شعله طو
 یک طلوع و دو صدش صلیب
 چون بیا لانگی سے نگاری
 چون نه و مهر در خشان بنظر
 عاشقان جلوه گے در پشت
 لعل سے مانا ز بهشت
 دار و سے زخم جراحت کیشان

برسانند پشت فر
 تخت از نور و گهر و زویم
 چه بکسی نیم شکین کیشان
 همه در رتبه بیم شکر پرست
 عاشقان را در آواز دهند
 از زبان ادب آید بخروش
 موی بونده احسان تو ایم
 روست پید ان بخت مسکن
 بیش ازین رتبه چه خواهد بود
 برست آید بدرخش اینها
 ساحت غلّه کند عالم نور
 تاب هر ذره هزاران خورشید
 جلوه رویه ز تشبیه بری
 بسخن جلوه رویش بگر
 رفتن از خویش بجا خوشت
 جلوه حسانه بر انداز بهشت
 مرهم خستگی دریشان

منظر کے احمد کی بیدل
 من و جز من ہمت بانی راز
 ملک العرش بگوید با ما
 ہر یکے چون تماشاکہ گل
 اے سلام ہوئے واز تو سلام
 با تجلیش کہ بی مانندست
 گوید از عالم دلدار ہیا
 اے بطاعت نشی وقف امید
 ہمہ گویند کہ خور سندانیم
 ہم ز ماجز پر صاے گمذر
 نہ درنگی نہ تماشا بکینیم
 روے قدسی بکمال تفت و تاب
 برق ہر خرم جمعیت و ہوش
 گر نمی بود کہ در سرانیم
 اندران جمع رسد طر فرفر
 اے فلان ابن فلان را پسر
 گوید آن بندہ در ماندہ ہم

خنجرے موسیٰ عمران بسمل
 عالم قدس فدای آواز
 کابل فردوس سلامی بشما
 عند لیسانہ فتہ در غلغل
 مالک غر و جلال اکرام
 لطف خاصی ست کہ ناشنخت
 اے غیب ہم پرستار ہیا
 ہست امروز شمار روز فریہ
 ایخداوند صناعتانیم
 اے تماشاے تو امید نظر
 پردہ افکن کہ تماشا بکنیم
 پردہ برداشتہ انگندہ نقاب
 بے حجابانہ شود جلوہ فروش
 یک بیک سوختگی سامانیم
 ہر کسی راز خطا بخشش فر
 ہست از امروز ز کارت خبرے
 معصیت رفت بیامرز کریم

<p>گودید آن رب رحیم و قادر در نہ این عزت و جاہ تو چہ است مے بقربان خداوندی تو لے ز تو بخشش و بخشایش من خستہ خیمہ دنیا قسم مشکل افتاد سیدن بطن رحم نہ را بر رسول علیہ</p>	<p>بندہ را دیدہ پریشان خاطر ہمہ در ذیل کرم جرم و خطاست لے دلم محور حساسندی تو از تو ہنگامہ آسایش من کار افتادہ دیدہ ہوسم چہ توان من سکین و چہ من لے تو انعام ترا بی سبب</p>
--	---



صحت نامہ مقالات الاحسان

صفحہ	خطا	صواب	صفحہ	خطا	صواب	صفحہ	خطا	صواب	صفحہ	خطا	صواب
۲	۲	بابداۓ	۸	۱۰	نہ بغض	۱۵	۱۲	لکھنی	۱۵	۱۲	لکھنی
۴	۴	حاجدا	۹	۹	یومئذ	۱۶	۴	دھول	۱۶	۴	دھول
۵	۵	خوئند	۱۲	۱۲	عوجاج	۱۸	۱۲	پاتا	۱۸	۱۲	پاتا
۶	۶	طبیادنیہ	۱۰	۶	علیین	۱۵	۱۵	زائیں	۱۵	۱۵	زائیں
۷	۷	عقفا	۱۱	۱۱	اوتت	۱۹	۱۸	الذی	۱۹	۱۸	الذی
۸	۸	فایرہ	۱۱	۶	سب	۲۰	۶	کیطرن	۲۰	۶	کیطرن
۹	۹	توحید	۱۶	۱۶	چوکان	۱۳	۱۳	پنچنے	۱۳	۱۳	پنچنے
۱۰	۱۰	ولی	۱۶	۱۶	تغیر	۱۲	۱۲	اوس	۱۲	۱۲	اوس
۱۱	۱۱	الحقنی	۱۲	۱۱	مطین	۱۶	۱۶	باقصین	۱۶	۱۶	باقصین
۱۲	۱۲	البشر	۱۳	۲	زوم	۲۱	۸	حسن	۲۱	۸	حسن
۱۳	۱۳	واکرلائے	۱۲	۳	الشر	۱۶	۹	طائفہ	۱۶	۹	طائفہ
۱۴	۱۴	متبعین	۱۲	۱۲	دینا	۱۲	۱۲	علیہ	۱۲	۱۲	علیہ
۱۵	۱۵	مال	۱۶	۱۶	نقص	۱۳	۱۳	انبیاء	۱۳	۱۳	انبیاء
۱۶	۱۶	باقسامہ	۱۵	۱	اوسکے	۱۶	۱۶	اجان	۱۶	۱۶	اجان
۱۷	۱۷	راج	۶	۶	عینک	۲۳	۳	نفس	۲۳	۳	نفس

نیم	خطا	صواب	نیم	خطا	صواب	نیم	خطا	صواب	نیم	خطا	صواب
۲۳	۴	تسیم	۲۴	۱۶	وارثت	۳۴	۱۴	خلق	۲۳	۴	خالق
۴	۹	نکوئی	۲۸	۶	صفائی	۳۸	۱۰	قدرا	۲۳	۴	قدرا
۴	۱۴	عبادۃ	x	۱۴	تنبیه	"	۱۳	عادت	۲۳	۴	عادت
۲۴	۵	ما فیہا	۲۹	۹	ور	۲۰	۹	خلف	۲۴	۵	خلف
"	۱۰	چینا	۴	۱۳	نیاید	"	۴	کتاب	"	۱۰	کتاب
۴	۱۴	درکار	۴	۱۴	کپیگا	۴	۱۳	دیندار	۴	۱۴	دیندار
۴	۱۶	آئمہ	۳۲	۸	اعلیٰ	۳۱	۱۲	بالہ	۴	۱۶	بالہ
۲۵	۵	ایمن	۴	۹	تغیر	۳۲	۴	شبه	۲۵	۵	شبه
۴	۹	تغیر	۳۳	۱۰	الطاف	۳۳	۱۴	منی	۴	۹	منی
"	۱۴	زیادت	۳۴	۵	ترتیب	۳۳	۵	اسکو	"	۱۴	اسکو
۲۶	۱	بر	۳۵	۱۳	تسبیح	۳۵	۴	وجود	۲۶	۱	وجود
۴	۸	لیغان	۴	۱۴	ایتا	"	۱۶	پیداگیا	۴	۸	پیداگیا
۴	۹	فاستغفر	۳۶	۴	نیارہنی	۳۶	۱	گریبان	۴	۹	گریبان
۲۷	۴	ترا	۴	۵	خدای	"	۱۰	سولا	۲۷	۴	سولا
۴	۵	سیئات	۴	۴	ہوتا ہے	۳۸	۳	لہ	۴	۵	لہ
۴	۹	روفت	۳۷	۱۱	یدار	۳۹	۴	اس	۴	۹	اس

صفحہ	خطا	صواب	صفحہ	خطا	صواب	صفحہ	خطا	صواب
۳۹	۱۳	الطفا	۶۸	۱	کوی	۸۵	۲	اجیب
۵۱	۱۲	جوئے	۶۸	۱	کوی	۸۵	۲	اجیب
۵۲	۱۰	شروع	۷۰	۲	جہد	۸۷	۳	المستبین
۱۴	۱۴	پیچید	۱۰	۱۰	تقین	۸۷	۷	خورد
۵۳	۱۷	گویا	۷۲	۳	چاہے	۸۷	۱۰	مبتلائی یا مبتلا ہوا
۵۴	۵	تقاضہ	۷۵	۸	صنی	۸۷	۱۳	ارادہ
۷	۶	تعام	۷۸	۴	خلق	۸۸	۲	واسطہ
۵۶	۱۱	خیریت	۷۹	۷	دارد	۸۸	۵	بشریت
۷۷	۷	زمین	۸۱	۱۱	بخشند	۸۹	۱۳	القلب
۵۷	۱۴	ڈرے	۸۰	۳	جماعہ	۹۰	۹	سازداری
۵۹	۲	رفو	۸۰	۱۰	تخبہ	۹۲	۱۱	سجبتوی
۶۰	۱	وینوالا	۸۲	۶	صلاحید	۹۲	۷	ولی
۷۱	۹	لے	۸۳	۴	قبلیک	۹۵	۹	قضاقد
۷۲	۱۰	سارے	۸۴	۵	قاضع	۹۶	۳	زائع
۷۳	۱۵	وہے	۸۶	۸	وز	۹۸	۷	چاہے
۷۴	۷	سنی	۸۶	۱۶	اسالوا	۹۸	۶	الا
۷۵	۱۳	البصیر	۸۵	۲	وعوۃ	۹۹	۷	ذکر کے

نمبر	خطا	صواب	نمبر	خطا	صواب	نمبر	خطا	صواب
۹۹	۱۷	تقدیر	۱۰۹	۱۰	تقریر	۱۱۹	۱۲	ساخت
۱۰۱	۲۷	اولہ	۱۱۰	۱۱	اڈولہ	۱۲۰	۱۳	لنمات
۱۰۲	۱	کان	۱۱۱	۱۲	کسکلن	۱۲۱	۱۴	بیندہ
۱۰۳	۸	اوتین	۱۱۲	۱۳	اوسپر	۱۲۲	۱۵	التفات
۱۰۴	۱۲	سیالہ	۱۱۳	۱۴	سبابطہ	۱۲۳	۱۶	البنی
۱۰۵	۲۷	صنعت	۱۱۴	۱۵	ضد	۱۲۴	۱۷	اضغین
۱۰۶	۱۳	نگمت	۱۱۵	۱۶	نگمت	۱۲۵	۱۸	دومہ
۱۰۷	۱	پیران	۱۱۶	۱۷	پیرنہ	۱۲۶	۱۹	آمین
۱۰۸	۱	اوس	۱۱۷	۱۸	اوسکے	۱۲۷	۲۰	متبدل
۱۰۹	۲	پہر	۱۱۸	۱۹	پہر	۱۲۸	۲۱	کرکے
۱۱۰	۲۷	جایگے	۱۱۹	۲۰	جایگے	۱۲۹	۲۲	دولہ
۱۱۱	۱۰	ذنیات	۱۲۰	۲۱	ذنیات	۱۳۰	۲۳	تقدیر
۱۱۲	۲۷	تمش	۱۲۱	۲۲	تمش	۱۳۱	۲۴	نقیر
۱۱۳	۹	وینا	۱۲۲	۲۳	وینا	۱۳۲	۲۵	نعتی
۱۱۴	۱۵	کالانتہ	۱۲۳	۲۴	کالانتہ	۱۳۳	۲۶	اولہ
۱۱۵	۱	کشف	۱۲۴	۲۵	کشف	۱۳۴	۲۷	حطت

صفحہ	خط	صواب	صفحہ	خط	صواب	صفحہ	خط	صواب			
۱۲۶	۱۲	صابرو	صابرواد	۱۴۱	۱۶	دعا	۲	۱۵۹	۱۴	دفاعین	دفاعین
۱۲۸	۹	ہوی	ہوای	۱۴۲	۱۰	المصاب	المصاب	۱۶۵	۱۰	بندی	بندہ
۱۳۰	۱۳	نہند	نہند	۱۴۴	۱۱	سوم کا	سوم کے	۱۶۷	۹	کہ	+
۱۳۱	۵	شفقت	شفقت	۱۴۸	۱۴	راج	راج	۱۶۵	۱۱	بہتری	بہتر ہے
۱۳۲	۳	بھلاک	بھلاک	۱۴۹	۱	رہتا	رہتا	۱۶۷	۱۱	اللہ	اللہ
۱۳۳	۹	ممبر	ممبر	۱۵۰	۱۰	پنچک	پنچک	۱۶۷	۱۴	وز	واز
۱۳۴	۱۴	آدم	آدم	۱۵۱	۱۴	یقینا	یقینا	۱۶۹	۴	نہ آئے	نہ لائے
۱۳۵	۴	صحت	صحت	۱۵۱	۱۵	چاہیے	چاہیے	۱۷۱	۱۱	کتے	کتے تھے
۱۳۶	۱۳	زبان	زبان	۱۵۲	۸	الذیران	الذیران	۱۸۰	۱۵	سبب	سبب
۱۳۷	۳	انشار	انشار اللہ	۱۵۴	۴	سیغزائی	سیغزائی	۱۸۲	۱۰	طال	ضلال
۱۳۸	۱۳	مختاتہ	مختاتہ	۱۵۵	۱۳	غلامہ	غلامہ	۱۸۲	۱۲	اذلی	اذلی
۱۳۹	۱۴	منتی	منتی	۱۵۵	۱۴	قیرا	قیرا	۱۸۴	۷	رَب	رَب
۱۴۰	۱۱	دنیا	دنیا	۱۵۵	۸	فاتعونی	فاتعونی	۱۸۴	۹	علیم	علیم
۱۴۱	۱۴	چاہیے	چاہیے	۱۵۵	۴	آرزو	آرزو	۱۸۴	۱۵	شیئات	شیئات
۱۴۲	۳	گرنے	گرنے	۱۵۵	۹	فضلہ	فضلہ	۱۸۴	۱۴	بامر	+
۱۴۳	۴	گرمی	گرمی	۱۵۵	۱۴	تاکل	تاکل	۱۸۵	۵	دغہ	دغہ

نمبر	خطا	صواب	نمبر	خطا	صواب	نمبر	خطا	صواب	نمبر	خطا	صواب
۱۸۵	۴	کما	۲۳۰	۱۰	وایا	۱۸۵	۱۵	ہوئی	۲۳۰	۱۰	ہوئی
۱۸۸	۱۵	ملنے	۲۳۲	۴	نفس کے	۱۸۸	۴	پیش	۲۳۲	۴	پیش
۱۹۲	۴	خفی	۲۳۵	۷	ہنا	۱۹۲	۱	پر	۲۳۵	۷	پر
۱۹۳	۱۱	ہے اگرچہ	۲۳۶	۹	توہی	۱۹۳	۱۴	سوال	۲۳۶	۹	سوال
۱۹۴	۴	تبیض	۲۳۷	۱۴	ملتبس	۱۹۴	۱	انپر	۲۳۷	۱۴	انپر
۱۹۶	۱۶	بیٹھا ہے	۲۳۸	۱۰	بندے	۱۹۶	۷	دہان سے	۲۳۸	۱۰	دہان سے
۲۰۲	۱۲	ترک کر کے	۲۳۹	۱۲	اطاعت	۲۰۲	۹	مفروح	۲۳۹	۱۲	مفروح
۲۰۳	۵	واضع	۲۴۰	۱۴	مفروح	۲۰۳	۷	اللہ	۲۴۰	۱۴	اللہ
۲۰۴	۱۵	کثیر	۲۴۱	۵	مبدل	۲۰۴	۱۵	سوی	۲۴۱	۵	سوی
۲۱۴	۱	بندی کے	۲۴۲	۲	رکھی	۲۱۴	۱۴	اور وہ	۲۴۲	۲	اور وہ
۲۱۵	۵	یعذبکم	۲۴۳	۴	رحمتہ	۲۱۵	۱۱	فرما	۲۴۳	۴	فرما
۲۱۶	۵	لا لیا	۲۴۴	۵	لا لیا	۲۱۶	۷	فاقہ	۲۴۴	۵	فاقہ
۲۱۹	۱۰	نہیں ہیں	۲۴۵	۱۰	اکہ زبان	۲۱۹	۹	اوکو	۲۴۵	۱۰	اوکو
۲۲۲	۸	اقرار	۲۴۶	۱۷	نفس	۲۲۲	۱۴	آزار	۲۴۶	۱۷	آزار
۲۲۷	۷	مقام	۲۴۷	۲	کر گئے	۲۲۷	۷	بنائیگی	۲۴۷	۲	بنائیگی
۲۳۰	۴	سبب	۲۴۸	۳	وہ	۲۳۰	۷	وہ	۲۴۸	۳	وہ

نیم	خطا	صواب	نیم	خطا	صواب	نیم	خطا	صواب	نیم	خطا	صواب
۵	۲۹۵	درستی	درستی	۵	۳۰۳	اشیوع	اشیوع	۱	۳۱۶	نعمت	نعمت
۹	۲۹۴	ولمین	دل مین	۱۴	۳۱۰	اعز	عز	۱۰	۳۱۸	سلام	سلامه
۱۵	۳۰۰	خدا کا	خدا کا	۵	۳۱۱	لجميع	لجميع	تو محمد الله سبحانه و صلی الله و سلم علی نبیه و آلہ و صحبه			
۴	۳۰۲	شادوب	شادوب	۹	۳۱۴	الاحول	الاحول				

